TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222239
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱٫۴۳۹۳ ف ۔ ق Accession No. ۶۲۷۵

Author فہیم بیگ چغتائی ف ۔ ق

Title قصہ صحرا حصہ دوم

This book should be returned on or before the date last marked below.

٢٣٤٥٦

قصرِ صحرا

حصہ دوم

یعنی

ایک ترک خاندان کا قصہ

جسے کئی سال تک ایک ویران جزیرے میں رہنا پڑا

مصنفہ

مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی

سنہ ۱۹۲۱ء

دار الاشاعت پنجاب لاہور

بار اول ۱۰۰۰ قیمت عمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم لوگ اپنے جزیرے میں نہایت اطمینان سے بسر کرتے تھے۔ اور قطعی ارادہ تھا۔ کہ ہمیشہ کے واسطے دل جمعی کی زندگی اختیار کرلیں لیکن خدا کو یہ منظور نہ تھا + لا لچ سمجھنا چاہئے۔ یا جفاکشی کی عادت۔ کہ تھوڑے عرصے بعد دل گھبرانے لگا۔ اور پھر جنون سوار ہوا۔ عمدہ غذائیں اور نفیس پوشاکیں ناگوار معلوم ہونے لگیں عمدہ عمدہ بود و باش کے سامان کاٹے کھانے لگے۔ پھر یہی جی چاہنے لگا۔ کہ وہی زندگی ہو۔ اور وہی سامان۔ جہاں ہمارا نہ کوئی باورچی ہو۔ نہ کوئی دھوبی۔ آپ ہی اپنے آقا اور آپ ہی اپنے خدمت گار ہوں +

سب لوگ منصوبے باندھ رہے تھے۔ کہ اس دفعہ شمال مغربی سمت میں بڑھ کر سمندر کی سیر کرنی چاہئے۔ عام طور پر کہا جاتا تھا۔ کہ کئی جہاز ان اطراف میں گئے ہیں۔ اور مختلف قسم کے مال لائے ہیں۔ پیشتر تو باتیں ہی ہوا کیں۔ لیکن بعد میں اس خیال نے عملی جامہ پہنا۔ بہت سے نوجوان چلنے پر آمادہ ہوگئے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ جہاں ارادہ ہو۔ وہاں تکمیل میں کیا دیر ہوسکتی ہے۔ فوراً دو معمولی جہاز تیار

گئے جانے لگے۔ کہ جلد سے جلد روانہ ہوں ٭

جب اس طرح تیار ہو گئے۔ تو پھر کیا تھا سنیچر کا روز تھا۔ ہوا نہایت مناسب چل رہی تھی۔ کہ ہم نے اپنے جزیرے کو خیر باد کہا۔ اور دونوں جہاز خدا کے بھروسے پر چل پڑے۔ اس دفعہ عورتوں کو ہم نے ساتھ نہیں لیا۔ اور اچھا ہی کیا۔ جیسا کہ بعد میں معلوم ہو گا۔ محمد نے اس دفعہ چلنے سے انکار کیا۔ مگر اپنے لڑکوں کو اجازت دے دی۔ میں نے بھی اپنے لڑکوں کو لیا۔ مصطفےٰ کو بھی لیا۔ لیکن یہ اب وہ چھوٹے اور شریر مصطفےٰ نہ تھے۔ بلکہ نہایت مضبوط اور قد آور آدمی ہو چلے تھے۔ اپنے ساتھ ہم نے دو نوکر بھی لئے۔ ایک تو وہی پرانا آدمی تھا۔ دوسرا ایک اَور تھا جس کو ہمارے پاس آئے ابھی زیادہ دن نہ گزرے تھے۔ ان کا ہم یہاں خاص طور پر ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس سفر میں شروع سے آخر تک انہوں نے خاص حصہ لیا ہے۔ ان کی ہیئت بھی لکھ دینی ضروری ہے۔ تاکہ ناظرین کو اندازہ ہو جائے۔ کہ یہ کس قسم کے آدمی تھے ٭ وطن آپ کا خاص افریقہ۔ ناک حبش تھا۔ چہرہ سیاہ جس میں دو چھوٹی چھوٹی آنکھیں چپری ہوئی تھیں۔ ناک چپٹی سی تھی۔ دہانہ اس کان سے لے کر اس کان تک تھا۔ موٹے موٹے ہونٹ جن کے کھلنے پر دو قطاریں سفید دانتوں کی دکھائی دیتی تھیں۔ ہر ایک دانت کے درمیان اتنا فاصلہ تھا۔ کہ بارہ دری کا گمان ہوتا تھا۔ داڑھی مونچھیں خدا کی طرف سے عنایت ہی نہیں ہوئی تھیں۔ سر کے اوپر بہت ہی سخت گھونگر والے بال تھے۔ چھوٹا قد۔ گٹھیلا بدن ایسا جیسے ربر کا ہوا گیند۔ درخت پر چڑھنے میں خاص مہارت رکھتے تھے ٹیلوں اور

پہاڑیوں اور دشوار گزار راستوں پر اس آسانی سے جا سکتے تھے۔ جیسے کوئی سڑک پر چلے۔ ویسے تو ہر طرح بہادر تھے۔ مگر بھوت سے بہت ڈرتے تھے اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں میں عقلمند اور بہادر دکھانے کے لئے ایسی باتیں کرتے تھے۔ کہ روزانہ پیٹے جاتے تھے۔ ہم لوگوں کو بھی بغیر ان کے چین نہ آتا تھا۔

ہمارے دونوں جہاز نہایت عمدہ طور سے چلے ہوا بالکل ٹھیک تھی۔ پندرہ بیس روز نہایت اچھی طرح سمت مقصود پر بے کھٹکے چلے گئے۔ اور کوئی خوف کی بات پیش نہ آئی۔ لیکن ایک روز ہوا تیز چلنے لگی۔ ایک قسم کی خوفناک سنسناہٹ جہاز کے مستولوں اور کمروں میں گونجتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا ہے۔ سمندر کی لہریں اس جوش و خروش سے اُٹھ رہی تھیں۔ کہ دیکھنے سے خوف طاری ہوتا تھا۔ دونوں جہاز ایک تنکے کی طرح اِدھر اُدھر اچھلتے پھرتے تھے۔ اور ہر دم یہی خوف تھا۔ کہ ایک دوسرے سے کہیں ٹکرا نہ جائیں۔ بادبان ہوا کی تیزی کے سبب سے اتار دیئے گئے تھے۔ اور جہاز ایک دوسرے سے فاصلے پر رکھے گئے تھے۔ جہاز کبھی لہروں پر اُٹھ کر آسمان سے باتیں کرنے لگتے تھے۔ اور کبھی سمندر کی تہ کی طرف چلے جاتے تھے۔ مغرب کا وقت قریب تھا۔ اور دو دن سے برابر طوفان کی یہی حالت تھی۔ کہ دوسرا جہاز بہت فاصلے پر رہ گیا۔ اور رفتہ رفتہ جھکولے کھاتے کھاتے ہمارے جہاز کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

رات ہو گئی۔ اور آخر صبح ہو گئی۔ ہم لوگوں نے نظریں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔

کچھ پتہ نہ چلا۔ سمندر کا غصہ اب کم ہوتا جاتا تھا۔ اور ہوا مدھم پڑتی جاتی تھی۔ لیکن ہمارے ساتھی جہاز کا پتہ کہیں نہ ملتا تھا۔ ہوا ہلکی بھی پڑ گئی۔ سمندر اپنی معمولی حالت پر آ گیا۔ جہاز نے بادبان کھڑے کر دیئے۔ جہاز والوں کے اوسان بجا ہوئے۔ مگر پھر بھی دوسرے جہاز کا پتہ نہ چلا۔ مجبور ہو کر رو پیٹ کر بیٹھ رہے۔ اور اپنا راستہ اختیار کیا۔ پندرہ بیس روز کے بعد ہم دوبارہ ایک طوفان میں مبتلا ہو گئے۔ لیکن پھر سمندر اعتدال پر آ گیا۔ اور پھر لوگوں کے چہرے بشاش نظر آنے لگے۔ ایک روز صبح کو زمین نظر پڑی۔ ہر ایک مارے خوشی کے اچھل پڑا۔ لوگ اپنے اپنے کمروں سے باہر نکل آئے۔ ہر ایک نوجوان کے چہرے پر بشاشت عیاں تھی۔ سب کی نظریں زمین کی طرف متوجہ تھیں۔ ہر ایک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ جہاز کے بادبان اتارے گئے۔ اِدھر اُدھر جگہ دیکھ کر ایک جگہ لنگر ڈال دیا۔ کشتی پانی میں اتاری گئی۔ اور پندرہ سولہ آدمی بیٹھ کر کنارے کی طرف روانہ ہوئے۔ منجملہ اُوروں کے مصطفےٰ بھی تھے۔ اور وہ نوکر بھی تھا۔ جس کا حلیہ آگے دیا جا چکا ہے۔ اس جگہ اتنا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کا نام مرزبان تھا۔ لیکن ہم لوگوں نے ان کا عرف تار رکھا تھا۔ اور آئندہ ہم ان کو اسی نام سے موسوم کریں گے۔

۲

کشتی کنارے جا کر لگی۔ سب لوگ اتر پڑے۔ تار سب میں آگے چلنے لگے۔ جیسے یہ پیشتر سے اس جگہ سے واقف تھے۔ نہ تو اس جگہ کوئی جانور ہی نظر پڑتا تھا۔ اور نہ کوئی چشمہ ہی نظر آتا تھا۔ بڑی دیر تک یہ لوگ اِدھر اُدھر گھومتے ہے۔ کچھ اور لوگ زمین پر اترے۔ سامنے چند ٹیلوں کا سلسلہ چلا گیا تھا۔ اس

جگہ لوگ ٹھہر گئے۔ کہ ذرا آرام لے لیں۔ تو واپس ہوں۔ تار ایک درخت پر چڑھ گئے جیسے ان کی عادت تھی۔ اس پر سے اتر کر دو ایک ٹیلوں کا معائنہ کیا۔ اس کے بعد ٹیلے پر چڑھنے لگے۔ ٹیلے پر بیلیں پھیلی ہوئی تھیں۔ تار ان کو پکڑتے پکڑتے اوپر چڑھ گئے۔ اور ذرا سی دیر میں چوٹی پر نظر آئے ٭

لوگ تار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ یہ ایک دم سے لیٹ گیا۔ اور جلدی سے رینگ کر ایک جھاڑی کے نیچے چھپ گیا۔ ہم سخت متعجب ہوئے۔ کہ یہ کیا غیر معمولی بات پیش آئی۔ چنانچہ تار سے اشاروں میں پوچھا گیا۔ لیکن اس کا جواب تار نے کچھ نہ دیا۔ بلکہ چشم زدن میں گیند کی طرح ٹیلے پر سے لڑھکتے ہوئے نیچے تشریف لائے۔ اور گھبرائے ہوئے لہجے میں بتایا۔ کہ بہت سے جنگلی آدمی بندھے پڑے ہیں۔ اور ان کے پاس دو تین مرے ہوئے آدمی بھی پڑے ہیں۔ اور ان کے قریب ہی دو تین آدمی کھڑے ہیں۔ تھوڑی دیر میں سب لوگ چپکے چپکے ٹیلے پر چڑھ گئے۔ وہاں دیکھا۔ تو واقعی جو تار نے کہا تھا۔ ٹھیک تھا٭ اس طرف یہ ٹیلا ڈھلوان چلا گیا تھا۔ کچھ تھوڑی سی زمین چھوٹی تھی۔ اور اس زمین کے آگے سمندر لہریں مار رہا تھا٭

ہم میں سے کچھ آدمیوں نے رائے دی۔ کہ ان قیدیوں کو ان آدمیوں کے پنجے سے ضرور چھڑانا چاہئے۔ یہ ٹھان کر ہم سب لوگ دوڑ پڑے۔ نیچے جو دو تین آدمی کھڑے تھے۔ وہ ان کو دیکھ کر جلدی سے کشتیوں میں جو قریب ہی تھیں پھاند پڑے۔ اور بھاگ گئے٭ تار نے چاہا۔ کہ ان کو مار ڈالیں۔ مگر لوگوں نے ان کو باز رکھا۔ یہ جنگلی لوگ دور سے منہ چڑانے اور گھونسے دکھانے

لگے۔ جس کا جواب اور کسی نے تو دینا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن تارنے اس کا جواب فوراً دیا۔ اور دو ایک تیر بھی پھینکے۔ ان لوگوں نے فوراً سب قیدیوں کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے۔ یہ لوگ بالکل جنگلی تھے۔ اور ان کے بدن مختلف قسم کے رنگوں سے رنگے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص اوروں کی نسبت خوب صورت اور شان دار تھا۔ اور ان کا سردار معلوم ہوتا تھا۔ یہ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر جانے کیا کیا کہتے رہے۔ اور اس سے ایک ایک کر کے بغل گیر ہوئے۔ بغل گیر ہوتے وقت اپنی ناک اس شخص کی ناک سے رگڑتے تھے۔ یہ ان لوگوں کا سلام تھا۔ ان لوگوں کے اشاروں سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ ہمارے آدمی ان جنگلیوں کو اپنی کشتی کے پاس لائے۔ تاکہ جہاز والوں سے بھی ان کی ملاقات کرائیں۔ کشتی سے یہ لوگ جہاز پر لائے گئے۔ یہاں ان لوگوں سے اشاروں میں بہت سے سوالات کئے گئے۔ جن میں سے بعض کا تو مطلب سمجھ میں آیا۔ اور بعض کا کچھ مطلب نہ نکلا۔

ان لوگوں کے اشاروں سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ قریب ہی کسی جگہ کے رہنے والے ہیں۔ اور یہاں قتل کرنے کے واسطے ان کے دشمن ان کو گرفتار کر لائے تھے۔ یہ لوگ ایک سمت کو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اور پھر سینے پر ہاتھ رکھ کر جھک جاتے تھے۔ جس کا پہلے تو کچھ مطلب سمجھ میں نہ آیا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا۔ کہ جدھر یہ ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ ان کا مکان اُدھر ہے۔ اور وہیں جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اسی سمت جہاز چلایا گیا۔ اس پر انہوں نے اطمینان ظاہر کیا۔

کوئی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ایک ساحل سے آ کر لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ انہیں کا تھی۔ اس جگہ ان سب لوگوں کو اتار دیا۔ لیکن انہوں نے ہم لوگوں سے

بھی اترنے کو کہا۔ چنانچہ ہم لوگ بخوشی راضی ہو گئے۔ اور قطعی ارادہ کیا۔ کہ ان کے ساتھ ضرور چلنا چاہیئے۔ ہم لوگوں میں سے تیرہ آدمی ان کے ساتھ چلنے کے لئے آمادہ ہوئے۔ کشتیاں کھولی گئیں۔ اور سب کے سب کنارے پر اتارے گئے۔ میں بھی اس دفعہ اتر کر ساتھ ہوا۔ اور جہاز والوں سے تاکید کی۔ کہ اپنی جگہ ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔ خواہ ہم کتنے ہی دن غیر حاضر رہیں مصطفیٰ۔ انور۔ تار۔ جمال وغیرہ سب کو میں نے ساتھ لیا تھا۔ تار نے اس جگہ اترتے ہی بہت جوش کا اظہار کیا۔ اور حسب معمول آگے آگے چلنا شروع کیا۔ کنارے پر اتر کر ان جنگلیوں اور ان کے سردار نے ہمارا شکریہ ادا کیا۔ اور قدموں پر گر گر پڑے۔ ان کے سردار نے سب کو ایک طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ اس کا نام راشی ٹی تھا۔ جو ہم نے یاد کر لیا۔ لیکن ہمارے نام ان کی سمجھ میں نہ آئے۔ صرف تار کا سادہ نام انہوں نے سیکھ لیا ❖

تار آگے آگے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں سے بہت آگے ہو گئے۔ ہم ان کو پکار پکار کر کہتے جاتے تھے۔ کہ سب کے ساتھ چلو۔ مگر یہ سنتے ہی نہ تھے۔ یہاں تک کہ یہ ہم سے اتنا آگے نکل گئے۔ کہ نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ❖

تھوڑی دیر میں تار کے چلانے کی آواز آئی۔ ہم لوگ قدم بڑھا کر آگے بڑھے اور جلدی سے آواز پر پہنچے۔ دیکھا۔ تو دو آدمی تار کو دابے پڑے ہیں۔ اور تار ان کے نیچے دبے ہوئے زور کر رہے ہیں۔ جلدی سے تار کو چھڑایا۔ چھوٹتے ہی ان کا کھانستے کھانستے برا حال ہو گیا۔ اور ان دونوں آدمیوں سے لڑنا

بھاگتے پھرتے تھے۔ جس سے ہماری نیندوں میں بہت خلل پڑا۔ بھگا دینے کے بعد یہ پھر آجاتے تھے۔ تار کو ان پر بہت غصہ آیا۔ اور واقعی غصے کی بات ہی تھی۔ کئی بار حملہ آور بھی ہوئے۔ لیکن ناکام رہے۔ میں نے مذاق میں تار سے کہا کہ اگر تم ایک چوہا بھی مار لو۔ تو تم کو بہادر مانا جائے گا۔ اس پر انہوں نے قسم کھائی۔ کہ میں ضرور ماروں گا۔ چنانچہ وہ بیٹھے رہے۔ اور ہم لوگ پھر سونے کے لئے لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر مشکل سے سونے پائے ہوں گے۔ کہ گڑبڑ کی وجہ سے آنکھ کھل گئی۔ تار کو چوہوں کو گالی دیتے سُنا معلوم ہوا۔ کہ تار برابر جاگ رہے ہیں۔ اور چوہے پھر حملہ آور ہوئے تھے۔ وار خالی گیا تھا۔ اسی کی گڑبڑ تھی۔ انور اور کئی لوگوں نے تار سے کہا۔ کہ بھائی جان چوہا مارنے کی کوشش نہ کرو۔ اس پر تار تیز ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں ضرور چوہے ماروں گا۔ میں نے قسم کھائی ہے۔ تم لوگ سو جاؤ۔ آیندہ گڑبڑ کسی قسم کی نہ ہوگی ✣

تھوڑی دیر میں ہم لوگ پھر سو گئے۔ زیادہ دیر نہ سونے پائے تھے۔ کہ چوہے پھر پہنچے۔ اور ایسی گڑبڑ ہوئی۔ کہ آنکھ کھل گئی ✣ وجہ گڑبڑ کی یہ تھی۔ کہ ایک رسی لٹک رہی تھی۔ اس پر تار کو اندھیرے میں چوہے معلوم ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک ڈنڈے سے حملہ کیا تھا۔ وار خالی جانے سے جھوک میں انور اور مصطفےٰ کے اوپر گر پڑے تھے۔ انور کی پنڈلی پر ان کی ایک ٹانگ لگی تھی۔ اور مصطفےٰ کی ٹانگ پر ڈنڈا لگا تھا۔ چنانچہ یہ دونوں تار کی مرمت کرنے لگے۔ سب کو بڑا غصہ آیا۔ اور کان پکڑ کر تار لٹا دئے گئے۔ اور ان سے کہا گیا۔ کہ آیندہ اگر تم نے چوہوں کے مارنے کی کوشش کی۔ اور کسی کی نیند میں خلل پڑا۔ تو مارے جاؤ گے ✣

تار بڑبڑاتے ہوئے لیٹ گئے۔ ہم لوگ بھی پڑے رہے۔ اس دفعہ بڑی دیر میں آنکھ لگی۔ مگر تار پھر نہ سوئے۔ کوئی گھنٹہ بھر سوئے ہوں گے۔ کہ پھر گڑبڑ ہوئی اور چانٹوں کی تڑاتڑ اور انور کی خفگی کی آواز آئی۔ مصطفےٰ بھی اُٹھ بیٹھا۔ اور ان دونوں نے تار کی خوب مرمت کی۔ وجہ یہ ہوئی تھی۔ کہ تار لیٹے لیٹے اندھیرے میں چوہوں کی تاک لگائے ہوئے تھے۔ ایک چوہا انور کے سرہانے آیا۔ تار نے اُسے پکڑ لیا۔ لیکن چوہے نے کاٹ کھایا۔ اور ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ تار نے چوہے کو دوبارہ پکڑنا چاہا۔ اندھیرے میں چوہے پر تو ہاتھ نہ پڑا۔ انور کے کان پر پڑا۔ تار سمجھے چوہا ہے۔ پکڑ کر زور سے کھینچا۔ انور جاگ اُٹھا۔ دیکھے۔ تو کان تار کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ چانٹے لگانا شروع کر دیئے۔ ادھر مصطفےٰ شور سے جاگ اُٹھا۔ اس کی جو نیند میں خلل آیا۔ اور تار کو پٹتے دیکھا۔ اس نے بھی دیکھا دیکھی غصے میں مارنا شروع کر دیا + تار پھر بڑبڑاتے اور سسکیاں لیتے ہوئے لیٹ گئے۔ چوہے مارنے کا خیال دل سے نکال ڈالا۔ اور باقی رات آرام سے سوئے +

صبح کو تار نے اپنے حملوں کا مفصل حال بیان کیا۔ اور بتایا۔ کہ چوہے کس طرح بال بال بچ گئے۔ انور کا کان کھینچنے کے بعد بھی تار خاموشی سے حملے کرتے رہے۔ لیکن ان کی خوش قسمتی سے کوئی گڑبڑ نہ ہوئی۔ ورنہ بہت پٹے جاتے + صبح کو ہم لوگ راشی ڈی کے ساتھ آگے چلے۔ کیونکہ اصل منزل مقصود ابھی ذرا دور تھی + صبح کو دس بجے کے قریب جنگل میں پہنچے۔ یہاں ہم نے کئی پرندے مارے۔ راشی ڈی کو اس سے سخت تعجب ہوا۔ اور لوگ بھی دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔ دوپہر کو ہم نے ایک عمدہ اور ٹھنڈی جگہ کھانا کھایا۔ تھوڑی دیر آرام کرنے

کے بعد پھر چلے۔ اور شام تک منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ یہاں راشی ٹی کا مکان تھا۔ یہ ایک معمولی سی بستی تھی۔ مگر پہلی سے بہت بہتر اور آباد تھی۔ اس کے جھونپڑے بھی اچھے تھے۔ راشی ٹی کا خاص مکان بہت کشادہ تھا۔ اس کے کمروں میں گھاس بچھی ہوئی تھی۔ اس بستی میں کوئی تین سَو آدمیوں کے قریب آبادی تھی۔ ہمارے آنے پر لوگوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ رات کو کھانے کے بعد خوشی کا ناچ ہوا۔ یہ ایک قسم کا جنگی ناچ تھا۔ کیونکہ اس میں نیزے اُٹھا اُٹھا کر ناچتے تھے۔ اور آگ پر سے پھاندتے تھے۔ تار نے اس جگہ ناچ میں شرکت کی۔ اور حاضرین کو بہت خوش کیا۔ بہت رات گئے ہم نے آرام کیا اور صبح تروتازہ اُٹھے۔

۴

صبح اُٹھتے ہی راشی ٹی نے اپنے دو ایک آدمی جنگل میں شکار دیکھنے کے لئے بھیجے۔ ان کا ہم نے بہت انتظار کیا۔ لیکن سہ پہر تک کوئی نہیں آیا۔ اس کے بعد کئی آدمی آئے۔ اور مختلف خبریں لائے۔ اس وقت ہم کو معلوم ہوا کہ شکار رات کو ہوگا۔ اور اس کو ہمارے بندوق کے شکار سے کچھ تعلق نہیں۔ اس رات ہم وہیں رہے۔ دوسرے روز راشی ٹی نے اپنے پچاس ساٹھ آدمی لئے۔ اور ہم لوگ بھی ان کے ساتھ ہی روانہ ہوئے۔ دن کے تین بجے ایک عمدہ چشمے پر پہنچے۔ یہاں ایک جھونپڑا تھا۔ اس جگہ پر ہم نے کھانا کھا کر آرام کیا۔ راشی ٹی نے کئی آدمی شکار کی تلاش میں اور روانہ کئے۔ جو وقتاً فوقتاً خبریں لاتے رہے۔ یہاں تک کہ شام ہونے آئی۔ سب نے مل کر

چشمے میں نہانا شروع کیا۔ اور سب کو ایک خاص قسم کی راکھ بدن پر ملنے کے لئے بانٹی گئی۔ جس کو سب لوگ مل مل کر خوب نہائے۔ یہ اس لئے دی گئی تھی۔ تاکہ کسی آدمی کے بدن میں کسی قسم کی بو نہ رہنے پائے۔ جس کو سونگھ کر شکار بھاگ جائے کپڑے جو کچھ بھی جس کے پاس تھے۔ اس نے خوب دھوئے۔ شکار برچھوں سے ہونے والا تھا۔ سب کو ایک ایک نہایت تیز برچھا دیا۔ ہم میں سے کسی نے شکار کھیلنے کا ارادہ نہ کیا۔ کیونکہ ہم جانتے بھی نہ تھے۔ کہ کس طور پر شکار ہوگا۔ اور ہم کو اندیشہ تھا۔ کہ ممکن ہے۔ ہماری ہی وجہ سے شکار بگڑ جائے۔ مگر سب کو برچھے دیئے گئے تھے۔ سو ہم نے بھی لے لئے +

تار نے بھی ایک عمدہ سا برچھا اپنی پسند کا لیا تھا۔ جس کو انہوں نے ہر طرح آزما لیا تھا۔ اور ہم لوگوں سے کہتے پھر رہے تھے۔ کہ آج میرا شکار دیکھنا۔ کہ میں کیسے راشی ٹی کے ساتھ کھیلتا ہوں + راشی ٹی کو بھی ان کی حقیقت چوہے کے شکار سے معلوم ہوگئی تھی۔ وہ بھی ان پر بہت ہنستا تھا + جب رات خوب اچھی طرح ہوگئی۔ اور چاروں طرف زبردست تاریکی چھاگئی۔ تو شکار کو چلنے کی تیاریاں ہوئیں۔ دو شخص ہمارے رہبر تھے۔ یہ لوگ دم بہ دم شکار کا پتہ لگاتے تھے۔ راشی ٹی کے چالیس آدمی تھے۔ اور باقی ہم لوگ تھے۔ ہمارے رہبر آگے آگے تھے۔ ان کے پیچھے راشی ٹی۔ اور اس سے ملے ہوئے تار تھے۔ جن کا قطعی ارادہ تھا۔ کہ راشی ٹی کے ساتھ شکار کھیلیں گے +

اس وقت جنگل میں بالکل خاموشی طاری تھی۔ اندھیرا بڑھتا جاتا تھا۔ ہم لوگوں کے پاس نہ کوئی روشنی تھی۔ اور نہ راستہ صاف تھا۔ تمام جنگل پانی۔ خودرو درختوں

اور جھاڑیوں سے پٹا پڑا تھا۔ اور ہم لوگ اپنے رہبروں کے بھروسے پر چل رہے تھے + ایک جگہ جاکر سب ٹھیر گئے۔ اس جگہ سے سب آدمیوں کی ایک قطار بنائی گئی۔ آگے آگے رہبر تھے۔ ان کے پیچھے راشی ٹی تھا۔ اور اس کے پیچھے تار تھے اس جگہ چلنے سے پیشتر سب لوگوں کو خاموشی کی ہدایت کردی گئی۔ کہ پتا تک پاؤں کے نیچے نہ کھڑکے۔ تار اس وقت جوش میں بھرے تھے۔ اور اپنی دانست میں نہایت ہوشیاری برت رہے تھے۔ میں تار کے قریب ہی تھا۔ تھوڑی ہی دور ہم گئے ہوں گے۔ کہ تار کے نیزے کی موٹھ راشی ٹی کے زور سے لگی۔ اس نے ویسے ہی ایک کہنی کا ہولا دیا۔ اور ایک گھونسا کنپٹی پر رسید کیا۔ ادھر سے میں نے بھی تار کا کان کھینچ کر پیچھے کر دیا + تار خاموش ہو گئے۔ اور ان کا جوش تھوڑی دیر کے لئے مرگیا۔ کچھ قدم بھی ڈھیلے پڑ گئے۔ لیکن رفتہ رفتہ پھر جوش آگیا۔ اور آہستہ آہستہ چل کر پھر راشی ٹی کے قریب پہنچ گئے۔ اور اب انہوں نے سوچا۔ کہ برچھا نیچا کر کے چلنا چاہئے۔ تاکہ کسی کے لگ نہ جائے۔ چنانچہ اسی طرح تھوڑی دیر تک چلے۔ زمین تو ناہموار تھی ہی۔ ایک جگہ ذراسی اونچی زمین آگئی۔ یہ نیزہ اپنا بہت نیچا کئے ہوئے تھے۔ برچھا زمین میں لگ گیا۔ تار کو جھٹکا لگا۔ قدم ڈگمگا گئے۔ اور مصطفٰے کے اوپر آ رہے۔ اس نے ویسے ہی ایک چپت رسید کیا۔ اور لوگ رک گئے۔ میں نے تار سے کہا۔ کہ تم واپس جاؤ۔ لیکن تار نے خوشامد شروع کردی۔ اور لوگوں نے بھی کہا۔ کہ رہنے دو۔ خیر ان کو تاکید کی گئی۔ کہ اگر آئندہ تم سے کچھ بھی گڑبڑ ہوئی۔ تو بہت پیٹے جاؤ گے۔ تار پھر میرے پیچھے ہو لئے۔ اور بہت ڈھیلے ہو گئے۔ ان کا سب جوش وخروش جاتا رہا۔ لیکن کہاں تک

ذراسی دیر میں پھر جوش میں آگئے۔ اور قدم تیز کر کے پھر راشی ٹی کے ساتھ ہو گئے اس دفعہ برچھا اپنا اوپر کئے ہوئے تھے۔ کہ اب تو کسی کے نہ لگے گا۔

جوش میں تو بھرے ہی ہوئے تھے کب تک کوئی حماقت نہ کرتے۔ آخر ایک جگہ پہنچ کر انکا برچھا ایک درخت کی ٹہنی میں لگا۔ اس پر ایک جانور بیٹھا تھا۔ وہ خوفزدہ ہو کر گڑبڑا کر نیچے گرا۔ اور چلاتا ہوا اڑگیا۔ اب تو تار کی مرمت شروع ہوئی۔ کیونکہ ہم شکار کے اتنے قریب آگئے تھے۔ کہ دوبارہ خاموشی کا حکم دیا گیا تھا۔ تار کو سب نے ہی مارا۔ اگر ہم لوگ شکار کے قریب نہ آگئے ہوتے۔ تو ان سے ضرور لوٹنے کو کہا جاتا۔ تار نے بڑی خوشامد کی۔ قصہ مختصر ہم لوگ آگے بڑھے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں ایک کھلے میدان میں پہنچے۔ شکر ہے۔ کہ تار نے اور گڑبڑ نہ کی۔ ورنہ کل محنت رائگاں جاتی۔ یہی میدان تھا جس میں ذرا فاصلے پر سیکڑوں جنگلی بھینسے چر رہے تھے۔ اور انہی کے شکار کے واسطے ہم یہاں آئے تھے۔ آگے بڑھ کر ہم سب لوگ رک گئے۔ اور دو دو چار چار ہو گئے۔

میدان میں دور سے بھینسوں کی آپس میں لڑنے بھڑنے۔ پھرنے چگنے اور ان کی لمبی لمبی سانسوں کی آواز آرہی تھی۔ وہ دھندلے دھندلے نظر آتے تھے۔ آگے آگے کچھ آدمی ہاتھوں اور پاؤں کے بل بڑھنے لگے۔ اور انھوں نے اپنے ہاتھوں سے گھاس توڑنی شروع کی۔ یہ لوگ اس صفائی سے گھاس توڑتے تھے۔ کہ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جانور چر رہے ہیں۔ سب لوگ آہستہ آہستہ بڑھتے جاتے تھے۔ اور کوئی بیس منٹ میں ہم لوگ ان وحشی جانوروں کے درمیان میں آپہنچے۔ گھاس توڑنے والے برابر اسی طرح مصروف تھے۔

تار کی اس وقت عجب حالت تھی۔ اس کوشش میں تھے۔ کہ پہلے میں ہی شکار کروں۔ کچھ آدمی اس طرف چلے۔ جدھر تھوڑے سے بھینسے تھے۔ اور جا کر شکار کرنا شروع کیا +

جس کے بھی ایک برچھا پڑا۔ وہ وہیں دھم سے گرا۔ کسی جانور کو شبہ تک نہ ہوتا تھا۔ کہ کچھ گڑبڑ ہے۔ وہ یہی سمجھتے تھے۔ کہ کوئی آپس کا جانور لڑ رہا ہے + سب لوگ اب جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ اور شکار بڑے زوروں میں جاری تھا۔ جانور اسی طرح بے خبر چر رہے تھے۔ ان کو معلوم ہی نہ تھا۔ کہ ہمارے اردگرد قتل عام ہو رہا ہے + تار میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنا برچھا ایک جانور پر سنبھالا۔ اور چاہتے ہی تھے۔ کہ حملہ کریں۔ کہ ان کی گدی پر ایک گھونسا اس زور سے پڑا۔ کہ تھوڑی دیر کے لئے اُلّو ہو گئے + اصلی بات یہ تھی۔ کہ جس پر تار نے برچھا سنبھالا تھا۔ وہ جانور نہ تھا۔ بلکہ کوئی آدمی تھا۔ اور راشی ٹی نے ایک گھونسا ان کے رسید کیا تھا۔ کیونکہ ذرا مہلت ان کو اور ملتی۔ تو انہوں نے اس آدمی کا ضرور خاتمہ کر دیا ہوتا +

تار بہت شرمندہ ہوئے۔ اور خاموش ہو گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں پھر جوش پر آ گئے۔ اور آگے بڑھے۔ اتنے میں اتفاقاً میں نے بھی ایک جانور گرا لیا + میرا قطعی ارادہ تھا۔ کہ شکار نہ کروں۔ مگر جب موقع پایا۔ تو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔ اب تو تار اور بھی جوش میں آ گئے۔ اور ارادہ کیا۔ کہ اب تو ضرور شکار کروں گا۔ اِدھر اُدھر موقع تلاش کرنے لگے۔ ایک جانور کے قریب پہنچے۔ اور بڑی مستعدی سے برچھا تان کر مارا۔ لیکن وار خالی گیا۔ فوراً ہی جانور جھک کر ان

کے سر پر آیا اور چشم زدن میں تار کے کان انور کے ہاتھوں میں تھے۔ تار گھبرا گئے جس پر انہوں نے برچھا مارا تھا۔ وہ در اصل انور نکلا۔ غرض انور نے خوب ہی گت بنائی + تھوڑی دیر تک تار خاموش ہو گئے۔ اور سوچنے لگے۔ کہ دیکھ بھال کر مارنا چاہئے۔ لیکن پھر زور میں آ گئے۔ اور پھرتی سے شکار کی تلاش کرنے لگے +

انور ان کے قریب ہی تھا۔ کہ کہیں یہ کسی اَور کو نہ ماردیں۔ مگر کچھ دیر بعد وہ ذرا پیچھے رہ گئے۔ اور تار صاحب آزاد ہو گئے۔ ان کو اتنے میں پھر ایک جانور نظر آیا۔ اس دفعہ تار بہت ہوشیار تھے۔ کہ کہیں پھر دھوکا نہ ہو۔ لیکن یقین ہو گیا۔ کہ جانور ہے۔ اور حملے کے لئے تیار ہو گئے۔ پھر فوراً ہی ہاتھ روک لیا۔ اور کہا۔ کہ یہ جانور نہیں ہو سکتا غرض اندھیرا تو تھا ہی۔ ان کو پھر شبہ ہوا۔ لیکن جب دو ٹانگیں اور سر صاف نظر پڑا تب تو ان کو یقین ہو گیا۔ کہ انور ہے۔ قریب جا کر چپکے سے کہا۔ انور۔ انور + اس کا جواب ایک بڑی زور کا سانس تھا۔ ساتھ ہی ایک چیخ تار کے منہ سے نکلی۔ اور تار چاروں خانے چت گرے۔ کیونکہ جس کو یہ انور سمجھے۔ وہ در اصل ایک بھینسا تھا۔ انہوں نے جو اس کے قریب جا کر انور کا نام لے کر اس سے خطاب کیا۔ وہ گھبرایا اور ان کے ایک ٹکر مار کر بھاگ گیا + پھر کیا تھا۔ ایک شور مچ گیا۔ اور سب جانور ایک دم سے بھاگ گئے +

آدمی شور کرتے۔ خفا ہوتے تار کی طرف آئے۔ اور تار کی مرمت ہونے لگی۔ کیونکہ شروع سے آخر تک انہوں نے گڑبڑ کی تھی۔ اور سب کو بہت غصہ آرہا تھا۔ جب بعد میں کل حال معلوم ہوا۔ کہ بھینسے کو یہ انور سمجھے تھے۔ تو بڑی ہنسی آئی۔ تار کے کولھے میں سخت چوٹ آئی تھی۔ اور بُری طرح لنگڑا کر اپنی

قسمت کا گلا کر رہے تھے۔ لکڑیاں جمع کر کے جلائی گئیں۔ جانور گنے گئے۔ کوئی تیس چالیس نکلے + ان میں سے کچھ زندہ تھے۔ ان کو ذبح کیا گیا۔ آگ کے اردگرد خوب ناچ ہوا۔ اور شکاری گیت گائے گئے۔ لیکن تار اس میں شرکت سے معذور تھے۔ اور اس کا ان کو سخت افسوس تھا۔ وہ بار بار کہتے تھے۔ کہ جس کو میں نے الو سمجھا۔ کاش میں نے اس کو مار ہی دیا ہوتا + کچھ آدمیوں کو ہم چھوڑ کر راشی ٹی سمیت جھونپڑے پر آئے۔ اور وہاں رات آرام سے گزاری۔ تار کے کولھے میں رات بھر درد رہا۔ سینکا بھی گیا۔ لیکن صبح کو بھی وہ لنگڑاتے ہوئے اور بھینسوں کو گالیاں دیتے ہوئے اُٹھے +

پندرہ بیس روز ہم راشی ٹی کے یہاں ٹھہرے۔ اس جگہ خوب دل چسپی رہی جس میں سے ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ ایک روز سب مچھلی کے شکار کے لئے ایک تال کے کنارے گئے تھے۔ تار اس روز بھی جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ اس تال کے کنارے لمبی لمبی گھاس تھی۔ اس میں بڑے مینڈک بہت رہتے تھے۔ اور یہ مینڈک بڑے زور سے کودتے تھے۔ تار ایک طرف سے دوڑے آرہے تھے۔ کہ خدا جانے کیوں ادھر سے کسی نے گھاس جھاڑی۔ اس میں سے کوئی ڈیڑھ ڈیڑھ پاؤ آدھ آدھ سیر کے دو تین مینڈک تار کی سیدھ میں آگئے۔ ایک ان کے منہ پر پڑا۔ اور دوسرا ان کی پیٹھ میں لگا۔ تار الٹ کر زمین پر گر رہے۔ بھلا جس کی پیٹھ پر ڈیڑھ پاؤ وزن کا مینڈک لگے۔ وہ آدمی کیسے کھڑا رہ سکتا ہے۔ مینڈک کے آن پڑنے سے تار کے اس زور سے چوٹ لگی۔ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ سب کا ہنسی کے مارے بُرا حال ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد تار کو ہوش

آیا۔ تو پیٹھ ٹٹولنے لگے۔ کہ کہیں پسلی تو نہیں ٹوٹ گئی۔ لیکن درست تھی۔ اُٹھے۔ اور مینڈکوں کو تلاش کر کے مارنے لگے۔ اور جب تک دو تین مینڈک نہ مار لئے چین نہ پڑا +

جب ہم لوگ چلنے لگے۔ تو راشی ٹی کے آدمی ہم کو جہاز تک پہنچانے آئے ہم نے سب کو کچھ نہ کچھ تحفہ دیا۔ راشی ٹی کو ایک عمدہ بیش قیمت قمیض دی + یہاں ہمارا بے چینی سے انتظار ہو رہا تھا۔ اس لئے ہم نے جلدی ہی اس جگہ سے اپنا لنگر اٹھا لیا اور چل دیئے +

۵

دو دن بعد ہوا ہمارے لئے بہت موافق ہو گئی۔ اور ہمارا جہاز اس قدر تیزی سے روانہ ہوا۔ کہ اتنا تیز کبھی نہیں چلا ہو گا۔ کئی جگہ پر خشکی نظر آئی۔ لیکن کوئی بڑی زمین دکھائی نہ دی۔ حتیٰ کہ ہم پھر بڑے سمندر میں آن پہنچے۔ جہاں دس پندرہ روز تک سوائے پانی کے کچھ نظر نہ پڑا + یہاں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ بہت سے لوگ بیمار ہو گئے۔ اس کے بعد سمندر بہت اُتھلا ہو گیا۔ اور جگہ جگہ کسی چٹان سے ٹکرا جانے کا اندیشہ تھا۔ کئی جگہ جہاز سخت خطرے میں پڑ پڑ گیا۔ اسی طرح جہاز کئی روز ٹھوکریں کھاتا پھرا کیا۔ آخر خدا خدا کر کے زمین نظر آئی۔ سب لوگ بشاش نظر آنے لگے۔ جہاز پر سے للچائی ہوئی نظریں زمین کی طرف اُٹھنے لگیں۔ مناسب موقع دیکھ کر جہاز لنگر ڈال کر ٹھیرا دیا گیا۔ کشتیاں اُتاری گئیں۔ مصطفےٰ۔ انور۔ تار اور اُذر بہت سے آدمی پہلی کشتی میں بیٹھ گئے۔ دوسری کشتی اور اُتاری گئی۔ اس میں اور کئی آدمی بیٹھ گئے۔ جلدی سے جا کر کشتی کنارے لگائی +

تار حسب معمول سب سے آگے اتر کر داخل ہوئے۔ اور فوراً پیش قدمی کر کے آگے بڑھ گئے۔ اور لوگ ابھی اُتر رہے تھے۔ کہ اتنے میں تار کے چلانے کی آواز آئی۔ مصطفےٰ اور انور آواز پر دوڑے۔ مَیں زمین پر اُتر ہی رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ پچاس ساٹھ آدمی ہماری طرف دوڑے چلے آرہے ہیں۔ ان کے پیچھے دیکھا۔ تو کوئی پانچ چھ سَو آدمی اَور بہت تیزی سے بھاگتے آرہے تھے + یہ لوگ مختلف قسم کے اوزاروں سے مسلح تھے۔ اور بُری بُری آوازیں نکالتے چیختے چلاتے چلے آرہے تھے۔ ہم لوگ جلدی سے کشتی پر بیٹھ گئے۔ لیکن یہ لوگ پانی میں کود کر ہماری طرف بڑھے۔ اور کچھ لوگوں نے برچھے وغیرہ ہماری طرف پھینکے۔ مجبوراً ہم کو بندوقیں چلانی پڑیں۔ بس پھر کیا تھا۔ ایک دم سے کشتیوں پر اتنے آدمی ٹوٹ پڑے۔ کہ اگر ہم سختی سے مقابلہ کر کے ناؤ گہرے پانی میں نہ لے جاتے۔ تو ہماری کشتیاں ہی یہ لوگ خشکی میں گھسیٹ لے گئے ہوتے +

ہم لوگ آپ ہی اس قدر منہلا تھے۔ کہ انور۔ تار اور مصطفےٰ کا خیال ہی نہ تھا۔ اب جو خیال آیا۔ تو گھبرا گئے۔ اور سوچنے لگے۔ کہ ان کا کیا حال ہوا ہوگا اتنے میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ تار۔ مصطفےٰ اور انور ایک اونچے ٹیلے پر بھاگے جارہے ہیں۔ آگے آگے تار تھے۔ اور ان کے پیچھے یہ دونوں تھے۔ اور ان سے کچھ فاصلے پر سیکڑوں جنگلی آدمی چیختے چلاتے پیچھا کرتے نظر آئے + یہ دیکھ کر ہم لوگ بہت گھبرائے۔ اور بہت غصہ آیا۔ اَور کسی طرح تو ہم مدد نہ کر سکتے تھے۔ جہاز پر سے دو گولے ان پیچھا کرنے والے جنگلیوں پر چلائے۔ جس سے یہ

تتر بتر ہو گئے۔ لیکن پھر جمع ہو کر بھاگ نکلے۔ اور ذرا سی دیر میں دور ہو گئے + ہم لوگوں نے جہاز اسی سمت میں بڑھایا۔ لیکن یہ لوگ کنارے کنارے نہیں گئے۔ بلکہ اندر جنگل میں گھس گئے +

ہم لوگ سخت متوحش و پریشان ہوئے۔ اور ان تینوں سے ہاتھ دھو بیٹھے سب لوگوں کو سخت غصہ آرہا تھا۔ اور میں تو صبر ہی کر کے بیٹھ رہا تھا + جہاز اور آگے کنارے کنارے بڑھانا شروع کیا۔ کوئی دو ایک میل گئے ہوں گے۔ کہ ایک اور نظارہ دکھائی دیا جس سے ہمارے زخم ہرے ہو گئے۔ وہ یہ تھا۔ کہ یہاں وہ جہاز جلا اور ٹوٹا پڑا تھا۔ جو ہم سے چھوٹ گیا تھا۔ پہلے تو ہم نے سمجھا۔ کہ اور کوئی جہاز ہو گا۔ مگر پھر شناخت کر لیا گیا۔ اب تو ہم نے اپنے سر پیٹ لئے۔ کہ ان جنگلیوں نے ہم کو بڑا صدمہ پہنچایا۔ اس جہاز کے کسی آدمی کا پتہ نہ چلا۔ اور آگے بڑھے تو ایک چھوٹی سی بندرگاہ نظر پڑی۔ جس میں ان جنگلیوں کی بہت سی کشتیاں تھیں۔ اور آدمی بھی بہت سے تھے۔ کچھ جھونپڑے بھی کنارے پر تھے۔ ہم لوگوں کو اس قدر غصہ آرہا تھا۔ کہ ان لوگوں کے اوپر توپوں سے گولوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اور ان کی کشتیوں کا ناس لگا دیا۔ اس کے بعد ان کے مکانات توڑ پھوڑ ڈالے۔ اور جو کوئی بھی لڑا۔ اس کو مار ڈالا۔ یوں اپنے دلوں کی بھڑاس نکالی۔ اور پھر گھوم پھر کر اسی جگہ آئے جہاں ہم نے اترنا چاہا تھا۔ اور جہاں سے ہمارے تینوں آدمی غائب ہو گئے تھے۔

اس جگہ ایک اور سخت نظارہ دیکھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ بہت سے آدمیوں نے آگ جلا رکھی تھی۔ اور اپنے مردوں کو بھون بھون کر کھا رہے تھے۔ ہمارے

بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور ہم نے چپکے سے دو کشتیاں بھر کر آدمی اتار دئے۔ کہ ان سب ناہنجاروں کو ماریں، چنانچہ ان پر حملہ کر دیا گیا۔ بہت سے مارے گئے اور بہت سے بھاگ نکلے۔ اس کے بعد ایک کمیٹی بیٹھی۔ کہ کیا کرنا چاہئے کہ یہ لوگ حیران ہو کر ہماری شرائط منظور کریں۔ اور ہم ان کو اتنا مجبور کریں۔ کہ اگر ہمارے ساتھی ان کے پاس زندہ موجود ہوں۔ تو واپس کر دیں ٭

یہ دن تو یونہی ختم ہوا۔ رات کو ہم لوگ حیران و پریشان لیٹ رہے۔ مجھ کو مطلق نیند نہ آئی۔ طرح طرح کے خیالات ہجوم کر کے میرے دماغ کو پراگندہ کئے ہوئے تھے۔ کبھی یہ خیال آتا تھا۔ کہ ان ناپاک آدم خوروں نے ان تینوں کو مار کر کھا لیا ہوگا۔ کبھی یہ امید بندھتی تھی۔ کہ کہیں جنگل میں ان وحشیوں کے ہاتھ سے پریشان پھر رہے ہوں گے۔ غرض اسی طرح خیال آتے اور جاتے تھے۔ لیکن نیند آخر کار آہی گئی۔ اور میں سو گیا۔ کوئی آدھی رات آئی ہوگی۔ کہ میری آنکھ کھل گئی اور پھر میری پریشانی اس قدر بڑھی۔ کہ میں اپنے بستر پر سے اُٹھ کر جہاز کے تختے پر آکر ٹہلنے لگا۔ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ایک سناٹے کا عالم تھا۔ جس میں سوائے سمندر کی خاموش لہروں کی آواز کے کوئی صدا نہ آتی تھی۔ ہوا ہلکی ہلکی چل رہی تھی۔ سامنے جزیرہ ایک تاریک میدان کی طرح نظر آرہا تھا۔ جس کی طرف غور سے دیکھنے سے اس کے درخت اور ٹیلے ایک عجیب ہیولا معلوم ہوتے تھے۔ میں تنہا جہاز پر ٹہل رہا تھا۔ کہ مجھ کو جزیرے کی طرف کچھ متحرک چیز نظر آئی۔ ٹہلتے ٹہلتے رک گیا۔ اور کان لگا کر اس طرف متوجہ ہوا۔ مجھ کو شبہ تھا۔ لیکن فوراً ہی یقین ہو گیا۔ کہ جنگلی لوگ اپنی کشتیوں پر بیٹھنے میں مشغول ہیں۔ فوراً مجھ کو اندیشہ

کی انتہا معلوم ہوگئی۔ اور میں دوڑ کر سب کو خطرے سے آگاہ کرنے لگا۔ ذرا سی دیر میں سب ہوشیار ہوگئے۔ اور جگہ جگہ مستعد ہو کر بیٹھ گئے۔ جیسا میں سمجھا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ جنگلی ہمارے جہاز پر حملہ کرنے آرہے تھے۔ تھوڑی دیر ہی میں ان کی تمام کشتیاں ہماری طرف بڑھتی دکھائی دیں۔ ہم لوگ خاموش بیٹھے رہے۔ اور یہ ارادہ کیا۔ کہ جب یہ لوگ جہاز پر آجائیں تب ان پر حملہ کریں +

تھوڑی دیر اور انتظار کیا۔ آخر کشتیاں جہاز کے چاروں طرف آگئیں۔ اور اب آدمی چڑھنے لگے۔ جب ہم نے یہ دیکھا۔ کہ بہت سے آدمی اوپر چڑھ آتے ہیں۔ اور اب اس کے منتظر ہیں۔ کہ باہم کوئی شرارت کریں۔ تو ایک توپ چھرے کی ان کے جھنڈ میں جھونک دی گئی مشکل سے یہ لوگ سنبھلنے پائے ہوں گے۔ کہ ہمارے نوجوان ان کے اوپر پل پڑے۔ اور بری طرح پستولوں اور تلواروں سے صفایا کرنا شروع کر دیا چشم زدن میں جہاز پر ایک آدمی بھی ان کا نہ رہا۔ کچھ مارے گئے کچھ اپنی کشتیوں میں پھاند پڑے۔ اور کنارے کی طرف بھاگے۔ لیکن جہاز پر سے ان بھاگتے ہوؤں پر آتشباری کی گئی۔ کشتیاں کو لوٹ کر الٹنے لگیں۔ اور لوگ ڈوبنے لگے + مشکل سے دو تین کشتیاں کنارے پر سلامت پہنچی ہوں گی۔ ان کے اوپر وہاں بھی آتشباری کی گئی۔ اور بھگا دیا گیا۔ جو لوگ ڈوبتے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی جہاز کے پاس ہی تھا۔ اس کو ہم نے اٹھا کر قید کر لیا +

اس کے بعد صبح تک کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔ صبح کو اس قیدی سے مختلف سوالات کئے۔ لیکن ہمارے اشارے بھی اس کی سمجھ میں نہ آئے۔ اب ہم نے یہ

صلاح کی۔ کہ اس کو بولی سکھانے کے لئے ایک شخص کو مقرر کر دیا جائے۔ تاکہ ہماری باتیں سمجھ سکے +

دوسرے دن کشتیوں میں آدمی بھر کر کنارے پر اتارے گئے۔ انھوں نے معقول مقام پسند کیا۔ جس کے سامنے کا میدان جہاز کی توپوں کی زد میں تھا۔ یہاں اُتر کر انھوں نے مضبوطی سے اپنے قدم جمانے کے لئے مختلف انتظام کئے۔ جتنے آدمی بھی ممکن ہو سکے۔ کنارے پر بھیج دیئے۔ اب ان لوگوں کے پاس کسی کو آنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ اور جگہ جگہ سے جنگلی آدمی ان لوگوں کی قیام گاہ کو دیکھنے آتے تھے۔ لیکن توپوں کی زد سے باہر ہی رہتے تھے۔ ان لوگوں نے ہمت کر کے قریب کی بستیوں پر شبخون مارنے شروع کئے۔ جنگلی آدمی جا بجا جمع تو بہت سے ہوتے تھے۔ مگر جب کبھی ذرا بھی آگے آتے تھے۔ توپ سے آتش باری ہوتی تھی۔ اور لڑائی کی نوبت ہی نہ آتی تھی + تین چار روز بعد دو جنگلی آدمی دن کے وقت ان لوگوں کی طرف چلے۔ یہ لوگ ہتھیار لئے ہوئے تھے۔ لیکن جب ان دونوں کو ہم نے دیکھا تو انھوں نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ اور ایک خاص قسم کے لفظ کو بار بار چلا کر کہنا شروع کیا۔ اور دو دو قدم آگے بڑھتے آئے۔ بڑھتے جاتے تھے۔ اور چلاتے جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی جھکتے جاتے تھے۔ ان کو دیکھ کر ہم لوگ خاموش بیٹھے رہے۔ کہ دیکھیں یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ جب یہ لوگ قریب پہنچے۔ تو ہم لوگوں میں سے تین چار آدمی آگے بڑھے۔ کہ دیکھیں ان کا کیا ارادہ ہے۔ جب قریب پہنچے۔ تو یہ دونوں آدمی آگے بڑھ کر ہمارے

آدمیوں سے بغل گیر ہوئے + اب ہم کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ خود صلح چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کو اپنے یہاں لائے۔ اور ان کو اچھی طرح بٹھایا۔ ان لوگوں سے بڑی دیر تک اشاروں اشاروں میں باتیں ہوتی رہیں۔ بہت سی باتیں ہماری وہ سمجھے اور بہت سی باتیں ہم ان کی سمجھے لیکن ہمارے تین آدمیوں یعنی تار۔ مصطفٰے اور انور کا کچھ حال نہ کھل سکا۔ ہم ان کی گفتگو اور اشارات سے صرف اتنا سمجھے۔ کہ وہ لوگ صلح کے خواہاں ہیں۔ اور ہم سے لڑائی جھگڑا کرنا نہیں چاہتے + ہم نے ان کی خوب خاطر کی۔ اور ان دونوں کو کچھ تحفہ دے کر رخصت کیا +

دوسرے روز یہ لوگ پھر آئے۔ اس روز بھی اسی طرح اشاروں اشاروں میں باتیں ہوائیں + اسی طرح کئی دن گزر گئے۔ لیکن ہم لوگوں میں سے کسی نے ان کے ساتھ جانے کی ہمت نہ کی + ایک دن وہ قیدی لایا گیا جس کو ہم نے گرفتار کیا تھا۔ وہ اب ہماری بولی اشاروں کے ذریعے سے بہت کچھ سمجھ لیتا تھا۔ اب اس کے ذریعے سے یہ طے کیا گیا۔ کہ ہمارے آدمی ان کے سردار سے ملنے کو اس شرط پر تیار رہیں۔ کہ وہ اپنے معزز آدمی ہمارے پاس ضمانت کے طور پر روانہ کرے۔ اور وہ ہمارے جہاز پر اس وقت تک رہیں جب تک کہ ہم ان کے یہاں رہیں + یہ بات انہوں نے منظور کر لی۔ ہم نے اب اپنے کل آدمی اس جگہ سے روانہ کئے۔ کیونکہ لڑائی کا ارادہ نہ تھا +

دوسرے روز ان کے چھ آدمی ضمانت کے طور پر ہمارے جہاز پر آئے۔ ان کو بہت اچھی طرح رکھا گیا۔ اور میں دس آدمیوں کو لے کر ساحل پر اترا۔ کہ ان جنگلیوں کے سردار سے ملوں۔ اور تار اور مصطفٰے اور انور کی بابت پتہ لگاؤں چنانچہ

ہم دس آدمی ان جنگلیوں کے ساتھ ہوئے۔ اور شام تک منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ یہ ایک بہت عمدہ اور آباد بستی تھی۔ اور اس میں بہت سے مضبوط اور خوب صورت جھونپڑوں کے علاوہ کچھ مکانات بھی تھے۔ رات کو ہم ایک مکان میں ٹھیرائے گئے جو محض ہمارے لئے خالی کرایا گیا تھا۔ رات ہم نے بسر کی۔ اور صبح کو ان کے سردار سے ملنے گئے ۔

اب ہم مصطفےٰ۔ تار اور انور کا کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ واقعہ دراصل یہ تھا۔ کہ تار حسب عادت ساحل پر پہلے اُتر آئے تھے۔ اور سب سے آگے بڑھ گئے تھے۔ ادھر ہم لوگ سب کشتیوں پر سے اتر رہے تھے۔ کہ ان کے چلّانے کی آواز آئی۔ وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ تار کو ایک زبردست آدمی ملا تھا۔ اس نے ان کی گردن دبائی۔ یہ اس سے لڑنے لگے۔ اتنے میں ایک اور جنگلی آ گیا۔ اور اب تار کمزور پڑے۔ اور پٹنے لگے۔ انھوں نے چلانا شروع کیا۔ انور اور مصطفےٰ اُتر چکے تھے۔ وہ دونوں ان کی مدد کو پہنچے۔ ایک کے سر پر مصطفےٰ نے بندوق کا کندہ رسید کیا۔ وہ تو مردہ یا بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا اپنے ساتھی کا یہ حال دیکھ کر بھاگ نکلا۔ انور نے تار کی مرمت کرنی شروع کی۔ کہ آگے کیوں بڑھ آئے۔ اتنے میں اور جنگلی آدمی آ گئے۔ اب ان تینوں نے بھاگ کر کشتی پر آنا چاہا۔ مگر نہ آ سکے۔ کیونکہ کچھ آدمی اِدھر سے بھی ان کی طرف آ گئے۔ انھوں نے بندوق کی مدد سے کئی آدمیوں کو مار گرایا۔ اور چاہا۔ کہ بھاگ کر کنارے پر پہنچ جائیں۔ کہ اتنے میں ان کے اوپر بہت سے آدمی ٹوٹ پڑے۔ یہ پہلے تو لڑنے کو تیار ہوئے۔ لیکن جب دیکھا کہ کنارے کی طرف بھی شور وغل ہو رہا ہے

اور بندوقیں چل رہی ہیں۔ تو ایک طرف بھاگ نکلے۔ لیکن ان کا بہت سے آدمیوں نے پیچھا کیا۔ سامنے ایک ٹیلہ ملا۔ یہ لوگ اس پر چڑھ گئے۔ اور بھاگے جاتے تھے۔ کہ ہم لوگوں کی ان پر نظر پڑی۔ اور ہم نے جہاز پر سے ان کے پیچھا کرنے والوں پر فیر کئے تھے۔ اس وجہ سے ان کے پیچھا کرنے والے ذرا دیر کے لئے رُک گئے تھے۔ اور ان کو بھاگنے کا اچھا موقع ہاتھ لگا تھا۔ آگے آگے تار اور پیچھے پیچھے یہ دونوں ایک سمت کو بھاگے جاتے تھے۔ نہ تو ان کا کوئی خاص مقصد تھا۔ اور نہ کوئی خاص مقام اگر کوئی مقصد تھا بھی۔ تو یہی۔ کہ کسی طرح بھاگ کر ان جنگلیوں سے اپنا پیچھا چھڑائیں۔

تھوڑی ہی دیر میں پھر ان کے پیچھا کرنے والے قریب آ گئے۔ یہ اس وقت جنگل میں جا رہے تھے۔ ایک جنگل گھنا پایا۔ یہ لوگ اس میں گھس گئے۔ اور جب دیکھا کہ اب بھاگنے کا موقع نہیں ہے۔ تو ایک گھنی جھاڑی میں چھپ گئے۔ اتنے میں چند آدمیوں نے ان کو دیکھ لیا۔ اور ان کے پیچھے چلاتے دوڑے۔ ان کا دیکھنا تھا۔ کہ سب جنگلیوں کی آواز پر دوڑے۔ یہ تینوں نکل کر بھاگے۔ اب ان کو اپنے بچنے کی کوئی امید نظر نہ آتی تھی۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ مجبوراً ایک سمت کو بھاگے۔ ایک ٹیلہ سامنے نظر پڑا۔ اس پر چڑھ گئے۔ کہ جلدی سے اتر کر دوسری طرف نکل جائیں۔ لیکن جب یہ ٹیلے سے اترے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ایک ندی حائل ہے۔ اب تو رہے سہے حواس بھی جاتے رہے تھے۔ سامنے ندی اور پیچھے جنگلی آدمیوں کے چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کہ آ۔ آئے اور اب آئے۔ لیکن اس وقت تار کی پھرتی کارگر ہوگئی۔ فوراً دوڑ کر ایک درخت پر چڑھ گئے جس کی ڈالیاں اس قدر پھیلی ہوئی تھیں۔ کہ اُس کنارے تک پہنچتی تھیں۔ اس درخت کی ڈالیوں پر سے ہو کر جلدی سے گھٹنوں گھٹنوں پانی میں کود پڑے۔ اور

بھاگے۔ اتنے میں جنگلی بھی آ گئے۔ اور ان کو اس طرح بھاگتا دیکھ کر زور سے چلائے ان کو کافی موقع مل گیا تھا۔ یہ بھاگ چلے۔ لیکن اس موقع پر ایک اور مصیبت پڑی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ان سب کے پاس بارود نہیں تھا۔ صرف انور کے پاس بارود تھا۔ اس کی کُپی پانی میں گر گئی۔ اور جلدی میں اٹھانے کی نوبت نہیں آئی۔ قصہ مختصر یہ دن بھاگا گئے۔ اور جنگلی ان کا پیچھا کیا کئے ۔ ندی کی وجہ سے ان کو بھاگنے کا اچھا موقع مل گیا تھا۔ ندی کے اترنے میں جنگلیوں کو بہت دیر لگی۔ کئی جگہ یہ لوگ غاروں میں گرنے سے بال بال بچے۔ اور کئی جگہ ایسے موقع پر آ گئے۔ کہ جنگلیوں نے گھیر ہی لیا ہوتا لیکن مڑ بھیڑ یہ ایک گھنے جنگل میں پہنچے۔ اور گھنے سے گھنے اور خوفناک سے خوفناک جنگل میں گھس گئے۔ اور ذرا دیر آرام کیا۔ لیکن زیادہ دیر آرام کرنے نہیں پائے تھے۔ کہ دو جنگلی پھر نظر پڑے ۔ اتفاق سے تار کی بندوق کی دونوں نالیں بھری ہوئی تھیں۔ وہ کام دے گئیں۔ تار نے دونوں کو مار گرایا ۔

اب ان کو یہ معلوم ہوا۔ کہ پیچھا کرنے والے ہمارا پتہ پا گئے ہیں۔ اور دو دو چار چار ہو کر ڈھونڈھ رہے ہیں ۔ یہ خیال کر کے پھر بھاگنا شروع کیا۔ اب شام ہو چلی تھی۔ جتنی بھی ان سے تیزی ہو سکی۔ انہوں نے کی۔ اور برابر بھاگتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ پھر ایک گھنی جگہ پہنچے۔ اب اندھیرا ہو گیا تھا۔ یہ ایک جگہ رک کر پوشیدہ ہو گئے اور دم لیا۔ اب بالکل اندھیرا ہو چلا تھا۔ دن بھر کے بھاگے ہوئے۔ تھکے ماندے تو تھے ہی۔ آرام سے بیٹھے۔ جب ذرا آرام لیا۔ تو اب کھانے پینے کی سوجھی۔ لیکن کھانے کو یہاں کہاں۔ انور نے اور مصطفےٰ نے تار سے کہا۔ کہ اب کھانے کا کیا انتظام ہو۔ پانی تو پینے کو ہے۔ اس پر تار نے اپنی جیب سے دو خشک گوشت کے ٹکڑے اور

کچھ بسکٹ نکالے۔ سب نے کھائے۔ اور پانی پیا۔ بھوک تو اتنی سی چیز سے کیا بھرتی لیکن پھر بھی سہارا ہو گیا +

اب سونے کی بابت سوچا۔ تو سوائے درخت کے اور کوئی عمدہ جگہ نظر نہ آئی۔ تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے۔ اس کے بعد نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر درخت پر چڑھ گئے۔ انور اور مصطفٰے نے اپنے آپ کو درخت سے باندھ لیا کہ کہیں گر نہ جائیں۔ تار نے اس بات کو ناپسند کیا۔ اور ان کو چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ ان کے لئے درخت چار پائی سے بھی بہتر تھا۔ ان کو جلدی ہی نیند آگئی۔ خوب اچھی طرح سوئے۔ اور اتنا سوئے۔ کہ صبح کی نماز کا وقت بھی گزر گیا + انور کی آنکھ پہلے کھُلی۔ اس نے فوراً تار کو جگایا۔ تار اُٹھے۔ اور ایک انگڑائی لے کر ربڑ کی ٹھوس گیند کی طرح زمین پر کود پڑے۔ ان کے گرنے سے مصطفٰے کی بھی آنکھ کھُلی۔ اس نے تو سمجھا۔ کہ تار گر گئے۔ لیکن پھر معلوم ہوا۔ کہ خود اُترے ہیں۔ مصطفٰے سے بھی کہنے لگے۔ کہ کود آؤ۔ مگر اتنی اونچی جگہ سے کودنے کی انہیں ہمت نہ پڑی + یہ دونوں بھی اُتر آئے۔ اب ان کو پھر کھانے کی فکر ہوئی۔ اول تو گزشتہ دن کی دوڑ بھاگ۔ دوسرے رات کا آرام۔ ان سب چیزوں نے ان کی بھوک تیز کر دی تھی۔ اور اب ان کا بُرا حال تھا۔ بندوقیں بے کار تھیں۔ کیونکہ بارود کی کپی ندی میں گر گئی تھی۔ اِدھر اُدھر گھومتے رہے لیکن کچھ تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔ مجبور ہو کر بندوقیں بھی ایک غار میں پھینک دیں۔ اور پریشان پھرنے لگے +

تار نے ایک ڈنڈا اُٹھا لیا۔ اور فکر کرنے لگے۔ کہ کوئی جانور ملے۔ تو اس کو

ماریں۔ ان کا نشانہ اس شکار میں بہت اچھا تھا۔ اینٹ سے بھی شکار کر لیتے تھے لیکن اس طرح کے شکار سے کچھ پیٹ بھرنے کی امید نہ تھی۔ پھر بھی تلاش کرتے رہے۔ کہ اتنے میں ایک درخت نظر پڑا۔ جو پھلوں سے لدا ہوا تھا۔ تار خوش ہو کر دوڑے اور پھل کھانے لگے۔ لیکن فوراً ہی اس کو تھوک دیا۔ اور منہ بناتے پھرے یہ اس قدر کڑوا تھا۔ کہ تار کا منہ بہت دیر تک خراب رہا۔ اتنے میں بہت سے پرند نظر پڑے۔ تار نے اپنا ڈنڈا سنبھالا اور گھما کر جو پھینکا۔ تو دو گر گئے۔ فوراً انہوں نے دوڑ کر ذبح کئے۔ یہ ذرا ذرا سے جانور تھے۔ ان لوگوں نے صلاح کی۔ کہ ان کو جوش دے کر کھایا جائے۔ تاکہ شوربا بھی کچھ قوت دے۔ اب ہانڈی کی فکر ہوئی۔ مگر اس میں کچھ دقت پیش نہ آئی۔ فوراً پانی کی کپی کا منہ کھول کر اس کو چوڑا کیا۔ اور ہنڈیا بنا لیا*

اب پانی کی فکر ہوئی۔ کیونکہ پانی ان کے پاس بالکل ختم ہو چکا تھا۔ پانی کی تلاش میں ادھر اُدھر پھرے۔ ایک جگہ ان کو کچھ دلدلیں ملیں۔ جو ایک جھیل سے ملی ہوئی تھیں یہ لوگ اس جگہ پہنچے۔ یہاں بہت سے آبی جانور تھے۔ مگر دلدل میں تھے۔ جہاں سے آ ہی نہ سکتے + تار ڈنڈا لئے کھڑے تھے۔ کہ اتنے میں ایک بڑا جانور اُڑتا ہوا آیا۔ اور پانی پر اُترنے لگا۔ دیر تک چکر کاٹا کیا۔ یہ لوگ اس کو دیکھ رہے تھے۔ کہ اس نے ایک دم سے پانی پر جھپٹا مارا۔ اور ایک دم سے ایک بڑی سی مچھلی لے کر اُڑا۔ جب خشکی کی طرف آیا۔ تو تار نے ایک ڈنڈا گھما کر اوپر پھینکا۔ ڈنڈا بڑے زور میں گیا۔ لیکن جانور تو تڑپ کر نکل گیا۔ اور مچھلی گر گئی۔ تار نے فوراً دوڑ کر اُٹھالی۔ یہ مچھلی کوئی ڈیڑھ پاؤ آدھ سیر کی تھی۔ جانور کے پنجے اتنے زبردست اور تیز تھے۔ کہ اس کے سر

بین پنجوں کے سوراخ ہو گئے تھے۔ مچھلی پاکر یہ لوگ بہت خوش ہوئے +

اب تار سے پانی لانے کو کہا۔ لیکن کنارے پر بہت گدلا پانی تھا۔ تار نے کہا۔ میں اندر جاکر لاتا ہوں۔ چنانچہ تار اندر گھسے۔ تھوڑی دور تک تو چلے گئے۔ لیکن پھر دلدل میں پھنس گئے۔ اور شور مچانے لگے۔ یہ لوگ بہت گھبرائے۔ لیکن مدد نہ کر سکتے تھے تار نے تھوڑی کوشش کے بعد اپنے آپ کو نکالا لیکن ادھر نہ آ سکتے تھے۔ بلکہ اندر کی طرف بڑھتے تھے۔ وہاں دلدل نہیں تھی۔ اب تار نے پانی بھرا۔ اور لوٹنے کی کوشش کی لیکن دلدل کا سامنا تھا۔ چنانچہ تار نے دوسری طرف سے نکلنے کی کوشش کی یہاں ان کو بہت دور کا چکر پڑتا تھا۔ لیکن دلدل نہ تھی۔ صرف ٹخنوں ٹخنوں تک پاؤں گھستا تھا۔ لیکن گھٹنے باہر ہی رہتے تھے + اس جگہ بڑی بڑی گھاس بھی تھی۔ وہاں ان کو بہت سے آبی پرندوں کے گھونسلے نظر آئے۔ انہوں نے جو دو ایک گھونسلو کی تلاشی لی۔ تو ان میں انڈے نکلے۔ پھر کیا تھا: تار خوشی کے مارے اچھل پڑے۔ اور جتنے بھی انڈے مل سکے۔ گھونسلوں میں سے اٹھا کر بڑی دقت سے باہر نکلے + یہ دیکھ کر سب بہت خوش ہوئے۔ کہ پیٹ بھرنے کا سامان ہو گیا۔ جلدی سے آگ جلاکر انڈے اور پرندے اور مچھلی اُبالی گئی۔ اور خوب سیر ہو کر ان تینوں نے کھانا کھایا۔ تار نے واقعی آج اپنے جوہر دکھا دیئے تھے۔ ایک تو پرندے شکار کئے دوسرے جانور سے مچھلی چھینی۔ اور تیسرے یہ کہ انڈے ڈھونڈ کر لائے۔ اس کے بعد انہوں نے پھر اِدھر اُدھر گھومنا شروع کیا۔ اور اور کئی جگہ سے انڈے نکالے۔ قصہ مختصر یہ کہ کئی دن تک سرگرداں پھرا کئے۔ کہیں کچھ کھا لیا۔ کہیں بھوکے ہی رہے۔ کبھی درخت پر سو گئے۔ کبھی زمین پر۔ کھانے کی فکر ہر وقت رہتی تھی۔ اور

ملتا بھی تھا۔ تو پیٹ بھر کر نہ ملتا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے صلاح کی۔ کہ جنگل سے باہر نکلنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک سمت چل پڑے۔ اور دو ایک روز کی پریشانی کے بعد جنگل کے باہر نکلے + ان کے پیچھا کرنے والے سارے علاقے میں پھیل گئے تھے۔ اور ان کی تلاش میں بہت آگے نکل گئے تھے۔ یہ ایک روز یونہی چلے جا رہے تھے۔ کہ دو آدمی ان کے سامنے آ گئے۔ ان میں سے ایک کے پاس برچھا تھا۔ تار کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔ تار نے جو گھما کر مارا۔ تو برچھے والے آدمی کی کہنی میں لگا۔ اس کے ہاتھ سے برچھا گر گیا + یہ تینوں دوڑ پڑے۔ اور ان دونوں کو خوب مارا پیٹا لیکن وہ جان چھڑا کر بھاگ گئے۔ اور برچھا ان کے ہاتھ لگا۔ اب یہ اور بھی پریشان ہوئے۔ کہ اب کیا کریں۔ چنانچہ خوف زدہ ہو کر ایک طرف چل دیئے۔ کچھ دیر بعد ٹھیر کر جو ادھر ادھر کان لگائے۔ تو جنگلیوں کے پیچھا کرنے کی آواز سنی + اب کیا تھا۔ بھاگے زور سے + تار کی بیوقوفی اور بھی نقصان دہ ہوئی۔ ان کی عادت تھی۔ کہ اگر راستے میں کوئی ٹیلا ملتا۔ تو اس کے اوپر چڑھ کر راستا طے کرتے تھے۔ یہاں بھی وہ حسب عادت ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ ان کے ساتھ یہ دونوں بھی چڑھے۔ یہ حرکت سخت نقصان دہ ثابت ہوئی جنگلیوں نے ان کو دور سے دیکھ لیا۔ اور اب چاروں طرف سے ایسا گھیرا۔ کہ ان کو ٹیلے کے اس پار ہی اُتر کر بھاگنا پڑا +

تھوڑی ہی دور آگے گئے ہوں گے۔ کہ ایک پہاڑیوں کا سلسلہ نظر آیا۔ تار اور یہ دونوں ایک اونچے سے ٹیلے کے نیچے پہنچے۔ اور سوچنے لگے۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ ٹیلا بہت اونچا ہے۔ اور معلوم نہیں۔ کہ اس طرف راستا بھی ہے۔

یا نہیں۔ یہ ذراسی دیر ہی ٹھیرنے پائے تھے۔ کہ جنگلیوں کی آوازیں قریب سے
آنے لگیں۔ جلدی میں بے سوچے سمجھے انہوں نے ٹیلے پر چڑھنا شروع کر دیا۔
اور جھٹ اوپر چڑھ گئے۔ اوپر پہنچ کر کیا دیکھا۔ کہ جنگلی تمام ادھر اُدھر پھیلے ہوئے
ہیں۔ ان کو دیکھ کر وہ سب ڈر سے چلائے۔ انہوں نے چاہا۔ کہ دوسری طرف
بھاگیں۔ لیکن اس طرف متوجہ ہوتے ہی ان کی جان نکل گئی۔ کیا دیکھتے ہیں۔
کہ پچاس ساٹھ گز نیچے سمندر لہریں مار رہا ہے۔ اور ان ٹیلوں اور پہاڑیوں کا سلسلہ
کنارے کنارے دور تک چلا گیا ہے۔ اب تو یہ بہت گھبرائے۔ اور سوچ رہے
تھے۔ کہ کیا کریں۔ کہ ان کی نظر ایک غار پر پڑی۔ یہ فوراً اس میں گھس گئے۔
ادھر یہ لوگ اس میں گھسے۔ اور ادھر ایک بڑا سا ٹیلہ کھسک کر شور کرتا لڑھکتا
ہوا سمندر میں گر گیا۔ اور اس کا ایک ٹکڑا غار کے منہ پر اس طرح گرا۔ کہ یہ دونوں
اسی کھوہ میں دفن ہو گئے۔ اتنے ہی میں جنگلی آ پہنچے۔ انہوں نے جگہ جگہ تلاش
کیا۔ پاؤں کے نشانوں۔ ٹوٹی ہوئی بیلوں۔ سرکے ہوئے پتھروں ہٹے ہوئے
ڈھیلوں سے کھوج لگاتے ہوئے وہ بھی اس جگہ چڑھ آئے۔ یہاں آ کر انہوں
نے صرف یہ دیکھا۔ کہ ایک ٹوٹے ہوئے ٹیلے کا نشان باقی ہے۔ اس سے
انہوں نے اندازہ لگایا۔ کہ یہ لوگ سمندر میں گر گئے ہوں گے۔ تھوڑی دیر کے
بعد جنگلی وہاں سے واپس چلے گئے۔

اب ان تینوں کا حال سنئے۔ غار کا منہ بند ہو گیا تو پہلے یہ لوگ بہت گھبرائے
بہت خاک اڑی لیکن تھوڑی دیر بعد گرد بیٹھ گئی۔ اب ان لوگوں کو یہ بھی پتہ نہ
رہا۔ کہ ہم کدھر سے داخل ہوئے تھے۔ ادھر اُدھر ٹٹولنا اور ڈھونڈنا شروع کیا۔

تین طرف تو دیوار ملی۔ صرف ایک طرف ٹٹولنے سے راستا معلوم ہوا۔ یہ راستا نیچے کی طرف گیا تھا۔ راستے کی زمین کسی قدر ڈھلوان تھی۔ یہ لوگ ٹٹولتے ٹٹولتے اندھیرے میں بڑھتے چلے گئے۔ بہت حصّہ اُتر چکے تھے۔ کہ نیچے کی طرف کچھ ایسا معلوم ہوا۔ جیسے کوئی ذی روح چیز ہے۔ یہ لوگ ایک دم سے رُک گئے۔ تارا اس وقت بجائے آگے ہونے کے پیچھے تھے۔ اور بہت خوفزدہ تھے۔ اتنے میں ایک بڑی مہیب آواز سنائی دی۔ اور غار میں دیر تک گونجتی رہی۔ اب تو تارا کا بُرا حال ہو گیا۔ اور یہ دونوں بھی بہت گھبرائے۔ کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ تارا کو تو پورا یقین ہو گیا۔ کہ آج موت آ گئی۔ انہوں نے فوراً فرمایا۔ کہ یہ کسی بھوت کا گھر ہے۔ حالانکہ خود کسی طرح بھوت سے کم نہ تھے۔ لیکن مصطفٰے اور انور نے سوائے اس کے اور چارا نہ دیکھا۔ کہ بڑھیں اور دیکھیں۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ یہ ذرا اور آگے بڑھے۔ تو ان کو کچھ چیز ہلتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور کچھ فاصلے پر نیچے ایک بڑا سا سر نظر آیا۔ جس میں دو چمکدار شعلے کی سی آنکھیں جڑی ہوئی تھیں + انہوں نے جو غور سے دیکھا۔ تو اب وہ چیز بالکل ساکت معلوم ہوتی تھی + تارا نے یہ معاملہ دیکھا۔ تو فوراً ان کی ایک دبی ہوئی چیخ نکلی۔ اور وہ خاموش ہو گئے۔ پھر ذرا دیر بعد ایک عجیب آواز آئی۔ لیکن یہ بالکل نہ ڈرے۔ بلکہ قریب گئے۔ یہاں تک کہ ان کو دھندلے میں یقین سا ہو گیا۔ کہ یہ آنکھیں نہیں۔ بلکہ کوئی مشعل یا چراغ ہے + جب یہ یقین ہو گیا۔ تو بے دھڑک قریب چلے۔ لیکن وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ دونوں بڑے غور سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ آخر ان سے نہ رہا گیا۔ اور ان چراغوں کے قریب جا پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ ایک مٹی کے تودے پر دو چربی کے چراغ جل رہے ہیں

یہ دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا۔ کہ اس میں آدمی ضرور ہیں۔ یہی سوچ رہے تھے۔ کہ ایک سمت سے ایک آدمی نکلا۔ اور پوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ فوراً انور نے آواز پہچان لی۔ اور اس کا جواب دینے کی بجائے چلا کر پوچھا۔ کہ "تم یہاں کہاں۔ اور تمہارا جہاز کہاں ہے؟" اس نے بھی آواز پہچان لی۔ اور ایک دم کہا "تم کہاں!" دونوں ایک دوسرے کو لپٹ کر بغل گیر ہوئے۔ اس آدمی نے ذرا ٹھیر کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا "ہم تو تباہ ہو گئے۔ یہ کہہ کر انور کا ہاتھ پکڑ کر کچھ نیچے اتارا۔ اور ایک دیوار کے موڑ پر پہنچ کر آواز دی۔ کہ روشنی کرو۔ کئی آوازیں ایک ساتھ ہی سنائی دیں۔ کہ "کیا ہے؟" اور ساتھ ہی روشنی بھی ہوئی۔ لوگوں نے جب مصطفےٰ اور انور کو پہچانا۔ تو ان کو بہت تعجب ہوا سب لوگ گھاس کے فرش پر بیٹھ گئے۔ انور سے لوگوں نے حال پوچھا مگر انور نے کہا۔ کہ پہلے کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ۔ پھر حال پوچھنا۔ انہوں نے جلدی سے کھانا پیش کیا۔ اب جو دیکھتے ہیں۔ تو تار نہیں۔ روشنی لے کر تار کو لینے گئے۔ وہاں اسے بے ہوش پڑا پایا۔ اٹھا کر لائے۔ جب انہیں ہوش آیا۔ تو نہایت ہی شرمندہ ہوئے۔ اور ان کا بہت مذاق اڑایا گیا۔ تار کو شرمندگی کے علاوہ تعجب بھی بہت ہوا الغرض کھانا انہوں نے سیر ہو کر کھایا۔ بعد میں انور نے اطمینان سے بیٹھ کر کہا۔ کہ "معلوم نہیں ہمارے جہاز والے کہاں اور کس حال میں ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے اپنا قصہ یوں سنانا شروع کیا۔

ہمارا جہاز جس روز سے تمہارے جہاز سے علیحدہ ہوا اسی دن سے ادھر ادھر بھٹکتا پھرا کیا۔ آخر پھرتا پھرتا اس جگہ پہنچا۔ یہاں ہمارا جہاز خشکی پر چڑھ گیا۔ ہم لوگ اتر رہے تھے۔ کہ جنگلیوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ اور بہت سوں کو مار ڈالا بعضوں کو کھا

بھی گئے۔ کیونکہ یہ لوگ آدم خور ہیں۔ ہم تھوڑے سے آدمی بچ رہے۔ ہزاروں دقتیں
اٹھا کر یہاں پہنچے۔ اور یہاں زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔ نہ تو ہمارے پاس
بندوقیں ہیں۔ کہ شکار کر سکیں۔ اور نہ ہمارے پاس کوئی مستقل ذریعہ کھانے پینے
ہی کا ہے۔ ہم اس راستے سے نہیں آتے جاتے جس سے تم یہاں آئے ہو۔ بلکہ
ہمارا راستہ ہی اور ہے۔ اسے کوئی معلوم ہی نہیں کر سکتا۔ اب ہماری گزر اس طرح
ہوتی ہے۔ کہ موقع پا کر یہاں کی بستیوں سے کھانے پینے کی چیزیں لوٹ کر لاتے
ہیں۔ کچھ جانور چرانے والوں سے چھین کر لے آتے ہیں مچھلی کا شکار بھی کبھی تو کانٹے
سے اور کچھ ایک عجیب ڈھنگ سے کھیلتے ہیں۔ وہ ڈھنگ بعد میں تم کو معلوم ہو جائے
گا۔ یہاں کے لوگ توہم پرست ہیں۔ بھوت کے نام سے ڈرتے ہیں۔ اسی وجہ سے
جب ہم نے تمہاری آہٹ سُنی۔ تو طرح طرح کی آوازیں نکالنی شروع کر دیں۔ اور تمہاری
جگہ جنگلی آدمی ہوتے۔ تو ان کا تار کا سا حال ہوتا۔ اور وہ کبھی اندر نہ گھستے۔ یہاں کے
لوگ ہمارے خون کے پیاسے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ ہم لوگ اس جگہ رہتے
ہیں۔ مگر خدا کی عنایت سے ہم تک ان کی رسائی نہیں ہوتی۔ ہم کل اکیس آدمی ہیں۔
اور ہمارے پاس خدا کے فضل سے سب کچھ ہے۔ یہاں تم کو ہر طرح کا آرام ملے گا۔
یہاں اگر کوئی تکلیف ہے۔ تو صرف یہی۔ کہ کسی کو اتنا نہیں معلوم کہ ہم کبھی واپس بھی
جا سکیں گے یا نہیں ؂

تھوڑی دیر کے بعد انور مصطفےٰ اور تارا نے اس غار کی سیر کی۔ اس میں
ہوا کا انتظام قدرتی طور پر تھا۔ سمندر کی جانب بلندی پر ایک کشادہ سوراخ تھا۔
اس میں سے ہوا تو بخوبی آتی تھی۔ لیکن روشنی بہت کم پہنچتی تھی۔ اور یہ لوگ زیادہ تر

اندھیرے ہی میں رہتے تھے۔ جگہ نہایت کشادہ اور خشک تھی۔ سمندر کی جانب تھوڑی سی زمین ڈھلوان چلی گئی تھی۔ اس جگہ کی زمین پتھریلی تھی۔ اور ذرا بڑھ کر ایک بڑا سوراخ تھا۔ اس میں سے سمندر کا پانی اندر آتا تھا۔ اور اندر کوئی تین گز مربع زمین میں بھرا رہتا تھا۔ سمندر سوراخ میں سے دور تک دکھائی دیتا تھا۔ اس میں قدرتی طور سے ایسی کاری گری تھی۔ کہ پانی آگے بڑھ ہی نہ سکتا تھا جیسے دیوار میں سوراخ تھا۔ اس کا اُتار اتنا چوڑا تھا۔ کہ اگر پچاس ساٹھ برس ان کو اس جگہ رہنا پڑتا تب بھی دیوار نہ ٹوٹتی اس جگہ کو انھوں نے شکار گاہ بنایا۔ شکار اس طرح ہوتا تھا۔ دو لکڑیاں پانی میں ماری جاتی تھیں۔ اور ان سے ایک قسم کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ اس آواز کو سن کر ایک بڑی مچھلی ضرور آتی۔ اور وہ اندر داخل ہوتے ہی برچھے یا پیش قبض سے چھید لی جاتی بعض اوقات گھنٹے دو گھنٹے میں دو دو تین مچھلیاں آجاتی تھیں۔ چھوٹی مچھلیاں اس میں یوں ہی آتی جاتی رہتی تھیں۔ وہ اور طرح پکڑی جاتی تھیں +

اب انور کو باہر راستہ دکھانے کے لئے لے چلے۔ ایک سمت کو غار تنگ ہوگیا تھا۔ اور دور تک اسی طرح چلا گیا تھا + اسی طرف یہ چلے۔ تھوڑی دور ایک چھوٹا سا چشمہ ملا۔ جو دائیں سمت سے بہہ کر آرہا تھا۔ اور بائیں طرف جا رہا تھا۔ یہاں اس قدر اندھیرا تھا۔ کہ کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ صرف پانی کے بہنے کی آواز سنائی دیتی تھی + اگر انور کو بتایا نہ جاتا۔ تو اس کو معلوم ہی نہ ہوتا۔ کہ چشمہ کدھر سے آرہا ہے۔ اور کدھر جا رہا ہے۔ یہ لوگ چشمے میں بے دھڑک اتر گئے۔ اور دہنی طرف جدھر سے چشمہ آرہا تھا چلنا شروع کیا۔ اس کا پانی بہت سرد تھا۔ یہ لوگ تھوڑی دور تک یونہی چلتے رہے۔ آخر بائیں طرف ایک موڑ آیا۔ اور ادھر سے کچھ روشنی سی معلوم ہوتی۔

ذرا اور آگے چل کر ایک آدھ گول دروازہ سا نظر آیا۔ یہ لوگ باہر نکلے چشمہ اسی دروازے میں سے دور سے لہریں مارتا تیزی سے چلا آتا تھا۔ اِدھر اُدھر اونچی اونچی پہاڑیاں تھیں۔ جن پر قسم قسم کے پودے اور پھول کھلے ہوئے تھے۔ اور اوپر بھی ایک پہاڑی بنی تھی۔ اس دروازے کے منھ پر مختلف قسم کے سبز سبز خوب صورت درخت تھے۔ جن سے وہ دروازہ قریب قریب چھپا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آرہی تھی وہ نظارہ دست قدرت کی کاریگری کا بہترین نمونہ تھا۔ یہاں تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ اس کے بعد آگے چلے۔ رفتہ رفتہ تھوڑی دور چل کر پہاڑیاں بالکل نیچی ہوگئی تھیں۔ یہاں تک کہ میدان آگیا۔ یہاں پہنچ کر یہ لوگ رک گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد واپس ہوئے۔ نورتار اور مصطفےٰ نے یہ جگہ بہت پسند کی۔ اور انہیں قدرے اطمینان ہوا +

۷

اب ہم پھر قصہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ ہم رات کو مکان میں ٹھیرے۔ اور صبح کو سردار سے ملنے کے لئے چلے۔ قریب ہی ایک عمدہ اور کشادہ مکان تھا۔ اس کے سامنے بڑا سا میدان تھا۔ ہم لوگ وہاں پہنچے۔ ایک چبوترے پر چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ اس پر ایک آدمی اپنے بدن کو رنگے ہوئے نیم برہنہ بیٹھا تھا اس کا ناک نقشہ نہایت خوب صورت۔ رنگ گندمی اور عمر کوئی پینتیس سال کی ہوگی۔ لیکن داڑھی مونچھیں قدرتی طور پر تھیں ہی نہیں۔ یہاں قریب قریب سب کے داڑھی مونچھیں ندارد تھیں۔ وہ اٹھا۔ اور ہم سے ملا۔ ہمارے ساتھ وہ آدمی بھی آیا تھا۔ جو ہماری بولی سمجھتا تھا۔ اور جس کے ذریعے ہم نے بات

چیت کی تھی۔ اس کے بعد ہم نے تحفے پیش کئے۔ کچھ ٹین کی ڈبیاں۔ ایک بارود کی خالی کپی۔ ایک چھوٹا سا آئینہ۔ ایک نگین ٹوپی۔ ان چیزوں کو اس نے شوق سے دیکھا۔ ٹوپی تو اسی وقت پہن لی۔ اور آئینہ دیکھنے لگا۔ ٹوپی بہت پسند کی۔ اور لوگ بھی موجود تھے۔ ٹوپی کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اور آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے +

تھوڑی دیر بعد ہم اپنے مطلب پر آئے۔ اور اپنے دوسرے جہازوالوں کی بابت دریافت کیا۔ اس کا جواب ہم کو یہ ملا۔ کہ جہاز والوں میں سے کچھ تو مارے گئے۔ اور کچھ بھاگ گئے۔ اور ان کا پتہ نہیں چلتا۔ مگر ہیں کہیں اسی جگہ + اس پر مجھ کو سخت تعجب ہوا۔ اور دوبارہ پوچھا۔ کہ آخر کہاں رہتے ہیں۔ جواب ملا۔ کہ کچھ ٹھیک نہیں معلوم۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھوتوں کے پاس رہتے ہیں۔ اور کبھی کبھی بستیوں میں آن کر چوری کرتے ہیں۔ مگر ان کے رہنے کا پتہ کہیں نہیں چلتا +

اس کے بعد میں نے تار۔ مصطفٰے اور انور کی بابت پوچھا۔ کہ آخر ان کا کیا حشر ہوا؟ اس کا جواب بھی یہی ملا۔ کہ وہ بھی بھوتوں کے پاس رہتے ہیں۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وہ سمندر میں ایک ٹیلے پر سے گر کر مر گئے۔ زیادہ تر لوگوں کا یہی خیال تھا۔ کہ وہ تینوں شخص گر کر ڈوب گئے۔ چنانچہ جب میں نے پوچھا پاچھا۔ تو لوگوں نے مجھ کو یقین دلایا۔ کہ یہ خبر غالباً صحیح ہے۔ میں یہ سن کر بے حد پریشان ہوا۔ لیکن کچھ لوگ برابر یہی کہے گئے۔ کہ وہ ہرگز نہیں مرے بلکہ بھوتوں کے پاس رہتے ہیں۔ اس سے مجھ کو کسی قدر اطمینان ہوا۔ اور

کچھ امید بندھی۔ لیکن یہ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ بھوتوں کے پاس رہنے کا کیا مطلب ہے +

تھوڑی دیر بعد کھانا آیا۔ اور ہم سے بھی کھانے کے لئے اصرار کیا گیا۔ مٹی کے بھدے بھدے برتنوں اور پتوں پر مختلف قسم کا کھانا تھا۔ کچھ بھنے ہوئے بھیجے بھی تھے۔ ہم نے کھانے سے انکار کیا۔ کیونکہ ہم جانتے تھے۔ کہ یہ آدم خور ہیں۔ اسی لئے ہم اپنا کھانا لائے تھے۔ اور یہ انتظام کیا تھا۔ کہ ہمارا کھانا برابر جہاز پر سے آ رہا ہے۔ ہم سے کھانے کے لئے بہت اصرار کیا گیا لیکن ہم نے قطعی انکار کیا۔ اس پر ان کا سردار کچھ بولا۔ ہم نے اپنے ساتھی جنگلی سے اس کا مطلب پوچھا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ ہمارا سردار کہتا ہے "ہم نے تو اپنے غنیم کی رعایا کے دو آدمیوں کے بھیجے خاص طور پر ان کے لئے تیار کرائے۔ اور یہ کھانے سے انکار کرتے ہیں" یہ سنتے ہی ہم کو جھرجھریاں آئیں۔ اور ہم نے کھانے کی طرف دیکھ دیکھ کر تھوکنا اور ابکائیاں لینا شروع کیا۔ اور بہت خفگی ظاہر کی۔ ہماری اس حرکت سے بہت سے لوگوں کو تعجب ہوا۔ اور وہ ہماری طرف غور سے دیکھنے لگے +

چلتے وقت ہم نے یہ استدعا کی۔ کہ ہم کو بہت دن یہاں رہنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ ہم اپنے ساتھیوں کو تلاش کر لیں۔ اور ایک حکم دے دیا جائے۔ کہ اگر ہمارا کوئی ساتھی پکڑا جائے۔ تو اس کو مار نہ ڈالیں۔ بلکہ ہمارے پاس لے آئیں۔ ہم اس کے عوض میں بڑی عمدہ عمدہ چیزیں دیں گے۔ اور اگر ہمارے ساتھ دغا کی جائے گی۔ تو پھر ہماری اور تمہاری لڑائی ہو جائے گی + ہماری

یہ بات مان لی گئی۔ اور ہم سے کہا گیا۔ کہ ہم تمہاری سب باتیں ماننے کو تیار ہیں۔ مگر تم ہم سے لڑائی مت کرو۔ اس کے بعد ہم وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے۔ لیکن اپنے ترجمان کو اپنے ہی ساتھ رکھا۔ تاکہ بوقت ضرورت اس سے کام نکلتا رہے۔

۸

اس جگہ رہنے میں جو تجربات و واقعات پیش آئے۔ ان کا حال لکھنا بھی میں مناسب سمجھتا ہوں۔ دو تین دن کے بعد مجھ کو اپنے ترجمان ہاہولی سے معلوم ہوا۔ کہ یہاں کے باشندے میرے دشمن ہیں۔ یہ ہاہولی وہی شخص تھا۔ جس کو ہم نے جہاز پر ہی گرفتار کیا تھا۔ اس کو میں نے اپنی آسانی کے لئے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یہ بہت وفادار ثابت ہوا۔ اور ہم نے بھی اس سے بہت اچھا برتاؤ کیا۔

چونکہ میں نے ان کے سردار کو ڈرایا تھا۔ اور دھمکی دی تھی۔ اس لئے کئی آدمی میری اس گستاخی اور دلیری سے بہت ناراض ہوئے تھے۔ اور یہ سوچ رہے تھے۔ کہ کس طرح مجھ سے بدلا لیں۔ حالانکہ ان کے سردار کا یہ ارادہ نہ تھا میں نے ان کی دشمنی کی مطلق پروا نہ کی۔ اور ہر وقت اسی کوشش میں لگا رہا۔ کہ اگر کہیں ہمارے ساتھیوں کا پتہ لگے۔ تو ان کو لے کر اس جگہ سے نکل چلیں۔ بہت سے آدمیوں کو میں نے تلاش کے لئے بھجوایا۔ لیکن کہیں ان لوگوں کا سراغ نہ مل سکا۔

تھوڑے دن کے بعد میں نے ایک نئی اور خوفناک خبر سنی چند نوجوان

جنگلیوں نے آپس میں صلاح کی تھی۔ کہ رات کو آکر ہم لوگوں کو مار ڈالیں۔ یہ خبر مجھ کو ہاہولی نے دی۔ ہم لوگ ہاہولی کی بابت یہ سمجھتے تھے۔ کہ وہ ہمارے خلاف ہے۔ لیکن دراصل وہ بہت نیک اور وفادار آدمی تھا۔ مجھ کو اب قدرے تشویش ہوئی۔ لیکن میں نے سوائے آپس کے لوگوں کے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ کئی لوگوں نے ہاہولی کو رشوت دے کر چاہا۔ کہ اس سے ہمارا کام تمام کرادیں۔ لیکن اس نے اس سے انکار کر دیا۔ ہم لوگ اس جگہ کل دس آدمی تھے۔ ہم سب نے ایک روز بیٹھ کر صلاح کی۔ کہ کیا کرنا چاہئے۔ اس جلسے میں یہ رائے قرار پائی۔ کہ اول تو ہر وقت دو بھرے ہوئے پستول جیب میں رہنے چاہئیں۔ دوسرے یہ کہ اکیلا پھرنا ترک کر دیا جائے تیسرے یہ کہ رات کو دو دو گھنٹے ہر ایک پہرہ دے۔ چنانچہ دوسرے دن سے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ کئی دن نہیں۔ بلکہ کئی ہفتے گزر گئے۔ لیکن کوئی غیر معمولی بات نہ ہوئی ✦

ایک رات ہم ان کے سردار کے یہاں سے ناچ دیکھ کر آئے۔ اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد سو گئے۔ کوئی رات کے دو بجے ہوں گے۔ کہ ہاہولی نے ہم لوگوں کو آہستہ سے آن کر جگا دیا۔ اور کہا۔ کہ لوگ تمہاری جان لینے کو آرہے ہیں۔ جس مکان میں ہم رہتے تھے۔ اس کا ایک احاطہ تھا۔ اسی احاطے میں ہم رہتے تھے۔ رات اندھیری تھی۔ ہم لوگ فوراً تیار ہو کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں کسی نے باہر سے دو اینٹیں پھینکیں۔ ہم لوگ اسی طرح خاموش پڑے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد دو آدمی دیوار پر معلوم

ہوئے۔ کچھ دیر جھانک جھانک کر دیکھا کئے۔ لیکن ذراسی دیر میں اتر آئے۔ ادھر سے
میں نے آدمیوں کو بھیجا۔ کہ ان کو ایک دم سے دوڑ کر پکڑ لو۔ چنانچہ چار آدمی دیوار سے
لگے لگے پہنچے۔ اتنے میں دو تین دیوار پر اور نظر آئے۔ اور اترنا ہی چاہتے تھے۔
کہ ہمارے آدمی ایک دم سے ان دونوں پر دوڑ پڑے۔ ادھر ہم لوگ دوڑ پڑے۔
اور فوراً ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ جو آدمی دیوار پر نظر آرہے تھے۔ وہ فوراً کود کر بھاگ
گئے +

ہم نے ان دونوں کو باندھ کر رکھا۔ اور شور کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پھر روشنی کر کے
ان کی صورتوں کو ملاحظہ کیا۔ ان دونوں کو میں نے پہچانا۔ ان کو میں نے ان کے
سردار کے یہاں بھی کئی دفعہ آپس میں ہماری طرف اشارہ کر کے باتیں کرتے
دیکھا تھا + اس کے بعد میں نے ایک تپلی سی ہری چھڑی منگائی۔ اور ایک آدمی سے
کہا۔ کہ ان کے تین تین درجن بید لگاؤ۔ چنانچہ ویسا ہی کیا گیا۔ ان لوگوں کے
خوب زور زور سے بید لگائے گئے۔ جب خوب ان کی زدوکوب کر لی۔ تو ان
کو حفاظت سے رکھا + صبح کو میں ان لوگوں کو لے کر ان کے سردار کے یہاں
گیا۔ اور کل ماجرا عرض کیا + یہ بھی میں نے کہا۔ کہ ان کو سزا دی گئی ہے۔ اب اور
سزا کی ضرورت نہیں چلتے وقت ہم نے کہا۔ کہ آیندہ اگر کوئی ہم پر دست درازی
کرے گا۔ تو ہم اس کو درخت میں لٹکا کر پھانسی دے دیں گے + پھانسی کے
معنے میں نے اسی طرح ان کے سردار کو سمجھا دیئے۔ اور قطعی طور پر کہہ دیا۔ کہ تم
کو اپنے لوگوں کو منع کر دینا چاہیئے۔ ورنہ ٹھیک نہ ہوگا + سردار نے ہماری بات
منظور کر لی۔ اور ان آدمیوں پر بہت خفا ہوا۔ اور ان کو بہت ڈانٹا +

بہت دن تک پھر ہم سے کوئی نہ بولا۔ اور ہم نے اپنی بیوقوفی سے پہرہ دینا بھی ترک کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک دن اندھیری رات کو لوگ ہمارے گھر میں گھس آئے۔ اور ہم پر حملہ آور ہوئے۔ ہم نے بڑی سختی سے مقابلہ کیا لیکن ہمارے پانچ آدمی زخمی ہوگئے۔ ایک کے سر میں بڑی سخت چوٹ لگی۔ اور ایک کے بازو پر نہایت ہی سخت چوٹ آئی۔ لیکن ہم نے بھی دو کو زندہ پکڑ لیا۔ اور انہی دونوں نے وہ ضربیں دونوں کے سر اور بازو پر ماری تھیں۔ ان میں ایک وہ تھا۔ جو پیشتر گرفتار ہوا تھا۔ مگر دوسرا کوئی اور تھا۔ میں نے رات ہی کو ہاہولی کو جہاز پر روانہ کیا۔ کہ جس قدر جلد بھی ہوسکے۔ جائے۔ اور چھ سات آدمیوں کو وہاں سے بلا لائے۔

ان دونوں کو ہم نے قید رکھا۔ اور قطعی ارادہ کرلیا۔ کہ ان کو پھانسی دی جائے۔ ہم نے اس وقت تک انتظار کیا جب تک کہ ہمارے آدمی جہاز پر سے واپس نہ آ لئے دوپہر کے وقت ہمارے چھ آدمی مسلح اور آ گئے۔ اس وقت ہم ان کو ان کے سردار کے پاس لے گئے۔ اس نے انہیں پھانسی دینے کی اجازت دے دی۔ ہم نے فوراً دو رسیاں لے کر ایک درخت میں لٹکائیں۔ اور ان دونوں کو پھانسی دی۔ اس کے بعد میں نے ایک تقریر کی جس کا ترجمہ کرکے ہاہولی نے جنگلیوں کو سمجھا دیا۔ اس میں میں نے نصیحت کی تھی۔ کہ ہم لوگوں سے مت لڑو۔ ورنہ ہم بڑی سخت سزا دیں گے۔ یہ بھی میں نے کہا۔ کہ جہاں ہم لوگ رہتے ہیں۔ اور جہاں سے ہم آئے ہیں۔ وہاں بہت آدمی رہتے ہیں۔ اور ان کے پاس بہت جہاز ہیں۔ اس کا بڑا اثر ہوا۔ اور جنگلی بہت ڈرے پھر اس کے بعد کسی نے ہم کو پریشان نہ کیا۔ اور ہم بے فکر ہوکر رہنے لگے۔

کچھ واقعات میں ان لوگوں کی خوں خواری کے بیان کرتا ہوں۔ جو وقتاً فوقتاً
پیش آتے رہے ہیں۔ مجھ کو اس ناپاک جگہ آئے ہوئے صرف چوتھا روز تھا۔ کہ ایک
عجیب ماجرا دیکھنے میں آیا۔ اس سرزمین میں بہت سے سردار تھے۔ جس میں سے
یہ جس کا ذکر ہوا۔ زبردست تھا۔ ان میں آپس میں لڑائی رہتی تھی۔ اس سردار کو
دوسرا خراج دیتا تھا۔ خراج میں عورتیں۔ مرد بچے اور مویشی وغیرہ آتے تھے ایک
دریا تھا۔ اس میں اس سردار کی ناویں رہتی تھیں۔ ان پر سوار ہو کر یہ لوگ اپنے
دشمن کی سرحد میں جاتے تھے۔ اور دریا میں لڑائیاں لڑتے تھے۔ کبھی یہ بھی کرتے
تھے۔ کہ کشتی میں بیٹھ کر غنیم کی سرحد میں داخل ہو جاتے۔ اور جس کسی کو پاتے پکڑ
لاتے۔ اور ذبح کر کے کھا جاتے یا مار ڈالتے۔ لیکن یہ صلح کے زمانے میں نہیں
ہوتا تھا۔ اور اگر ہوتا بھی تھا۔ تو کم ہوتا تھا۔ چنانچہ اس دریائی بیڑے کے لئے
ایک بڑی ناؤ تیار ہوئی تھی۔ اور اس کے دریا میں ڈالے جانے کی رسم ادا ہونی
تھی۔ اس میں ہم لوگوں کو بھی بلایا۔ چنانچہ ہم لوگ ہاہولی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے
ہم لوگ دریا کے کنارے قبل از وقت پہنچے تھے۔ لیکن ہم کو زیادہ دیر تک
انتظار نہ کرنا پڑا۔ کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں لوگ آنا شروع ہو گئے۔ اور کچھ دیر
بعد سردار بھی آگیا۔ اس کی تین بیویاں بھی اس کے ساتھ تھیں۔ آج یہ بڑے
ٹھاٹ سے آیا تھا۔ ایک جانگیا پہنے تھا۔ اور سارا بدن ننگا ہوا تھا منہ پر کئی رنگ
کے داغ تھے۔ جو بہت خوب صورت خیال کئے جاتے تھے۔ کوڑیوں کا ہار گلے
میں پڑا تھا۔ اور کئی زیور ہڈیوں اور کوڑیوں کے تھے۔ سر پر ہم لوگوں کی نذر کردہ
رنگ برنگی ٹوپی تھی۔ ہم نے جو بارود کی کپی دی تھی۔ وہ بطور ڈھول لنے کے گلے

میں لٹک رہی تھی۔ اور آئینہ بھی ایک ڈورے میں بندھا ہوا گلے میں پڑا تھا۔ ہم کو اس کی صورت دیکھ کر بہت ہنسی آئی۔ اس کی بیویاں بھی بدن گورنگے ہوئے تھیں۔ اور ان کا لباس بھی اپنے خاوند کا سا تھا۔ ان کے بال بندھے ہوئے تھے۔ اور اس میں طرح طرح کے آویزے لٹک رہے تھے۔ کچھ کوڑیاں تھیں کچھ ہڈیاں۔ غرض اسی قسم کا زیور بہت سا پہنے ہوئے تھیں۔

سردار کے پیچھے پیچھے کوئی پچیس قیدی تھے جن کو ہاہولی نے بتایا۔ کہ دشمن کی رعیت ہیں۔ اور ناؤ پر سے قربان کئے جائیں گے۔ ہم کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ لیکن خاموش ہو رہے۔ بہت سے آدمی برچھے لئے ہوئے قطار میں کھڑے تھے۔ یہ شاید فوج تھی۔ جب سب جمع ہو گئے۔ تو عورتوں مردوں نے مل کر ناچنا گانا شروع کیا۔ ان کا سردار بھی اس میں شریک ہوا۔ جب ناچ ختم ہو چکا۔ تو ان قیدیوں میں سے جوان جوان مرد اور عورتیں چن لی گئیں۔ یہ کل سولہ تھے۔ ناؤ دریا کے کنارے سے کوئی چالیس قدم کے فاصلے پر رکھی تھی۔ یہ بڑی سی ایک بھدی ناؤ تھی۔ اس میں موٹے موٹے رسے بندھے ہوئے تھے۔ اس ناؤ سے لے کر دریا کے کنارے تک ان سولہ مردوں عورتوں کو لٹا دیا گیا۔ یہ ایسے سخت بندھے تھے۔ کہ جنبش بھی نہ کر سکتے تھے۔ اس کے بعد ایک جوان مرد اور ایک جوان عورت کو لے کر ان کو بھی اسی طرح باندھا گیا۔ کہ جنبش نہ کر سکیں۔ اور ان کو علیحدہ لٹا دیا گیا۔

اس کے بعد ایک بکرا لایا گیا۔ اس کے بھی ہاتھ پاؤں باندھے گئے۔

تین آدمیوں نے بڑے بڑے چاقو نکالے۔ اور ان تینوں کو ذبح کیا۔ لیکن وہ تڑپ ہی رہے تھے۔ کہ ان کو آدھا ذبح کیا ہوا چھوڑ دیا۔ خدا کی پناہ کس بُری طرح ان دونوں نے اور اس بکرے نے شور کیا ہے۔ لیکن ان شقی القلب لوگوں نے ایک نہ سُنی۔ ان تینوں کے گلے ایسے کاٹے تھے۔ کہ زندہ تڑپتے رہیں۔ اس کے بعد ان کا سردار اپنی بیویوں کو لے کر ناؤ پر بیٹھ گیا۔ اب بہت سے لوگوں نے ناؤ کے رسے پکڑے۔ اور گیت گا گا کر کھینچنا شروع کیا۔ اب جس شخص پر سے ناؤ ہو کر گزرتی تھی۔ وہ وہیں دب کر مر جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سولہ کے سولہ مظلوم کچل کر مر گئے۔ اور ناؤ دریا میں اُتر گئی۔ جب ناؤ تھوڑی دور تیری۔ تو سردار مع اپنی بیویوں کے ناؤ پر سے اُترا۔ اور ان دونوں شخصوں اور بکرے کے پاس آیا جن کے تھوڑے تھوڑے گلے کٹے ہوئے تھے۔ اور خون ان کی گردنوں سے بہہ رہا تھا۔ پہلے سردار نے اس نیم جاں شخص کا پیٹ ایک بڑے چاقو سے چاک کیا۔ تب یہ شخص بہت ہی بُری طرح تڑپا۔ اور دُہرا ہو گیا۔ اس کے پیٹ کی سب آنتیں باہر نکل آئیں۔ یہ زندہ تھا۔ اور اس کی آنکھیں تک کھُلی ہوئی تھیں۔ پیٹ چاک کر کے کلیجی اس آدمی کی اس ناہنجار نے نکالی۔ کلیجی نکالتے ہی تھوڑی دیر بعد وہ مر گیا۔

اسی طرح عورت کا پیٹ چاک کیا گیا۔ وہ بھی بُری طرح تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ اس کے بعد بکرے کی کلیجی نکالی۔ لیکن یہ کم بخت پھر بھی زندہ رہا۔ اس کے بعد سب آدمی ایک دم سے ان تینوں پر دوڑ پڑے۔ اور چاقوؤں سے نوچ نوچ کر تکا بوٹی کر ڈالا۔ میں یہ نہ دیکھ سکا۔ اور بھاگ کر علیحدہ ہو گیا۔ یہ گوشت متبرک سمجھا

جاتا تھا۔ اس کو آگ پر بھون کر یہ لوگ گوشت وغیرہ زہر مار کر گئے۔ میری طبیعت وہاں سے آکر اتنی خراب رہی۔ کہ دن بھر مجھ سے کچھ نہ کھایا پیا گیا۔ میں وہاں سے فوراً ہی بھاگ آتا۔ مگر چونکہ مجھ کو منظور تھا۔ کہ ان کی سب رسمیں دیکھوں۔ اس وجہ سے رہ گیا تھا۔ ان لوگوں کا خیال تھا۔ کہ ان آدمیوں کی روحیں ناؤ کو خطرے سے بچائیں گی۔ اسی لئے وہ ذبح کئے گئے تھے۔

اس کے کوئی ڈیڑھ ہفتے بعد دو آدمی جو ہمارے جہاز پر بطور ضمانت کے رکھے گئے تھے۔ واپس بلائے گئے۔ اور ان کی بجائے اور لوگ روانہ کئے گئے۔ ان لوگوں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا گیا تھا۔ انہوں نے جا کر ہماری بڑی تعریف کی۔

اب ایک اور خونی واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ سنا گیا۔ کہ کسی مکان کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اور اس کی رسم ادا ہونے والی ہے۔ ہاہولی سے میں نے پوچھا۔ کہ اس رسم میں کیا ہوگا۔ اس نے کہا۔ کہ چل کر دیکھ لینا۔ میں سمجھ گیا۔ اور خاموش ہو گیا۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں گئے۔ رسم نہایت ہی سادہ مگر نہایت ہی شیطانی طور سے ادا کی گئی۔ جس قطعہ زمین پر جھونپڑا تیار ہونے والا تھا۔ وہ ایک مربع زمین تھی۔ چاروں کونوں پر قد آدم گہرے گڑھے کھدے ہوئے تھے۔ جب انتظام ہو چکا۔ تو چار قیدی لائے گئے۔ ان کی بابت میں نے ہاہولی سے پوچھا۔ کہ یہ قیدی کون لوگ ہیں۔ اس نے بتایا۔ کہ لوگ دشمن کی رعیت ہیں۔ ان کو آدمی خاص اس موقع کے لئے گرفتار کر لاتے ہیں۔ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر ان کو گڑھوں میں اتارا گیا۔ جس خاص شخص کو میں

دیکھ رہا تھا۔ وہ کھڑا نہ ہوا۔ بلکہ ٹانگیں ٹیڑھی کر کے نیچا ہو گیا۔ اس کے بعد چھنی ہوئی مٹی ڈالنی شروع کر دی گئی۔ جب اس کی تھوڑی تک مٹی بھر آئی۔ اور اس کے سانس سے اُڑنے لگی۔ اور اوپر بڑھنے لگی۔ تب وہ مظلوم سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن مٹی برابر بھرتی آئی۔ یہاں تک کہ اس کے کھڑے ہونے پر اس کی تھوڑی سے اوپر ہو گئی اور اس کے سانس سے اُڑنے لگی۔ اس وقت اس کی صورت قابل رحم تھی۔ عجیب حسرت چہرے پر برس رہی تھی۔ یہ ایک نوجوان آدمی تھا۔ چہرہ بالکل زرد ہو رہا تھا۔ آنسو آنکھوں میں آ کر رہ گئے تھے۔ اتنے میں مٹی اس کی ناک تک آ گئی۔ پھر ناک سے اوپر ہو گئی۔ صرف آنکھیں ہی کھلی رہ گئیں۔ اُف وہ کس طرح سے دیکھ رہا تھا۔ نظروں سے وحشت عیاں تھی۔ ایک پیر مارنے میں سر سے اوپر ہاتھ بھر مٹی چڑھ گئی۔ اور زمین برابر ہو گئی۔ یہی حالت باقی تینوں کی ہوئی۔ اس پلید۔ ناپاک اور خونی رسم سے بھی ان کا یہی مطلب تھا۔ کہ ان کی روحیں گھر پر اور گھر کے رہنے والوں پر کوئی آفت نہ آنے دیں گی۔ اس دفعہ بھی گھر پر آ کر مجھ کو بڑی بے چینی رہی۔ اور طبیعت بڑی سست رہی۔ جدھر دیکھتا تھا۔ مجھ کو اس آدمی کے سانس سے مٹی اُڑتی نظر آتی تھی بھی اس کی حسرت بھری نظر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی تھی۔ حتیٰ کہ خواب میں بھی مجھ کو کئی دفعہ یہی دکھائی دیا۔

ایک اور قابل ذکر عجیب شیطانی فعل نظر سے گزرا جس کو کہ خودکشی کہنا چاہئے۔ اس واقعہ کے بعد جو اوپر قلم بند کیا گیا ہے۔ ایک روز ہم سردار کے پاس سے گھر آ رہے تھے۔ کہ کچھ آدمی ایک سمت کو جاتے نظر آئے۔ ہاہولی میرے ساتھ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ یہ کہاں جا رہے ہیں؟ دو جوان آگے تھے۔ جن کے کندھوں

پر زمین کھودنے کی کدالیں رکھی تھیں۔ ان کے پیچھے ایک ضعیف آدمی تھا۔ اس کے کندھے پر بھی ایسی ہی کدال تھی۔ ہاہولی نے کہا۔ کہ یہ لوگ دفن کرنے جا رہے ہیں۔ مجھے تعجب ہوا۔ کہ کوئی جنازہ تو ساتھ ہے نہیں۔ پوچھا۔ کہ آخر کس کو گاڑنے جا رہے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ کہ اس بڈھے کو جوان دونوں جوانوں کے پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔ مجھ کو سخت تعجب ہوا۔ اور میں نے ارادہ کیا۔ کہ ان کو اس شیطانی حرکت سے باز رکھوں۔ لیکن پھر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر اس کو کیسے دفن کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ نہ تو اس کو باندھا ہے۔ اور نہ اس کو گھسیٹ کر لئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے ہاہولی سے دریافت کیا۔ وہ ہم کو ساتھ لے کر ان دونوں نوجوانوں اور بڈھے کے پاس آیا۔ اور ان سے پوچھ کر بتایا۔ کہ یہ بڈھا ان کا باپ ہے۔ اور یہ ان کے والد ماجد صاحب کی ہی استدعا ہے۔ کہ ان کو دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ سب لوگ ان سے کہتے ہیں۔ کہ تم مرتے بھی نہیں۔ اور اب دفن بھی نہیں ہوتے۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی کہا ہے۔ کہ ہمیں گاڑ دو۔

بڈھے کو جب یہ معلوم ہوا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ بڈھا نہ گاڑا جائے۔ تو وہ ہم لوگوں کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگا۔ قصہ مختصر اس کو ایک میدان میں لے گئے۔ ہم لوگ ساتھ گئے۔ قبر ایک تنگ سی کھودی گئی۔ جب قبر تیار ہو گئی۔ تو بڈھا سب سے بغل گیر ہو کر رخصت ہونے لگا۔ ہم لوگوں سے بھی ملنا چاہا۔ لیکن ہم نے نفرت سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد خود قبر میں اترا۔ اور لمبا ہو کر لیٹ گیا۔ لوگوں نے پل بھر میں مٹی ڈال کر بڈھے کو زندہ دفن کر دیا۔ اور زمین کوٹ کر برابر کر دیا۔ مجھ کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہی وجہ ہے جو وہاں بڈھے شخص کم نظر پڑتے تھے۔ اور

بڈھے خود ہی عموماً راضی ہو جاتے ہیں۔ اور اگر راضی نہ ہوں۔ تو ان کے بال بچے ان کو تنگ کرنا شروع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اب تم زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ مجھ کو یہ خودکشی دیکھ کر ان لوگوں کی شیطانیت پر بہت غصہ آیا +

اسی طرح میں نے ایک روز ایک عورت کو دیکھا۔ وہ کچھ کام کر رہی تھی۔ اس کا دو ڈھائی برس کا بچہ رو رہا تھا۔ اس کو جو ایک دم سے غصہ آیا۔ تو بچے کو اٹھا کر ایک پتھر پر دے مارا۔ اور ایک پتھر اُٹھا کر اس کا سر کچل ڈالا۔ مجھ کو سخت تعجب ہوا۔ اور میں نے پوچھا۔ کہ آیا۔ یہ کسی اور کا بچہ تو نہیں تھا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ یہ اسی شیطان کا لڑکا تھا۔ مجھ کو تعجب ہوا۔ کہ اس کو اپنے بچے سے محبت نہیں۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ بچہ مر گیا۔ تو وہ پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ جیسی کہ کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہی نہیں۔ میں ابھی وہیں کھڑا تھا۔ کہ اتنے میں اس کا خاوند آ گیا۔ تھوڑی دیر تک دونوں کچھ باتیں کرتے رہے۔ پھر اس کو وہیں ایک گڑھا کھود کر دبا دیا۔ تب مجھے ان لوگوں سے اَور بھی نفرت ہو گئی +

اس کے بعد ایک روز سننے میں آیا۔ کہ کچھ لوگوں نے جو بھوتوں میں رہتے ہیں۔ ایک بستی پر حملہ کیا۔ اور مویشی اور غلہ وغیرہ چرا لے گئے۔ میں نے خود موقعہ پر جا کر دیکھا۔ اور جگہ جگہ تلاش کیا۔ اور آدمی روانہ کئے۔ مگر مطلق پتہ نہ چلا۔ نہ کوئی نشان ہی معلوم ہوا۔ جس سے پتہ لگتا + مجھ کو اس واقعہ سے امید بڑھی۔ کہ ہمارے ساتھی ضرور مل جائیں گے۔ اگر اب نہ ملے۔ تو کچھ روز بعد مل جائیں گے + میں اب زیادہ تلاش میں رہتا تھا۔ اور ایک بستی کی طرف تلاش میں جانے والا تھا۔ کہ آدمی نے ہم سے آ کر کہا۔ کہ ہمارے سردار کے یہاں

آج ناچ ہونے والا ہے۔ اور ہم لوگوں کو ضرور جانا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے منظور کرلیا۔ اور اس روز کا جانا ملتوی کر دیا +

ہم لوگ وقت مقررہ پر پہنچے۔ ناچ ایک میدان میں ہونے والا تھا۔ وہاں بڑے سامان مہیا تھے۔ اور بہت مرد اور عورتیں جمع تھیں۔ دعوت کا بھی سامان تھا مگر میں نے کھانے کی صورت تک نہ دیکھی۔ حالانکہ ہاہولی نے کہا بھی کہ آج سوائے خشک چیزوں کے اور پھل وغیرہ کے کچھ اور چیز نہیں ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ناچ شروع ہوا۔ اور کچھ ہی دیر گزری تھی۔ کہ آندھی آئی۔ اور گرد اڑنے لگی۔ اور سب مزا کرکرا ہوگیا۔ سب وہاں سے اُٹھے۔ اور سردار کے جھونپڑے کے بڑے کمرے میں گئے تاکہ جب آندھی گزر جائے۔ تو پھر باہر آکر ناچنے کودنے میں مشغول ہو جائیں۔ یہ پہلی مرتبہ تھا۔ کہ میں اس منحوس کمرے میں داخل ہوا۔ جیسے ہی۔ کہ ہم لوگ داخل ہوئے۔ ہمارا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ آگے بڑھا۔ تو اور بھی مبہوت ہوگیا۔ اور آگے بڑھا۔ تو مارے غصے اور حیرت کے تھوڑی دیر کے لئے میری زبان بند ہوگئی۔ لیکن میں نے اپنے کو سنبھالا۔ میرے منہ سے ایک غصے کی چیخ نکلی +

۹

اب ذرا ان لوگوں کا حال سُنئے جو غار میں۔ مصطفٰے اور تار اور انور نہایت اطمینان سے تھے۔ مگر ہم لوگوں سے ملنے کو بہت پریشان تھے۔ ہم نے ان کی تلاش میں جگہ جگہ آدمی روانہ کئے تھے۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔ بلکہ یہ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ جنگلی لوگ ان کے مارنے اور ڈھونڈھ لینے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو سامان خورد نوش مہیا کرنے کے لئے اکثر ڈاکہ ڈالنا پڑتا تھا +

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ ناصر مصطفیٰ اور انور اپنے دو اَور ساتھیوں کے ساتھ دن ہی کو باہر نکلے۔ اور ادھر اُدھر جھاڑیوں میں چھپے ہوئے اس تاک میں پھر رہے تھے۔ کہ اگر موقع لگ جائے۔ تو کوئی بکری چرا کر لے اُڑیں۔ یہ بڑھتے بڑھتے اپنے غار سے فاصلے پر نکل گئے۔ لیکن کچھ نہ ملا۔ یہ یونہی چلے جاتے تھے کہ کچھ مسلح آدمیوں سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ یہ لوگ بھاگے۔ اور جنگلیوں نے ان کا پیچھا کیا۔ بھاگتے بھاگتے۔ یہ ایک موڑ پر پہنچے۔ اور جب دیکھا۔ کہ جنگلی ابھی پیچھے ہیں۔ تو ایک غار میں گھس گئے۔ اس میں پہنچ کر انھوں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ چراغ جل رہے تھے۔ ایک شخص کھڑا تھا۔ ایک بیٹھا ہوا کچھ پکار رہا تھا۔ اور دو گھاس کے فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور یہ لوگ ہکے بکے رہ گئے۔ اور ادھر وہ لوگ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ لیکن فوراً ہی ایک کو دوسرے نے پہچان لیا۔ لیکن خطرے کے قریب ہونے کی وجہ سے خاموش رہ گئے۔ ایک دم سے آگ اور روشنی بجھا دی گئی۔ اندھیر اگھپ چھا گیا۔ اور یہ دم بخود ہو کر رہ گئے +

اتنے میں جنگلی بھی پیر کے نشان لیتے ہوئے آپہنچے۔ اور اندر بیٹھے ان کی آوازیں سنائی دیں + اب اندر لوگوں کی بُری حالت ہوئی۔ بہت گھبرائے۔ لیکن پھر بھی ان کو امید تھی۔ کہ ممکن ہے۔ خطرہ ٹل جائے۔ جنگلی داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ باہر ہی کھڑے آہستہ آہستہ باتیں کیا کئے۔ اتنی دیر میں اس جگہ یہ لوگ کمیٹی کرنے لگے + یہ رائے قرار پائی۔ کہ ان کو کسی طرح ڈرا دینا چاہئے۔ کہ یہ بھاگ جائیں۔ چنانچہ ڈرانے کا اس طور سے انتظام کیا گیا۔ کہ جیسے ہی کوئی اندر داخل ہو ویسے ہی منہ کا بین باجہ بجایا جائے۔ جو اتفاق سے ایک آدمی کے پاس موجود تھا۔

اس کی نہایت ہی دل کش۔ سریلی اور مہین آواز ہوتی ہے۔ یہ بھی سوچا گیا۔ کہ علاوہ اس مہین آواز کے جوان کو عجیب معلوم ہوگی کچھ مہیب اور ڈراؤنی آواز بھی ہونی چاہئے اس کی بابت دقت پڑی۔ کہ اگر کوئی چلائے گا۔ تو انسان کی آواز شناخت ہو جانے کا خوف ہے +

اتنے میں انور کو یاد آیا۔ کہ تار گدھے کی بولی خوب بولتے ہیں۔ اور یہاں گدھا ہوتا نہیں۔ یہ بولی ان کو ضرور خوفناک معلوم دے گی۔ اس پر سب نے اتفاق کیا۔ جنگلی اب تک باہر کھڑے تھے۔ اور چپکے چپکے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں غار کے منھ پر روشنی معلوم ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ لوگ روشنی کے منتظر تھے۔ غار کی حالت معلوم کرنا ضروری ہے + اس کا بڑا سا منھ تھا۔ آگے بڑھ کر ایک دیوار تھی۔ اور اس کی داہنی طرف نشیب میں کشادہ جگہ تھی۔ جہاں یہ لوگ تھے۔ چنانچہ روشنی لے کر دو آدمی ڈرتے ڈرتے۔ ادھر اُدھر دیکھتے وحشی صورت بنائے داخل ہوئے۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھے۔ ادھر ادھر بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ کہ رُک گئے۔ اور کھڑے ہو کر غور سے کان لگائے۔ اور پھر ایک دم سے بھاگ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان لوگوں کی سانس کی آواز سُن کر بھاگ گئے۔ یا محض خوف کی وجہ سے ان کے کان بجنے لگے۔ یہ دونوں ایسے گڑبڑا کر بھاگے۔ کہ غار کے منھ پر پہنچ کر انہیں ٹکر لگی +

یہ لوگ پوشیدہ طور سے یہ سب حال دیکھ رہے تھے۔ اور ان کو اب کامل امید تھی۔ کہ جنگلیوں پر جادو چل جائے گا + تھوڑی دیر تک باہر سرگوشیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار باہر ایک دم سے خاموشی ہو گئی۔ اور فوراً غار کے منھ پر ایک

زبردست جوان ایک ہاتھ میں روشنی اور دوسرے ہاتھ میں ایک بڑا چاقو لیے ہوئے دکھائی دیا۔ یہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا اندر داخل ہوا اور ان لوگوں سے آگے بڑھ آیا۔ ذرا ٹھٹکا اور غور سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اس وقت باہر اور اندر بالکل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ باہر جنگلی منہ پھاڑے ہوئے خاموش کھڑے تھے۔ اس کی مشعل کی روشنی غار میں دُھندلا سا اثر رکھتی تھی۔ اور ایک عجیب قسم کی مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ اس شخص کا بھی چہرہ متوحش اور زرد نظر آرہا تھا۔ کہ اتنے میں نہایت ہی مہین اور سریلی دل کش آواز باجے کی نکلی۔ جو ایک سناٹے کے عالم میں عجیب اثر دکھا گئی۔

یہ شخص بت کی طرح کھڑا رہ گیا۔ آنکھیں قدرتی طور سے جس طرف کو اُٹھ رہی تھیں۔ اُدھر ہی جم گئیں۔ چہرہ زرد ہلدی کی طرح ہو گیا چہرے بشرے سے خوف کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ نہ بول سکا۔ نہ ہل سکا۔ بلکہ ایک حیرت اور استعجاب کی متوحش تصویر بن کر کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ باجے کی آواز سے بیں زیادہ مہین اور تیز ہوتی جاتی تھی۔ غار کی دیواروں سے صدائے بازگشت اس مہین آواز کی ایک عجیب اثر پیدا کر رہی تھی۔ یہ شخص ایسا عمدہ بجانے والا تھا۔ کہ اچھے خاصے لوگ اس کے باجے کے سُر سن کر مبہوت ہو جاتے تھے۔ پھر یہ تو جنگلی تھے۔ یہ اسی طرح کھڑا اس شیریں اور سریلی آواز کو سن رہا تھا۔ باہر کے لوگ غار کے منہ پر آہستہ آہستہ جمع ہو کر یہ عجیب آواز سُن رہے تھے۔ ایک عجیب سماں تھا۔ کہ اتنے میں تار نے گدھے کی کرخت آواز اس زور سے لگائی کہ غار ہل گیا۔ اور سب کے سب اس میٹھے خواب سے چونک پڑے۔

پھر گیا تھا۔ وہ آدمی مشعل چھوڑ کر ایک دم سے چونک کر بھاگا۔ جو لوگ غار کے منہ پر کھڑے تھے۔ وہ ایک کے اوپر ایک گرتے ہوئے بھاگے۔ یہاں ان لوگوں کا ہنسی کے مارے برا حال ہوگیا۔ تھوڑی دیر تک لوگ اور باتیں باہر کھڑے کیا کئے۔ پھر سب چلے گئے۔ یہاں یہ لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ انور نے اپنا کل حال سنایا۔ انہوں نے سن کر بڑی خوشی کا اظہار کیا کیونکہ وہ بھی ٹوٹے ہوئے جہاز کے باقی ماندہ لوگوں میں سے تھے۔ جب خطرہ جاتا رہا۔ تو یہ لوگ فوراً اٹھ کر اور اپنی چیزیں سمیٹ سماٹ کر انور وغیرہ کے ساتھ رخصت ہوئے۔ اور خیریت سے غار پر پہنچے۔ وہاں لوگ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

۱۰

اب میرا احوال سنئے۔ کہ جب میں نے اپنے آپ کو ذرا سنبھالا۔ تو میرا مارے غصے کے برا حال ہوگیا۔ وجہ یہ تھی۔ کہ جونہی میں اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔ مجھ کو دیوار میں آدمیوں کے سر لگے نظر آئے۔ یہ بطور زیبائش کمرے میں لگے تھے۔ ان میں سے کچھ ایسے تھے۔ کہ ان کی صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئی تھیں۔ کچھ ذرا اس سے بہتر تھے۔ کہ ان کے ہونٹھ وغیرہ تو گل کر گر گئے تھے۔ مگر بالکل نہیں سڑے تھے۔ لیکن کچھ ایسے تھے۔ کہ بالکل تازہ حالت میں تھے۔ اور بخوبی پہچانے جا سکتے تھے۔ میں اور میرے ساتھی اس نفرت انگیز نظارہ کو دیکھ کر دہشت اور سکتے کے عالم میں رہ گئے تھے۔ لیکن ہماری یہ حالت غصے سے بدل گئی۔ جبکہ ہم نے ایک سر دیکھا۔ اور اس کو فوراً پہچان

لیا۔ یہ اُس جہاز کے کپتان کا سر تھا۔ جو ہمارا ساتھی تھا۔ اور تباہ ہو گیا تھا میں نے غصے میں اُس ملعون سردار کو گالیاں دیں۔ اور اگر مجھ کو قسم کا خیال نہ ہوتا۔ تو دست درازی بھی کر بیٹھتا۔ پھر خواہ کچھ ہی ہوتا + میں نے پوچھا تو اُس نے کہا۔ کہ ہمارے یہاں قاعدہ ہے۔ کہ بڑے دشمن کا سر رکھ لیتے ہیں۔ اور اُس میں مصالحہ لگا کر دیوار میں زینت کے طور پر لگاتے ہیں۔ اور چونکہ یہ ہمارا بڑا زبردست دشمن تھا۔ اس لئے اس کا سر کاٹ کر یہاں لگایا گیا ہے +

یہ مرحوم نہایت ہی خوشرو نوجوان ملّاح تھا جس کا عیسائی نام ولیم تھا۔ ہم لوگوں نے اس کا سر مانگا۔ لیکن اس نے دینے سے انکار کیا۔ ہم لوگ تھوڑی دیر تک سوچتے رہے۔ پھر کچھ خیال کر کے فوراً واپس چلے آئے + گھر پر آ کر مجھ کو سخت غصہ آیا کیا۔ لیکن اس سر کے پیچھے ہم نے لڑائی کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ ہم کو ابھی اس سے زیادہ مفید کام انجام دینا تھا یعنی زندوں کو تلاش کرنا تھا + گھر پر میری طبیعت بہت خراب رہی۔ اور وہ دن یونہی گذرا + دوسرے روز میں ایک بستی کی طرف جانے والا تھا۔ کیونکہ جسے روز سر دیکھنے میں آئے تھے۔ اس روز جانا ملتوی کر دیا تھا +

(۱۱)

دوسرے روز صبح کو میں جانے کے لئے تیار رہا۔ کہ ایک آدمی مجھ کو سردار کے پاس سے بلانے آیا۔ کہ ضروری کام ہے۔ جلد آؤ۔ چنانچہ میں گیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا۔ کہ کچھ لوگوں کی بھوتوں کے پاس رہنے والوں سے ملاقات

ہوگئی۔ بھوتوں کے پاس رہنے والوں نے بھاگنا شروع کیا۔ اور ایک غار میں بھوتوں کے پاس چلے گئے۔ اور جب لوگوں نے اندر گھسنا چاہا تو بھوت نے ان کو ڈرایا۔ اور وہ بال بال بچ کر بھاگ آئے + یہ انورتار اور مصطفےٰ کی بابت انہوں نے کہا تھا۔ میں کل معاملہ سمجھ گیا۔ کہ جن کو انہوں نے بھوت سمجھا۔ وہ ہمارے ہی آدمی ہوں گے اور انہوں نے طرح طرح کی آوازیں بنا کر ان کو ڈرا دیا ہوگا۔ میں فوراً تیار ہو گیا۔ کہ موقعہ کو جا کر دیکھوں۔ وہ ایک جنگلی ساتھ ہو گئے۔ اور میں اپنے تین آدمیوں کو بڑی امیدوں کے ساتھ لے کر چل پڑا +

دن بھر کی مصیبت کے بعد اس غار کے منہ پر پہنچا + اب یہ سوال پیش آیا۔ کہ آیا ان لوگوں کے سامنے غار میں بے دھڑک گھس جائیں۔ یا کوئی چال چلنا چاہئے + مجھ کو خیال ہوا۔ کہ اگر یونہی گھس گیا۔ تو ان لوگوں کا ڈر جاتا رہے گا۔ ابھی تک جو یہ ڈرتے رہے۔ تو ہمارے ساتھیوں کو بچنے کا موقعہ ملتا رہا + اگر کہیں پھر خدا نخواستہ ان سے لڑائی ہو جائے۔ اور کوئی مصیبت پیش آئے۔ تو پھر ان سے بچنا محال ہو جائے گا + لہذا میں نے ان لوگوں سے کہا۔ کہ واقعی اس غار میں ایک زبردست بھوت رہتا ہے۔ اگر وہ تم کو دیکھے گا۔ تو ضرور لڑنے لگے گا۔ بس اب تم لوگ بھاگ جاؤ + یہ سن کر وہ لوگ دور بھاگ گئے۔ میں روشنی لے کر اندر گھسا۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ کیوں کہ یہاں سے وہ لوگ چلے گئے تھے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے

البتہ گھاس کے بچھونوں اور مختلف نشانوں سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہاں کچھ آدمی تھے۔ اور حال ہی میں وہ اس جگہ کو چھوڑ گئے ہیں ؛

میں واپس ہی ہونے کو تھا۔ کہ مجھ کو ایک چمکتی سی چیز نظر پڑی۔ میں نے اٹھا کر جو دیکھا۔ تو ایک قطب نما تھا۔ میں نے فوراً پہچان لیا۔ اور خوشی کے مارے اوچھل پڑا۔ یہ قطب نما یا تو مصطفٰے کا تھا۔ یا انور کا کیونکہ دو اسی طرح کے قطب نما میں نے انور اور مصطفٰے کو دیئے تھے۔ اور تلاش کرنے پر مجھ کو آگ جلانے کا چقماق پتھر ملا۔ اس کو بھی میں نے اٹھا لیا۔ اور خوشی خوشی باہر نکل آیا ؛

جنگلیوں کو میں نے بلایا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ مجھ سے بھوتوں نے کہا ہے۔ کہ اگر کبھی تم لوگ اُن کے پاس آئے۔ تو وہ تم کو مار ڈالیں گے۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ ہمارے ساتھی اب اس غار میں نہیں ہیں۔ بلکہ کسی اور جگہ چلے گئے ہیں۔ میں نے ان جنگلیوں کو تاکید کر دی۔ کہ اگر اب تم ہمارے ساتھیوں کو کسی غار میں جاتے دیکھو۔ تو اس کے منہ پر پہرا بٹھا دینا۔ اور مجھ کو اطلاع دینا۔ ساتھ ہی میں نے ایک اور ترکیب سوچی۔ دوسرے روز مکان پر واپس آکر میں نے ایک آدمی کو جہاز پر بھیجا۔ تاکہ وہ ترکیب عمل میں لادے۔ اور اطمینان سے بیٹھ رہا ؛

(۱۴)

دن گزر گئے۔ لیکن ہم کو اپنی تلاش میں ناکامی ہوتی رہی۔ ایک روز خبر

آئی۔ کہ ہمارے ساتھی ایک تلاش کرنے والے کو پکڑ لے گئے ہیں۔
لوگوں نے پتہ لگانا چاہا۔ مگر کہیں پتہ نہ لگا + یہ سن کر مجھے امید ہوئی۔ کہ ممکن
ہے۔ جسے وہ لوگ دشمن سمجھ کر پکڑ لے گئے ہیں۔ وہ اُن کو یہ بتا دے۔ کہ
ہم اُن کی تلاش کر رہے ہیں + ترکیب جو میں نے جہاز والوں کو بتائی تھی۔
وہ عمل میں آ گئی تھی۔ لیکن اُس سے بھی ظاہرا کوئی فائدہ نہ معلوم ہُوا +
اب غار کے لوگوں کا حال سنئے + انہوں نے ایک روز نکل کر چاہا کہ
کچھ ملے۔ تو لے کر بھاگیں + چنانچہ آٹھ دس آدمی باہر نکلے۔ تھوڑی دیر تک
یہ لوگ گھوما کئے لیکن اُن کو کچھ نظر نہ آیا۔ اتنے میں انہیں ایک آدمی
دکھائی دیا۔ اُس نے بھی اُن کو دیکھ لیا + وہ ان ہی کی تلاش میں نکلا تھا + اب
یہ لوگ گھبرائے۔ کہ کیا کریں + ممکن ہے۔ اور آدمی بھی اس کے ساتھ ہوں
اور کوئی مصیبت آئے +
اُس شخص کے ساتھ آدمی تو ضرور تھے۔ لیکن دور تھے + اس آدمی نے
اُن لوگوں کو دیکھ کر شور مچانا شروع کر دیا + اب یہ سب گھبرا کر بھاگے۔ اور
وہ ان کے پیچھے پیچھے دوڑا + یہ لوگ اپنے غار سے کچھ زیادہ دور نہ تھے۔ ان
کو ڈر ہوا۔ کہ کہیں یہ لوگ ہمارے رہنے کی جگہ نہ دریافت کر لیں + اس خیال
سے انہوں نے لوٹ کر یک لخت اس اکیلے آدمی کو پکڑ لیا + جب تک اس
کے ساتھی دوڑ کر آئیں۔ یہ اس کو لے کر رفوچکر ہو گئے + ایک جگہ آڑ میں پہنچ
کر اس کی آنکھیں اور ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ اور اُٹھا کر لے بھاگے + جو

لوگ پیچھے آرہے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ تو دیکھا۔ کہ کسی آدمی کو لئے جاتے ہیں۔ مگر پھر یہ دکھائی نہ دیئے۔ یہ لوگ چکر کاٹ کر اپنے غار کے اندھیرے اور پُر اسرار راستے سے اندر داخل ہو گئے۔ اندر پہنچ کر انہوں نے اپنے قیدی کو اسی طرح بندھا ہُوا ایک طرف ڈال دیا۔ تاکہ نہ کچھ دیکھ سکے۔ نہ کہیں آجا سکے۔ دن رات اس کو اسی طرح رکھتے تھے۔ اُس نے ان لوگوں سے اپنی زبان میں جانے کیا کیا کہا۔ مگر یہ کچھ نہ سمجھے۔ اور نہ سمجھنے کی کوشش ہی کی۔

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ تار اور مصطفےٰ غار کے اندر پانی کے سوراخ پر بیٹھے ہوئے لکڑی سے پانی بجا بجا کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے مصطفےٰ لکڑی پانی پر مار رہا تھا۔ اور تار برچھا تانے کھڑا تھا۔ اتنے میں ایک مچھلی آئی۔ تار نے موقعہ پاکر برچھا تاک کر مارا۔ اور مچھلی کو چھید کر اپنے قبضے کیا۔ ایک اور آئی۔ اور ایک اور۔ اور ایک اور۔ تار نے دیکھا۔ کہ اس وقت تو مچھلیوں کے آنے کا تار بندھا ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی شکار کا سہرا میرے سر ہے۔ اکڑ کر جوش سے شکار میں مشغول ہو گیا۔ اب بڑی دیر تک کوئی مچھلی نہ آئی۔ تار کچھ نا امید سے ہو چلا تھا۔ کہ دھندلی دھندلی سی روشنی میں سوراخ سے ایک معمولی مچھلی آتی معلوم ہوئی۔ اُس کا منہ ہی دکھائی دیا تھا۔ کہ تار نے مچھلی کی قسم وغیرہ پر چپکے چپکے بحث کرنی شروع کر دی۔ اب تار برچھا تانے تیار کھڑا ہے۔ لیکن مچھلی اُسی جگہ ہے۔ اور سمندر کے پانی کی ہلکی لہروں

کے ساتھ ہل رہی ہے + تھوڑی دیر میں اُس نے لہر کے ساتھ ساتھ
آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کیا۔ اور ایک دم ایک لہر کے ساتھ اندر آ
گئی + تار نے نہایت پھرتی سے برچھا مارا + برچھا اونچا پڑا۔ اور مچھلی غوطہ
مار گئی۔ لیکن فوراً ہی اوپر نکلی۔ اوپر آنا تھا۔ کہ تار نے دوسرا برچھا دیا + یہ
وار نشانے پر پڑا۔ لیکن کھٹ سے آواز آئی + تار اور مصطفےٰ کو بہت تعجب
ہُوا۔ کہ یہ آواز کیسی تار فوراً پانی میں اترنے کو تیار ہو گیا تھا۔ کہ یہ چیز اوپر
آ گئی۔ اور اب یقین ہو گیا۔ کہ مچھلی نہیں۔ یہ کوئی سخت چیز ہے + اسے اپنی
طرف سرکا کر بڑھایا۔ اور اُٹھا کر جو دیکھا۔ تو ایک خالی بوتل نکلی + اُس میں
کاگ لگا ہوا تھا + تار اور مصطفےٰ اوچھل پڑے۔ کہ دیکھیں اس میں کیا
چیز ہے +

اُس زمانے میں یہ عام دستور تھا۔ کہ اگر کوئی جہاز تباہی میں پڑ جاتا۔ تو
خط لکھ کر بوتلوں میں ڈال دیتے۔ اور ان بوتلوں کو پانی میں چھوڑ دیا کرتے
تھے + بوتلیں بہتی بہتی کنارے پر جا لگتیں۔ تو لوگ ان کو توڑ کر خط سے
حال معلوم کر لیا کرتے تھے۔ اور ڈوبتے ہوئے جہاز کی مدد کو پہنچ جایا کرتے
تھے + اگر کوئی شخص غائب ہو جاتا تھا۔ تو اس کے نام بھی اسی طرح خط
لکھ کر اور بوتلوں میں ڈال کر سمندر میں چھوڑ دیا کرتے تھے۔ کہ شاید اتفاق
سے کوئی بوتل اس کے ہاتھ پہنچ جائے۔ اور اسے پیغام مل جائے +

انہوں نے جو بوتل کو پھوڑا۔ تو اس میں سے ایک رقعہ نکلا + اسکا مضمون

یہ تھا:-

"تم لوگوں کو بہت تلاش کیا- لیکن کہیں نہ پایا + اب جہاں کہیں ہو- فوراً باہر نکل آؤ + ہماری اور ان جنگلیوں کی صلح ہو گئی ہے + تمہارا جہاز ٹوٹا پھوٹا ملا- جس کو دیکھ کر تمہارا پتہ چلا"

اس کو دیکھ کر مارے خوشی کے تارکا براحال ہو گیا- وہ تو ناچنے لگا + مصطفٰے نے اوروں کو خبر کی- اور فوراً ایک کمیٹی بیٹھ گئی + کمیٹی میں اس امر پر بہت بحث مباحثہ ہُوا- کہ اگر اب لڑائی ہو گئی ہو- تو کیا کریں گے + نہ معلوم یہ خط کب کا روانہ کیا ہوا ہے + تاریخ اول تو تھی ہی نہیں- اور اگر ہوتی بھی تو پتہ نہ چلتا- کیونکہ تاریخ تو تاریخ دن تک کا کسی کو پتہ نہ تھا- یہ خیال کر کے یہ لوگ باہر نہ نکلے +

جس آدمی کو یہ پکڑ لائے تھے- اُس کو انہوں نے باہر نکال دینے کا فیصلہ کر لیا + چنانچہ اُس کے پاؤں باندھ کر اور آنکھوں پر پٹی لپیٹ کر اسے غار سے باہر لے گئے- اور دور لے جا کر چھوڑ آئے- اس کے ہاتھ تو کھلے رکھے تھے- لیکن پاؤں باندھ دیئے تھے- تاکہ چھوڑے جانے کے بعد کچھ دقت سے پٹی کھول کر چل سکے- اور پھر ہمارا پیچھا نہ کرے +

دوسرے تیسرے روز یہی شخص میرے پاس آیا- میں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں- لیکن اُنھوں نے اُس کو اس ترکیب سے باہر نکالا تھا: کہ اُسے کچھ معلوم ہی نہ تھا +

مجھ کو یوں ہی سی امید تھی۔ کہ جو بوتلیں جہاز پر سے پانی میں پھینکی گئی تھیں۔ ان میں سے شاید کوئی ان کو مل گئی ہو۔ لیکن بہت عرصہ انتظار کرنے کے بعد بھی وہ لوگ نہ نکلے۔ تو میں نے یہ کیا۔ کہ بہت سے کاغذ کے پُرزے لکھ لکھ کر جنگل میں پھینک دیئے + یہ بھی ان کو ملتے رہے۔ لیکن وہ لوگ باہر نہ نکلے ؞

اب میں نے ارادہ کیا۔ کہ خود ہی جا کر تلاش کروں گا + میں نے ان جنگلی آدمیوں کو جو تلاش کرتے تھے۔ ہر طرح سے خوش رکھا تھا + کھلونوں اور انگوٹھیوں کے علاوہ میں نے ان لوگوں میں اور بہت سی چیزیں تقسیم کی تھیں۔ جس سے یہ بہت خوش رہتے تھے + اس کے علاوہ اُن کے سردار نے بھی تلاش کرنے کا حکم دے رکھا تھا + میں دن رات جنگل میں سرگردان پھرا کیا۔ جہاں کہیں شبہ ہوتا فوراً پہنچتا۔ یا جہاں کہیں بھی خبر ملتی۔ فوراً جاتا + ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ میں اور بہت سے جنگلی آدمی اور کچھ میرے ساتھی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ کچھ لوگوں نے آ کر خبر دی۔ کہ بھوتوں کے پاس سے آدمی باہر نکل کر گھوم رہے ہیں + میرا مارے خوشی کے بُرا حال ہو گیا + اس جگہ پہنچا۔ لیکن اتنے میں وہ بھاگ گئے تھے + میں نے اور جنگلی آدمیوں نے پیچھا کیا۔ اور ہم اتنے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ کہ میں نے خود تین چار آدمیوں کو دیکھ بھی لیا + میں چلّا چلّا کر انہیں پکارتا ہوا دوڑا۔ لیکن اُنہوں نے نہ سنا۔ اور غائب ہو گئے + ناظرین میری بے بسی کا اندازہ کر سکتے ہیں +

اسی طرح گھومتے گھومتے ایک روز پھر جنگلیوں نے ان کو ایک جگہ دیکھ لیا۔ اور پیچھا کیا۔ یہ لوگ غار کی طرف بھاگے۔ لیکن جنگلی بھی پیچھے پیچھے دوڑتے رہے۔ اور اُسی چشمہ کے کنارے پیچھا کرتے کرتے بہت دور نکل گئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ ایک سرنگ میں گھس گئے۔ اور اندر غائب ہو گئے۔ جنگلی اس کامیابی پر بہت خوش ہوئے۔ میں وہاں سے پورے ایک دن کی راہ پر ایک اور جگہ تھا۔ شام کو مجھے خبر لگی۔ اور میں اسی وقت چل دیا۔ راتوں رات راستہ طے کر کے اس جگہ پہنچا۔ جنگلیوں نے یہاں بڑا سخت پہرہ لگا رکھا تھا۔ میرا اُس وقت مارے خوشی کے بُرا حال تھا۔ میں نے روشنی کروائی۔ اور سرنگ کے اندر جھانک کر دیکھا۔ پھر چار آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر اندر گھسا۔ اندر بہت لمبا راستہ تھا۔ اور مجھ کو سخت تعجب ہو رہا تھا۔ کہ خدایا یہ راستہ کب اور کہاں ختم ہو گا! یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ سرنگ کہیں سمندر کے پاس جا کر تمام ہو گی۔ میں بڑھا ہی چلا گیا۔ آخر کار جب اُس جگہ پہنچا۔ جہاں بائیں ہاتھ کو راستہ مڑتا تھا۔ تو مجھ کو کچھ امید بندھی۔ کہ شاید وہ اسی جگہ ہوں۔

اب ان لوگوں کا حال سنئے۔ ان لوگوں نے جو ہمارے آنے کی آہٹ پائی۔ تو بڑے گھبرائے۔ اور اندھیرا کر دیا۔ منتظر بیٹھے تھے۔ کہ ڈرا کر بھگا دیں۔ چنانچہ جب میں اس جگہ پہنچا۔ تو عجیب قسم کی آوازیں سنیں۔ میں پہلے سے ہی واقف تھا۔ مجھ کو بہت ہنسی آئی۔ اور میں آگے بڑھا۔ حتیٰ کہ نہیں باجے

کی آواز سُنی۔ تار کی گدھے کی بولی بھی سُنی۔ مگر میں بڑھتا ہی گیا۔ اور قریب پہنچ کر زور سے انور کو آواز دی + آواز دینا تھا۔ کہ معلوم ہوا کہ سرنگ پھٹ پڑی۔ سب کے سب شور کر کے ایک دم سے اندھیرے میں میری طرف دوڑ پڑے۔ میں بھی دوڑا۔ اور سب سے ملنے لگا + اتنے میں روشنی کی گئی + قلم میں طاقت نہیں ہے۔ کہ اسی وقت کی خوشی بیان کر سکے + ہم سب خوشی کے آنسو رونے لگے۔ پھر تیار ہو کر چلنے کے انتظام میں مصروف ہو گئے + جو کچھ بھی چیزیں تھیں۔ سب چھوڑ چھاڑ ایک دم سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور باہر نکلے +

باہر جنگلی آدمی ہمیں دیکھ کر بھونچکے رہ گئے۔ اور بڑے متعجب ہوئے کہ بہت آدمی کس جگہ سے نکل آئے + ہم خوش خوش جہاز پر آئے۔ بڑی خوشی منائی گئی۔ توپیں داغی گئیں۔ اور جنگلیوں کو بہت سی چیزیں بطور انعام تقسیم کی گئیں +

(۱۳)

دو تین روز کے بعد ہم نے ارادہ کیا۔ کہ سردار کے پاس چلیں۔ اور رخصت ہوں + میں تو جلا ہی بیٹھا تھا۔ ان غار کے رہنے والوں میں اُس جہاز کے کپتان کا بھائی بھی تھا۔ یہ اور جہاز کا کپتان دونوں غریب لڑکے تھے۔ مجھ کو ان دونوں سے بہت محبت تھی۔ اُس نے مجھ سے مل کر اور ایسے رو رو کر اپنے بھائی کی موت کا ذکر کیا۔ کہ میرا دل بھر آیا + میں نے تسکین دی۔ اور

کہا۔ کہ بیٹا تمہارے بھائی کے قاتل سے ضرور بدلہ لیا جائے گا۔ اور تمہارے بھائی کا سر اب بھی اُس ناہنجار کے قبضہ میں ہے۔ ہم انشاءاللہ ابھی کسی روز چل کر وہ اُس سے واپس لیں گے +

ہاہولی کا ہم کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں + کئی پشتیں گذریں۔ کہ ہاہولی کے خاندان کے لوگ اِن جنگلیوں کے سردار تھے۔ لیکن ایک ایسا انقلاب ہوا۔ جس سے اُس کا خاندان تباہ و برباد ہو گیا۔ اور اِس سردار کے خاندان میں سردار ہونے لگے + ہمارا قطعی ارادہ تھا۔ کہ اس سردار کو مار ڈالا جائے۔ اور کوئی دوسرا ایسا شخص اس کی جگہ سردار بنایا جائے جو کم از کم آدم خوری کی رسم کو اس جگہ سے مٹادے + چنانچہ ہم نے یہی رائے قائم کی۔ کہ ہاہولی کو اس جگہ کا سردار بنائیں + اس کی بابت ایک بڑی بھاری کمیٹی کی گئی۔ جس میں اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ ضرور ایسا کیا جائے۔ اور ہاہولی سے اس بات کی قسم لی جائے۔ کہ سردار ہونے کے بعد وہ کسی غیر ملک کے آدمی کو پریشان نہ کرے گا۔ اور آدم خوری کی رسم ترک کر دے گا + ہاہولی اس بات پر راضی ہو گیا۔ اور اس نے سچے دل سے قسم کھائی +

اب یہ بات درپیش تھی۔ کہ اس سردار کے لوگ کا ہیکو ہاہولی کو اپنا سردار بنائیں گے۔ لیکن ہاہولی نے کہا۔ کہ کئی ایک بااقتدار آدمی ایسے ہیں۔ جو اس سردار کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ اور وہ ہرگز میری مخالفت نہ کریں گے۔ اس کے علاوہ ہاہولی نے کہا۔ کہ ایک دوسرا سردار

اس سردار کا دشمن ہے۔ اور وہ میرا رشتہ دار ہے۔ اگر وہ میرے خاندان کو عروج پر آتا دیکھے گا تو ضرور مدد کرے گا۔ اب یہ سوال اُٹھا۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ بحث مباحثہ کے بعد یہ رائے قائم ہوئی۔ کہ پہلے سردار کو قتل کر کے دارالسلطنت پر قبضہ کرنا چاہیئے۔ اُس کے بعد سب کو دبا کر سازش اور صلح سے کام لینا چاہیئے۔ یہاں جہازیوں میں سے ہر ایک جلا بھنا بیٹھا تھا۔ اور سب چاہتے تھے۔ کہ کوئی صورت ان سے بدلہ لینے کی نکالی جائے۔ چنانچہ ایک روز ہم نے اپنی فوج خشکی پر اُتاری۔ اور چھوٹی چھوٹی توپیں اور سامان جنگ لے کر دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوئے۔

سردار کو جب خبر ہوئی۔ کہ جہاز والے لوگ سب مل کر آئے ہیں۔ تو ہم لوگوں کو اپنے پاس بلایا۔ وجہ دریافت کرنے پر ہم نے کہا۔ کہ ہمارا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ یہاں سے رخصت ہو جائیں۔ ہمارے ایک ساتھی کا سر کمرہ میں ٹنگا ہے۔ ہم اسے لینا چاہتے ہیں۔ اُس نے اس کے دینے سے انکار کیا۔ ہم لوگوں نے کہا۔ کہ اگر آپ دیتے نہیں۔ تو کم از کم دکھا دیجئے۔ اس بات پر وہ راضی ہو گیا۔ ہم سب لوگ اُس کمرہ میں گئے۔ کپتان کے بھائی نے جب اپنے بھائی کا سر دیکھا۔ تو بیہوش ہو گیا۔ میں نے اس کو سنبھالا۔ اور تسکین دی۔ وہ وہیں بدلہ لینے کو تیار تھا۔ لیکن میں نے کہا۔ کہ ابھی موقعہ نہیں ہے۔

سر کو دیکھ کر ہم واپس چلے آئے۔ اور آکر سردار سے کہا۔ کہ آپ ایک

بڑا بھاری جلسہ کیجئے۔ اور جتنے بڑے بڑے آدمی ہیں۔ سب کو دور دور سے بلاکر جمع کیجئے۔ اور ہم لوگ بستی کے باہر ایک بڑا تماشا دکھائیں گے۔ یہ بات سن کر وہ بہت خوش ہوا۔ اور اُسی وقت آدمیوں کو بلاکر جگہ جگہ روانہ کیا۔ اور ہم سے کہا۔ کہ تم اپنا تماشا تیار کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔

بستی کے باہر ہم نے ایک جگہ تماشے کے لئے پسند کی۔ اور بہت سے آدمی مزدوری کرنے کے لئے مانگے۔ جو ہم کو دے دیئے گئے۔ انہیں لگاکر ہم نے ایک بڑے میدان میں چھوٹا سا قلعہ بنا لیا۔ اُس کی دیواروں پر توپیں چڑھا دیں۔ اور اُسے ہر طرح سے ٹھیک کر لیا۔ چند روز بعد یہ قلعہ بالکل تیار ہو گیا۔ اس میں ہم نے کُل انتظام اپنا یا ان لوگوں کا رکھا جن کو ہاہولی نے تجویز کیا تھا۔ چھٹے روز ناچ اور تماشہ ہونا ٹھہرا۔ اس کے لئے صبح سویرے وقت مقرر کیا گیا۔ قلعے کے اندر بیٹھنے اور ناچ کی بہت عمدہ جگہ بنائی گئی تھی۔ صبح سویرے ہی بڑا بھاری اژدہام موجود ہو گیا۔ بڑے بڑے لوگوں کو اندر آنے کی اجازت تھی۔ اور عوام باہر جمع ہو رہے تھے۔ جب دیکھا کہ ہر طرح آدمی اکھٹے ہو گئے ہیں۔ اور اب کوئی شخص نہ آئے گا۔ تو میں نے سردار کو اور اپنے آٹھ دس آدمیوں کو ساتھ لیا۔ اور سردار سے اُس کے گھر چلنے کو کہا۔ وہ اس بات کو بھی تماشہ کا ایک حصہ سمجھ کر ہمارے ساتھ ہو لیا۔ اس گھر پہنچ کر جب ہم نے اسے اکیلا پایا۔ تو کہا کہ لاؤ۔ اب وہ سر دے دو۔ یہ سن کر وہ بہت گھبرایا۔ لیکن

اس نے پھر انکار کیا۔ تھوڑی سی دیر میں بات طول پکڑ گئی۔ کپتان کے بھائی نے فوراً اشارہ پاتے ہی اس ملعون کے سینے میں پستول جھونک دیا۔ قصہ مختصر اس کو اس بہانہ سے قتل کر ڈالا۔ اور اس کا سر کاٹ کر فوراً ہی قلعہ میں آموجود ہوئے ؞

یہاں تماشہ گاہ میں سردار کے نہ ہونے پر سوال کیا گیا۔ لیکن ہم نے کہا۔ کہ ہم ایسا تماشہ کریں گے۔ کہ سردار خود بخود یک لخت آجائے گا۔ لوگ بڑے متعجب ہوئے۔ اس کے بعد سب لوگوں کو بندوق کے نشانہ کے کھیل دکھائے گئے۔ اس طرح کہ بہت فاصلہ پر جانور باندھ دیا گیا۔ اور اُسے گولی ماری گئی۔ اُس تماشے سے اُن لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ اس کے بعد جس جگہ بہت سے جانور بندھے تھے اُس جگہ سے آدمیوں کو ہٹا دیا۔ اور تمام جانوروں کو توپ سے اُڑا دیا۔ جن لوگوں نے توپ پہلے نہیں دیکھی تھی۔ اُنھوں نے اس منظر کو پسند کیا۔ اس کے بعد اصل کھیل دکھایا گیا۔ ہاہولی کو مترجم بنا کر میں نے ایک تقریر کی۔ جو بڑی لمبی چوڑی تھی۔ اُس میں میں نے اپنے زبردست اور طاقت ور ہونے کا تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ اگر ہم لوگ خفا ہو جائیں۔ تو تمہارا جزیرہ کا جزیرہ اُڑا سکتے ہیں یقین نہ ہو تو کچھ حصہ اُڑا کر دکھا دیں۔ لوگوں نے کہا۔ کہ ہم یہ کھیل نہیں دیکھنا چاہتے ؞

جب ہر طرح سے رعب بیٹھ گیا۔ تو ہاہولی کے ہاتھ مقتول سردار کا

سر منگوایا۔ اس نے سر لوگوں کو دکھا کر پُر زور لہجے میں کہا۔ کہ اس کو اِن لوگوں نے قتل کیا ہے۔ اور مجھ کو اس کی جگہ سردار بنایا ہے۔ اب جس کو اس سے مخالفت ہو۔ وہ میدان میں آئے۔ اور مخالفت کرے۔ اس نظارہ کو دیکھ کر حاضرین جلسہ پر عجیب حالت طاری ہو گئی۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ اور اس خاموشی میں ایک توپ کا ایک خالی فیر گونجا۔ ساتھ ہی ہاہولی نے زور سے کڑک کر پوچھا۔ کہ بولو۔ میرا مقابلہ کرنے کو کون نکلتا ہے۔ اس کا جواب ایک طرف کے لوگوں نے دیا۔ کہ کوئی تمہاری مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور ہم تم کو اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں۔ تمہارے باپ دادا کو ہم سردار سمجھتے تھے۔ اور اب تم کو سمجھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی کچھ لوگ اُٹھ کر ہاہولی کی طرف دوڑے۔ اور اس سے بغل گیر ہوئے۔ اور بہت خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ یہ وہ لوگ تھے جو پہلے ہی سے اس سردار کے خون کے پیاسے تھے۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں۔ کہ سب لوگ چند آدمیوں کی طرف دوڑ پڑے۔ اور ان کو مارنے لگے۔ ہاہولی بھی تلوار لے کر ان لوگوں پر پل پڑا۔ اور اُنہیں مارنے لگا۔ دو تین ہمارے آدمی لپک پڑے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے سات آٹھ آدمی مار ڈالے۔ یہ لوگ مقتول سردار کے عزیز تھے۔ اور ان میں سردار کی دو بیویاں بھی تھیں۔ اُس کے بعد بڑے بڑے لوگوں نے باہر نکل کر ہم لوگوں کی بڑائی اور زبردستی ظاہر کر کے عوام کو ڈرایا۔ اور تمام

بات سے انہیں آگاہ کیا۔ جب بڑوں نے تسلیم کر لیا۔ تو چھوٹوں کو انکار کی کیا مجال ہوتی۔ ان لوگوں میں بھی خوشی کے نعرے بلند ہونے لگے۔

ہم نے ہاہولی کو تخت پر بٹھایا۔ اور ایک جڑاؤ تاج جو خاص طور سے موقعہ کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس کو پہنایا۔ اور مبارک باد کی توپیں سر کیں۔ ہاہولی نے ہماری طرف سے تقریر کی۔ اور کہا۔ کہ اب یہاں آدمیوں کا کھانا بند ہو جائے گا۔ اور جو کوئی کسی آدمی کو کھائے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ اگر کوئی کسی قسم کا فساد کرے گا۔ وہ بھی قتل ہو گا۔ تقریر کے بعد اُنہوں نے اپنی رسمیں ادا کیں۔ لیکن ہم نے کوئی ایسی رسم ادا نہ ہونے دی جس میں خون بہایا جاتا۔ ہم کو اس کا اندیشہ ضرور تھا۔ کہ کہیں بلوہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے ابھی اس جگہ کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔

آٹھ دس دن بعد جیسا کہ ہم کو اندیشہ تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ لیکن ہماری فوج مسلح تھی۔ علاوہ اس کے ہاہولی کے طرف دار اور رشتہ دار بھی موجود تھے۔ کسی باغی کی کچھ نہ چل سکی۔ اور بغاوت دبا دی گئی۔ بغاوت کے تیرہ سرغنے سر بازار پھانسی پر لٹکائے گئے۔ لیکن پھر بھی دارالسلطنت کے باہر رہنے والوں نے ایک اور بلوہ کیا۔ ہم نے اس کو بھی آسانی سے فرو کر دیا۔ اور اس میں بھی کچھ آدمیوں کو گولی سے اڑایا۔ اور کچھ لوگوں کو پھانسیاں دی گئیں۔

کچھ روز اور ہم وہیں ٹھہرے رہے۔ لیکن جب ہاہولی نے اطمینان دلایا

کہ اب کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے۔ تو ہم لوگ وہاں سے اپنے جہاز پر آئے۔ ہاہولی اور بہت سے لوگ ہم کو جہاز پر پہنچانے آئے۔ ہم نے ان سے کہا۔ کہ اگر ہو سکا۔ تو ہم پھر کبھی یہاں آئیں گے۔ ہوا مناسب تھی۔ چنانچہ فوراً ہی ہم نے اپنا جہاز ہوا کے رخ پر چھوڑ دیا۔ اور وہاں سے رخصت ہوئے۔

(۱۴)

اس جگہ کو چھوڑتے وقت ہمیں رنج بھی ہوا اور خوشی بھی۔ رنج اس بات کا کہ اسی جگہ ہمارا دوسرا جہاز تباہ و برباد کیا گیا تھا۔ اور خوشی اس بات کی کہ ہم اپنے پریشان حال ساتھیوں کو مصیبت سے نکال لائے تھے۔ چھ سات روز کے بعد سمندر کا بہت بے ترتیب حصہ آنا شروع ہو گیا۔ جگہ جگہ چٹانوں کا اندیشہ تھا۔ کہیں مونگے اور گھونگوں کے چھوٹے چھوٹے جزیرے ویران پڑے ہوئے تھے۔ کہیں کوئی میل ڈیڑھ میل کا ٹکڑا بنجر پڑا الٹا تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس قسم کے زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ آب و ہوا بھی خراب تھی۔ اکثر جی متلاتا اور بدن سست رہتا تھا۔ مگر تار کو یہ آب و ہوا نہایت پسند تھی۔

ایک روز یک بارگی اس زور سے سمندر کا پانی موجیں مارنے لگا۔ کہ جہاز کو بڑا زبردست جھٹکا لگا۔ لوگ گر گر پڑے۔ اگر ذرا دیر اور یہ حالت رہتی۔ تو نہ جانے کیا ہو جاتا۔ لیکن لمحہ بھر میں یہ حالت گذر گئی۔ اور سمندر

ٹھیک ہو گیا۔ یہ زلزلہ کا جھٹکا معلوم ہوتا تھا۔ لیکن خدا کے فضل سے ہمارا کچھ نقصان نہ ہوا۔ اب صاف اور گہرا سمندر آتا جاتا تھا۔ کوئی سترہ اٹھارہ روز بعد کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز صبح کا سہانا وقت تھا۔ ہوا نہایت خوشگوار چل رہی تھی۔ ہر ایک جہازی ہوا کھانے کو باہر نکلا تھا۔ جدھر نظر پڑتی تھی۔ بحر ذخار لہریں مار رہا تھا۔ جہاز آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ لوگ دوربینیں لئے ہوئے دور دور کی لہروں اور افق کو دیکھ رہے تھے میں بھی دوربین لئے ہوئے آرام سے بیٹھا تھا۔ کہ دور پر مجھ کو کچھ چیز ہلتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے کئی اور آدمیوں کو اس طرف متوجہ کیا۔ لوگ غور سے دیکھنے لگے۔ تو ایک کشتی معلوم ہوئی۔ فوراً جہاز کو اُسی طرف بڑھایا گیا۔ کہ شاید کوئی جہاز تباہی میں ہو۔ اور اُس کے آدمی اس کشتی پر اترے ہوں۔ لیکن جب ذرا قریب آئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ایک بڑی بھدی سی کشتی ہے۔ جو درخت کے تنے کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنائی گئی ہے۔ جب بالکل قریب پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ اُس میں دو جنگلی نوجوان پڑے ہیں۔ کچھ لوگ ناؤ پر اُتر کر کشتی تک پہنچے۔ وہاں جا کر ان دونوں کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بیہوش ہیں۔ مردہ نہیں ہیں۔ ان کو جہاز پر لے آئے۔ پانی حلقے میں اتارا۔ کچھ مقوی دوا دی۔ اور کچھ شوربا پلایا۔ تو وہ ایک گھنٹہ کے بعد وہ ہوش میں آئے۔ اور اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ پہلے یہ لوگ ہم کو دیکھ کر بہت گھبرائے۔ لیکن جب ہم نے اُن کو کھانے کو دیا۔ اور

اشاروں سے تسلی کی - تو ان کا اطمینان ہُوا + ان سے اشاروں سے سوال کرنے شروع کئے - لیکن اُنہوں نے سوائے ایک جواب کے کوئی جواب نہ دیا + وہ جواب یہ تھا - کہ ایک سمت اپنا ہاتھ اٹھا دیتے تھے + اس سے ہم اتنا سمجھے - کہ یہ اس خاص طرف کو چلنے کے لئے کہہ رہے ہیں - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - جدھر چلنے کو وہ کہہ رہے تھے + ہم اُدھر ہی چل پڑے - اور شام تک ایک سرزمین پر جا پہنچے + اس جگہ کو دیکھ کر یہ دونوں حبشی تالیاں بجانے لگے - شام ہو جانے کی وجہ سے اُن کو اُتارنا مناسب نہ سمجھا - رات کو ایک عمدہ خلیج دیکھ کر اُس میں جہاز کا لنگر ڈالا - اور رات یوں ہی گذاری +

صبح کو اُٹھے - تو یہ سوچا - کہ اب کون کون اُترے - تار اور مصطفےٰ اور کئی آدمیوں نے کہا - کہ ہم لوگ جانے کو تیار ہیں + میرا ارادہ ایک دو آدمی ہی بھیجنے کا تھا - کیونکہ زیادہ آدمیوں کے جانے سے کچھ نہ کچھ جھگڑا ہو جایا کرتا تھا - اور لڑائی کا اندیشہ ہوتا تھا + مصطفےٰ اور تار نے بہت ضد کی - اُن دونوں جنگلیوں نے بھی انہی کے ہاتھ پکڑے - چنانچہ میں نے اجازت دے دی + تار اور مصطفےٰ خوب اچھی طرح مسلح ہو کر اور ضروری سامان لے کر چل پڑے - ہم لوگوں نے اِدھر اُدھر دیکھ بھال کرنے کو کشتیاں بھیجیں + کچھ لوگ شکار میں مشغول ہو گئے + میں نے سب کو تاکید کر دی - کہ اگر کہیں بھی جنگلیوں سے سابقہ پڑ جائے - تو دب کر ملنا اور لڑائی

سے بچنا +

(۱۵)

اب ادھر کا حال سنئے۔ مصطفےٰ اور نار اپنے نئے جنگلی ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ نار بہت خوش تھے۔ صبح کا وقت تھا۔ یہ سب دوڑتے گاتے کودتے پھاندتے چلے جا رہے تھے + اور نار حسب معمول سب کے آگے اس طرح چل رہا تھا۔ جیسے کہ اسے اس جگہ سے خوب واقفیت ہے۔ چلتے چلتے وہ ایک جنگل میں پہنچے۔ اس کو بھی انہوں نے جلدی ہی طے کر لیا۔ جنگل سے نکلتے وقت ان لوگوں کو قریب ہی سے ہنسنے کی آواز آئی + دونوں جنگلی رُک گئے۔ اور نار کو اور مصطفےٰ کو بھی آہستہ سے روک کر خاموش کر دیا + یہ سب خاموش ہو کر ایک جھاڑی کی آڑ میں ہو گئے۔ کہ اتنے میں دو جنگلی ہنستے اور باتیں کرتے قریب سے نکلے + اُن کی کسی بات پر یہ دونوں جنگلی کچھ گھبرائے۔ مگر نار اور مصطفےٰ اِن کی کوئی بات نہ سمجھ سکے۔ اور ان کی طرف تعجب سے دیکھنے لگے + پھر ان دونوں جنگلیوں میں کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں۔ اور ان میں سے ایک خاموشی سے اُٹھ کر اُسی طرف چلا۔ جدھر تھوڑی دیر ہوئے وہ لوگ گئے تھے + نار اور مصطفےٰ کو سخت تعجب ہوا۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ لیکن یہ موقعہ پوچھنے کا نہ تھا + تھوڑی دیر تک تو یہ انتظار کرتے رہے۔ مگر پھر بیٹھے بیٹھے ان کا دل گھبرانے لگا۔ نار سے اب ضبط نہ ہو سکا۔ اور وہ تحقیقات کرنے کو چلا۔ مگر مصطفےٰ نے کان پکڑ کر

روکا۔ اور کہا کہ کہاں جا رہے ہو۔ اور کیا کروگے؟ اس کے جواب میں وہ اپنے ہتھیاروں پر ہاتھ رکھ کر اُسی سمت اشارہ کرنے لگا۔ لیکن مصطفٰے نے روک لیا۔ اور کہا کہ آپ کی بہادری سب کو معلوم ہے۔ مگر اس کا اظہار کسی اور موقعہ پر کرنا۔

اتنے ہی میں دوسرا جنگلی واپس آ گیا۔ اُس کا چہرہ زرد تھا۔ اور اُس نے آتے ہی اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر گردن ہلائی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ معاملہ کچھ بگڑا ہوا ہے۔ تار اور مصطفٰے کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ لیکن تار اُس آدمی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اور اس کی باتیں اور حرکات و سکنات دیکھ دیکھ کر خطرہ کا اندازہ کرکے ایسی طرح منہ بنانے لگا۔ جیسے سب کچھ سمجھ رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ پھر آگے روانہ ہوئے۔ اور آخر کار ایک چھوٹے سے دریا کے کنارہ ایک بستی میں پہنچے۔ یہی ان کی منزل مقصود تھی۔

یہ ایک بہت چھوٹی سی بستی دریا کے کنارہ پر تھی۔ جس میں چند جھونپڑے تھے۔ یہ چاروں ایک جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ اس میں دو عورتیں تھیں۔ جو ان دونوں بھائیوں کی بیویاں تھیں۔ اُن جنگلیوں نے ان کو تار اور مصطفٰے سے ملایا۔ اور ان دونوں کو اپنے ہی پاس رہنے کو جگہ بتائی۔ تھوڑی دیر میں ان سب نے مل کر کھانا کھایا۔ جو خطرے کہ پیشتر ان دونوں کے چہروں سے عیاں تھے۔ وہ جاتے رہے۔ اور یہ دونوں بالکل خوش نظر آنے

لگے ⁂

تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد تارا اور مصطفیٰ نے اپنے دونوں میزبانوں کو ساتھ لیا۔ اور دریا کے کنارہ چلے۔ کہ کچھ شکار کریں⁂ وہاں کچھ پرندے مارے⁂ جنگلی ان کی بندوق کی آواز سن کر بہت گھبرائے۔ اور سخت تعجب کرنے لگے⁂ کچھ لوگ اور بھی ان کا تماشا دیکھنے آگئے⁂ اس کے بعد یہ سب مل کر دریا کے پانی میں نہائے دھوئے۔ اور پھر پھرا کر گھر واپس آگئے⁂ غرض شام اسی طرح سے گذری⁂ اِدھر اُدھر بہت سے غلّہ کے کھیت تھے۔ اور کاشت بہت ہوتی تھی۔ اور یہ لوگ خوشحال معلوم ہوتے تھے ⁂

رات بھی اچھی طرح گذری۔ صبح کو تر و تازہ اُٹھے۔ آج دریا کے کنارہ درختوں کے سایہ میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ اور غیر معمولی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔ عورتیں اور مرد سب مل ملا کر کوئی تیس شخص تھے⁂ ان سب نے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنایا۔ اور اس کے چاروں طرف ٹٹی کھڑی کرکے پیچھے ایک دروازہ رہنے دیا۔ اور آگے کی طرف اُس میں ایک چھوٹی سی کھڑکی کھول دی⁂ بستی کے لوگ تارا اور مصطفیٰ کو دیکھنے لگے۔ اور ان سے ملاقات بھی کی۔ تھوڑی دیر میں لوگ نہانے لگے مصطفیٰ اور تارا سے بھی نہانے کو کہا۔ چنانچہ یہ بھی نہائے⁂ نہا نہا کر لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے۔ بیچ میں بہت سی آگ جلائی۔ اور کچھ لوگوں نے ایک بھدّا سا

ڈھول بجا بجا کر گانا شروع کیا۔ اور ایک شور و غل ہونے لگا۔

اتنے میں ایک آدمی اُس ٹٹی سے گھرے ہوئے چبوترہ کے پاس گیا۔ اور اس کی کھڑکی سے اپنا منہ لگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جو اس نے منہ ہٹایا۔ تو ایک سُرخ رنگ کا ٹیکہ اُس کی ناک پر اور ماتھے پر لگا تھا۔ وہاں سے یہ آدمی دوڑا دوڑا آیا۔ اور آگ کو پھاند گیا۔ اس پر باقی لوگوں نے خوب شور مچایا۔ غرض اسی طرح آدمی جاتے اور ماتھے اور ناک پر ٹیکے لگوا لگوا کر آ جاتے۔ اور آگ کو پھاند کر ناچنے میں شریک ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ بچے اور عورتیں بھی یوں ہی کرتے تھے۔

مصطفےٰ اور تار سے بھی کہا گیا۔ مصطفےٰ نے قطعی انکار کر دیا لیکن تار فوراً راضی ہو گیا۔ اور اس نے بھی جا کر ٹٹی کے سوراخ میں مُنہ لگا دیا۔ تار نے دیکھا کہ اندر ایک نوجوان عورت اپنے ہاتھ میں سُرخ رنگ کا پیالہ لئے بیٹھی ہے۔ اُس نے ان کا رنگ روپ اور چہرہ غور سے دیکھا۔ پھر ہنسی اور برتن میں ہاتھ ڈال کر انگلی سے ایک ٹیکا اُن کی ناک پر۔ اور دوسرا ماتھے پر لگا دیا۔ وہاں سے ٹیکا لگوا کر تار خوب زور و شور سے گاتا۔ کودتا پھاندتا ہنستا ہُوا آیا۔ اور ایک چھلانگ میں آگ کو پھاند کر ناچ میں شریک ہو گیا۔ تار ہر قسم کا ناچ ناچتا تھا۔ غیر سے غیر ملک میں اور وحشی سے وحشی جگہ میں یہ ہو آیا تھا۔ اور وہاں کے ناچ جانتا تھا۔ کسی بات میں کسی سے کم نہ تھا۔

جنگلیوں نے جوان کو اس قدر زور و شور سے غیر ہو کر اپنے معاملات میں حصہ لیتے ہوئے دیکھا۔ تو مارے خوشی کے اوچھل پڑے۔ اور اُن کی بڑی تعریف کرنے لگے۔ یہ خیال کر کے کہ ایک شخص نے اس قدر جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا ہے۔ دوسرا بھی اسی قدر حصہ لے گا۔ لوگ دوڑتے ہوئے مصطفٰے کے پاس آئے۔ اور اسے شرکت کے واسطے مجبور کرنے لگے۔ مصطفٰے نے بہت انکار کیا۔ لیکن وہ نہ مانے۔ اور مصطفٰے کو زبردستی ہنستے کودتے گھسیٹتے لے چلے۔ مصطفٰے مجبور ہو گیا۔ اور مجبوراً اُسی ٹٹی کی کھڑکی میں منہ لگا کر ناک اور ماتھے پر ٹیکا لگوا لیا۔ جس پر لوگوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ لیکن مصطفٰے نے اور چیزوں میں شریک ہونے کی معافی چاہی۔ اور تار نے بھی اس کی تصدیق کی۔ کہ یہ ناچ وغیرہ میں شامل ہونا نہیں جانتے۔ مجبوراً اُنھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور مصطفٰے ایک طرف بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگا۔

جب سب لوگ ٹیکے لگوا چکے۔ تو ناچ بند ہو گیا۔ اور کھیل کھیلنے کے لئے لوگ دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے۔ کھیل شروع ہونے سے پیشتر لوگوں نے تار کو کھیل کے قواعد بتانے شروع کئے۔ جو واقعی بڑے مشکل مگر دلچسپ تھے۔ لیکن تار کو جلدی پڑی تھی۔ اس نے اِس طرف غور نہ کیا۔ جس کا نتیجہ اسے بھگتنا پڑا۔ جیسا کہ آگے معلوم ہو جائے گا۔ تار کو کھیل کے قواعد مطلق نہ سمجھا۔ مگر حسب عادت گردن ہلائے گیا۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ اس گردن ہلانے

کا مزا مل جائے گا۔

کھیل شروع ہوا۔ آدمیوں نے اپنے ایک ہاتھ سے ایک ٹانگ اٹھا کر پکڑ لی۔ اور دوسری سے اوچھل اوچھل کر ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے۔ دونوں جماعتیں اپنے حریف کے سُرخ نشانوں کو مٹانا چاہتی تھیں۔ اس وقت تار کی حالت قابل دید تھی۔ کوئی مصوّر نہ ہوا کہ اس کی تصویر کھینچتا۔ بشاشت ویسے تو ہر ایک کے چہرہ سے ٹپک رہی تھی مگر تار کے چہرہ سے تو بشاشت بہ رہی تھی۔ اِس کان سے اس کان تک منہ قوس وقزح کی مانند کھلا ہوا تھا۔ حتےٰ کہ اگر کوئی اِن کی پشت کی طرف کھڑے ہو کر بھی دیکھتا۔ تو اُس کو پتہ چل جاتا۔ کہ تار تبسم کر رہا ہے۔ اس کی سمجھ میں تو آیا ہی نہ تھا۔ کہ ماتھے اور ناک کے داغ مٹانے پر بازی کا لے جانا منحصر ہے۔ یہ ویسے ہی اوروں کی دیکھا دیکھی دوسروں کی طرف ہاتھ بڑھا بڑھا کر اوچھل رہے تھے۔ اتنے میں ایک عورت آئی۔ اور اُچکتے اُچکتے اس نے اِن کے ماتھے کا داغ مٹا دیا۔ یہی پہلے آدمی تھے۔ کہ جن کا داغ مٹا تھا۔ ایک ہلکا سا غلغلہ ہوا۔ لیکن انہوں نے کچھ نہ سمجھا۔ اُسی طرح کھیل میں مشغول رہے۔

تھوڑی دیر بعد وہ عورت پھر ان کے قریب آئی۔ اب وہ اِن کے منہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اِن کی ناک کا داغ صاف کرنا چاہتی تھی۔ یہ محض مذاق سمجھ کر اپنا چہرہ مبارک بچا رہے تھے۔ اور اپنا ہاتھ اُس کی طرف بغیر کسی

مدعا یا مقصد کے بڑھاتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں اُس کا ہاتھ ان کی ناک پر اس زور سے پڑا۔ کہ ان کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ اور ان کو شبہ ہوا۔ کہ ناک بھی چلی گئی۔ مگر جب انہوں نے اپنے دونوں پیڑوں پر کھڑے ہو کر ناک کو اطمینان سے ٹٹولا۔ تو اطمینان ہوا۔ لیکن ناک کا ٹیکا غائب ہو چکا تھا۔ فوراً ہی ایک شور مچ گیا۔ لوگ پاگلوں کی طرح اُچکنے اور ہلنے لگے۔ اور ان کو چاروں طرف سے گھیر کر پکڑ لیا۔

ان کو سخت تعجب ہوا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ لیکن جب معلوم ہوا۔ کہ ان کی ہنسی کی وجہ میں ہی ہوں۔ تو خود بھی ہنسنے لگے۔ لوگ ان کو پکڑ کر پھر ٹٹی کے پاس لے گئے۔ اور ان کا منہ سوراخ سے لگا دیا۔ انہوں نے جو منہ لگایا۔ تو وہ عورت اندر سے ہنسی۔ آپ نے بھی ایسا تبسم کیا۔ کہ سوراخ سے باہر تک باچھیں نکل گئیں۔ اس نے ایک ٹیکا ماتھے پر لگایا۔ پھر برتن رکھ کر ایک لکڑی کا ٹکڑا سا اٹھایا۔ یہ خدا معلوم کیا سمجھے ان کے دیکھتے دیکھتے اُس کا ہاتھ اِن کے منہ کے قریب آیا۔ اور ایک چشم زدن میں اُس لکڑی کے ٹکڑے سے اُس نے اِن کی ناک پکڑ لی۔ اِنہوں نے جو سر باہر کرنا چاہا۔ تو ہٹتا نہیں۔ لوگ پکڑے ہوئے آگے ہی کو زور دے رہے تھے۔ ہاتھ ان کے پہلے ہی سے لوگوں نے پکڑ لئے تھے۔ اب یہ تکلیف کی وجہ سے بھنبھنی آوازیں چلائے۔ جیسے کہ کوئی بھوت شیشے میں اُتارا جاتا ہے۔ لیکن وہ لکڑی کا موچنا اور سخت ہوا۔ یہ

بہت خفا ہوئے۔ اور بڑے زور شور سے ہاتھ اور سر چھڑانے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر اس کا نتیجہ صرف یہی ہوا۔ کہ موچنا اور سخت ہوتا گیا اب تو انہوں نے ارادہ کر لیا۔ کہ خواہ ناک واپس آئے۔ خواہ موچنے میں ٹوٹ کر رہ جائے۔ مگر اس مصیبت سے کسی طرح نجات حاصل کی جائے مگر وہاں کون چھوڑتا ہے۔ کبھی لوگوں کو گالیاں دیتے۔ کبھی کراہتے۔ کبھی مصطفٰے سے کہتے۔ کہ ان کو گولی مارو۔ اور مجھ کو چھڑاؤ۔ مگر مصطفٰے نے دل میں سمجھا۔ کہ یہ ان کی سزا ہے۔

آخر کار ان کی ناک چھوٹی۔ حالت اس وقت قابل دید تھی۔ چہرہ جلتے توے کی مانند ہو گیا۔ ماتھے پر پسینے کی بوندیں آگئی تھیں۔ آنکھ میں آنسو بھر آئے تھے۔ اور ناک اس زور سے دبائی گئی تھی۔ کہ دونوں نتھنے بانسے سے چپک کر رہ گئے تھے۔ ناک اگرچہ سیاہ تھی۔ مگر پھر بھی اس زور سے دبی تھی۔ کہ اس پر زردی آگئی تھی۔ چھوٹتے ہی لوگوں کی طرف مارنے کو دوڑے۔ مگر مصطفٰے نے ڈانٹا۔ کہ اب روتے کیوں ہو شریک ہی کیوں ہوئے تھے۔ غرض مصطفٰے نے بڑی دقت سے نرمی اور گرمی دکھا کر انہیں خاموش کیا۔ ذرا ٹھنڈے ہوئے۔ لیکن اس کے بعد شرکت سے دستکش ہو گئے۔ اور مصطفٰے کے پاس آکر بیٹھ رہے۔

اس کے بعد سب لوگ درخت کے نیچے خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ اور ایک حلقہ سا بنا لیا۔ ایک چھوٹے سے چبوترہ پر اسی عورت کو لا بٹھایا۔

جو پہلے ٹٹی میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور جس نے تار کی ناک دبائی تھی مصطفٰے نے مذاق کے لئے وہ لکڑی کا زنبور لے کر بطور یادگار کے اپنے پاس رکھ لیا۔ اس کے بعد دعوت ہوئی۔ بعد دعوت کے عجب عجب رسمیں کی گئیں۔

اُن میں سے آخری رسم یہ تھی کہ عورت نے ایک چھوٹا سا پھل لیا اور اُٹھ کر ایک آدمی کو دیا۔ اس نے اسے لے کر کھا لیا۔ اسی طرح سب کو باری باری ایک پھل اس نے بانٹا۔ جب تار کی باری آئی۔ تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اُس کے بعد مصطفٰے کی باری آئی۔ تو اس عورت نے ایک بڑا پھل نکالا۔ اور اپنے ہاتھ سے مصطفٰے کے منہ میں دینا چاہا۔ مگر مصطفٰے نے منہ ہٹا لیا۔ اس پر لوگ شور کرنے لگے۔ مجبوراً مصطفٰے نے منہ بڑھایا۔ اور اُس نے پھل منہ میں دے دیا۔ مصطفٰے نے جتنا منہ میں آیا پھل کاٹ لیا۔ جو باقی بچا وہ اس عورت نے کھا لیا۔ اور مصطفٰے کا ہاتھ پکڑ کر اسے اُٹھا لیا۔ اس پر ایک زبردست شور ہوا۔ اور لوگ کودنے ناچنے لگے۔

مصطفٰے کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اُس نے ہاتھ چھڑانا چاہا۔ مگر عورت نے نہ چھوڑا۔ اس کے بعد وہ عورت مصطفٰے کو چبوترہ پر درخت کے نیچے لے گئی۔ اور ایک پھل آدھا کاٹ کر خود کھایا۔ اور بچا ہوا مصطفٰے کو دیا۔ مصطفٰے بہت خفا ہوا۔ اور کھانے سے انکار کیا۔ اس پر سب لوگ

خفا ہونے لگے۔ اور اس سے زبردستی کرنے لگے۔ لیکن مصطفےٰ نے پھر بھی انکار کیا۔ اور نہ مانا۔ بڑی دیر تک ضد ہوتی رہی۔ مگر مصطفےٰ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ اب مصطفےٰ نے چاہا کہ اُٹھ جائے۔ اور اپنے آپ کو اس عورت سے چھڑائے۔ لیکن عورت نے نہ چھوڑا۔ اور ہاتھ پکڑ کر خود بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مصطفےٰ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ اور یہاں اُن لوگوں کے طریقے یہاں کی اُس عورت کے ساتھ شادی بھی ہو گئی تھی۔

جب مصطفےٰ نے دیکھا۔ کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تو اپنے میزبانوں کو بُلا کر اور لوگوں کو جمع کر کے ان کا مقصد پوچھا۔ وہ لوگ اشاروں سے اور باتوں سے سمجھانے لگے۔ بڑی دیر میں مصطفےٰ کی سمجھ میں آیا۔ اب تو وہ بہت گھبرایا اور ان سے کہا۔ کہ میں مجبور ہوں۔ لیکن اُنھوں نے کہا۔ کہ اس پر لڑائی ہو جائے گی۔ اور اب تو تم کو اسے منظور کرنا ہی پڑے گا۔

مصطفےٰ سخت پریشان ہوا۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ جب کوئی صورت سمجھ میں نہ آئی۔ تو مصطفےٰ نے تار سے کہا۔ کہ تم اس سے شادی کر لو۔ تار راضی ہو گیا۔ اور مصطفےٰ نے اُس عورت سے اور اور آدمیوں سے اپنا مطلب بیان کیا۔ یہ کہنا تھا۔ کہ عورت بہت خفا ہوئی۔ اور لوگ بھی تار کی طرف تحقیر کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ جس سے تار کو سخت صدمہ ہوا۔ کہ میری خوب صورتی کی ان لوگوں نے یہ قدر کی۔ قصہ مختصر لوگوں نے زبردستی مصطفےٰ کے ساتھ اُس عورت کو کر دیا۔ اور مصطفےٰ کو مجبوراً اسے اپنے

میزبانوں کے پاس لانا پڑا۔اب یہاں یہ فکر دامنگیر ہوئی۔ کہ کیا کرنا چاہئیے۔ کس طرح اس مصیبت سے پیچھا چھوٹے۔ دونوں نے یہ صلاح کی۔ کہ رات کو چپکے سے جہاز پر بھاگ چلنا چاہئیے۔ تار نے بھی یہی رائے دی۔ اور یہ طے کر لیا۔ کہ آج رات کو یہاں سے بھاگ چلو ؞

دن بھر وہ عورت مصطفےٰ کی خاطر کیا کی۔ کھانا بھی اُس نے کھلایا۔ ہر چیز ٹھیک اور درست کی۔ دوپہر کو جب مصطفےٰ سو گیا۔ تو برابر پنکھا جھلا کی ۔ جب رات آئی۔ تو مصطفےٰ نے کھانا کھا کر سب سامان اپنا درست کیا۔ اور جب زیادہ رات گذر گئی۔ تو چپکے سے نکل کر بھاگا۔ اور جلدی جلدی جہاز کی سمت چلنا شروع کیا۔ لیکن یہ اندھیرے کی وجہ سے راستے سے بھٹک گئے۔ اور رات کو ایک جگہ چھپ رہے ۔ صبح ہوتے ہی یہ جنگل جنگل چل دیئے ۔ قطب نما ان کے پاس تھے۔ لیکن ان کو چلتے وقت سمت یاد نہ رہی تھی۔ لہذا راستہ نہ پا سکے اور بھٹک گئے۔ شام ہوتے ہوتے نہ جانے کہاں جا نکلے ؞

(۱۶)

ان دونوں کو یہیں چھوڑ کر ادھر ہمارا حال سنئیے ۔ دن اچھی طرح چڑھ آیا تھا۔ ہم لوگ مختلف کاروبار میں مصروف تھے۔ کچھ مچھلی کے شکار میں مشغول تھے۔ کچھ لوگ اپنے ذاتی کاموں میں لگے ہوئے تھے۔ کہ دو آدمی اور ایک جوان عورت ساحل پر آئے۔ اور جہاز کی طرف دیکھ دیکھ کر شور

کرنا شروع کیا۔ یہاں سے ایک کشتی دریافت حال کے لئے روانہ کی + کشتی والوں سے انہوں نے جہاز پر آنے کے لئے کہا۔ چنانچہ ان کو لے آئے + یہ دونوں وہی آدمی تھے۔ جن کے ساتھ مصطفٰے اور تار گئے تھے۔ اور یہ نوجوان عورت وہ تھی۔ جس سے مصطفٰے ابیچھا چھڑا کر بھاگا تھا + ادھر ہم نے تار اور مصطفٰے کی بابت ان سے پوچھا۔ اور اُدھر اُنہوں نے پوچھا کیونکہ صبح اُٹھ کر جب انہوں نے ان دونوں کو پایا۔ تو عورت نے شور و غل مچانا شروع کیا۔ اور رونے پیٹنے لگی۔ بستی کے لوگوں نے ان لوگوں کو رائے دی۔ کہ وہ لوگ جہاں سے آئے تھے۔ وہیں بھاگ گئے ہوں گے۔ چنانچہ یہ اُس عورت کو لے کر یہاں آئے تھے + ادھر ہم کو سخت تعجب تھا۔ اور اُدھر ان کو۔ اُس عورت کو جب معلوم ہوا۔ کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ تو وہ رونے چلّانے لگی۔ اور اس کو یقین نہ آیا۔ ادھر ہم لوگ بڑے پریشان۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اور یہ عورت کون ہے +

بہت دیر کے بعد حال سمجھ میں آیا۔ اُس عورت نے نہ مانا۔ اور جہاز بھر کی تلاشی کی۔ مجھ کو اور سب کو بڑا تعجب ہوا۔ اور ان کو رخصت ہونے کو کہا۔ مگر عورت نے جب سنا۔ تو چیخنے لگی۔ اور جانے سے انکار کیا۔ بڑی دیر تک ہم نے اس کو سمجھایا۔ لیکن وہ نہ مانی۔ اور یہی کہا۔ کہ میں یہیں رہوں گی۔ اور پھر گز نہ جاؤں گی + میں بڑا پریشان ہوا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ زبردستی کرتا ہوں۔ تو بہت بےجا ہے۔ اگر اُس سے جانے کو کہا جاتا ہے۔ تو

بُری طرح شور وغل کرتی ہے۔ آخر میں نے بھی مناسب نہ سمجھا۔ کہ اس کو زبردستی نکالا جائے۔ بلکہ یہ خیال کیا۔ کہ دو ایک روز بعد سمجھا بُجھا کر روانہ کردیں گے۔ اس کو ایک جگہ ٹھہرنے کو بتائی۔ اور کھانے پینے کو دیا۔ اب ہم کو فکر ہوئی کہ ان دونوں کو کیسے تلاش کریں۔ اُن دونوں جنگلیوں کو ڈھونڈنے کی تاکید کی۔ اور خود بھی تلاش کرنے کا انتظام کیا۔

اب تارا اور مصطفےٰ کا حال سنئے۔ دو دن تک یہ دونوں سرگردان پھرا کئے۔ کہ ایک روز ان کو کئی جنگلی مل گئے۔ یہ جنگلی ان سے بالکل نہ ڈرے نہ ان پر کسی قسم کا شبہ کیا۔ بلکہ اپنے ساتھ لے گئے۔ رات کو ایک جگہ ٹھہرایا۔ اور دوسرے دن دوپہر تک ان کو ایک بستی میں لائے۔ وہاں دن بھر ان کو رکھا۔ دوسرے دن پھر صبح ہی صبح چل دیئے۔ راستہ میں ان کو ایک چیز عجیب نظر آئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ انہوں نے ایک ٹیلہ دیکھا۔ کہ اُس پر ایک کچا مکان تھا۔ جس کا دروازہ بھدا سا تھا۔ اور بند تھا۔ جب یہ مع اپنے ساتھیوں کے اُس کے قریب پہنچے۔ تو ان کے ساتھیوں نے اُس کی طرف ہاتھ جوڑ کر ٹبو ٹبو کہنا شروع کیا۔ ان دونوں نے کچھ نہ سمجھا۔ سوائے اس کے کہ ان کا مندر یا کوئی اَور پوجا کرنے کی جگہ ہوگی۔ راستہ میں کئی جگہ ایسے ہی ٹیلے ملے۔ اور انہوں نے اُسی طرح ہاتھ جوڑ کر ٹبو ٹبو کہا۔

شام کے وقت یہ لوگ دوسری بستی میں پہنچے۔ جو کافی بڑی تھی۔ اس میں دوکانات بھی تھیں۔ اور ہر طرح سے خوب تھی مکانات بھی عمدہ عمدہ تھے۔

ان کو ایک بڑے مکان پر لے گئے۔ وہاں کچھ آدمی زمین پر چٹائی بچھائے بیٹھے تھے۔ ان میں ایک آدمی سردار معلوم ہوتا تھا۔ ایک شخص نے ان دونوں کو پہچان لیا۔ اور انہوں نے بھی اس کو پہچان لیا۔ یہ ان لوگوں میں کا ایک آدمی تھا۔ جو کہ تار کی ناک دبائے جانے والے دن موجود تھا۔ اس نے ان دونوں کو دیکھ کر بہت غصہ کا اظہار کیا۔ اور سب لوگوں سے کچھ کہا۔ کیونکہ یہ بخوبی واقف تھا۔ کہ مصطفٰے نے عورت کو چپکے سے چھوڑ کر بھاگ جانا چاہا تھا۔ اور اس طرح ان کے یہاں کی رسم کی بے عزتی کی تھی۔

یہ سنتے ہی چار پانچ آدمی ایک دم سے ان دونوں پر ٹوٹ پڑے اور ان دونوں کو پکڑ کر قید کر لیا۔ اب تو یہ بہت گھبرائے۔ وہاں سے پکڑ کر ان کے ہاتھ باندھ کر لوگ بستی سے باہر لے گئے۔ راستہ میں جو بھی ان کو ملتا تھا۔ وہ ان کے ساتھیوں سے کچھ پوچھتا تھا۔ اور جواب پا کر ان کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھ کر کچھ اپنی زبان میں بڑبڑاتا تھا۔ ان کو بستی کے باہر ایک مختصر سے مکان میں لائے۔ اور وہاں ان کو ایک کوٹھری میں ڈال دیا۔ اس جگہ ان کا کل سامان بھی چھین کر رکھ لیا گیا۔

ان کی حالت بڑی بے بسی کی تھی۔ تار مصطفٰے کو بہت ملامت کر رہا تھا۔ کہ اس عورت کا ساتھ چھوڑ کر یہ مصیبت کیوں مول لی۔ مگر اب کیا ہوتا تھا۔ روز ان کو کھانا دے دیا جاتا تھا۔ اور یہ ایک تاریک کوٹھری

ہیں پڑے رہتے تھے۔ جس پر کہ سنتری کا پہرہ رات دن رہتا تھا۔ کئی روز بعد ان کے اس تنگ قید خانے میں دو آدمی اَور قید کئے گئے۔ اور دو تین روز بعد ایک آدمی اَور آیا۔ کئی دن اسی طرح گذر گئے۔ اور اب ان کے ہاتھ پاؤں بھی کھول دیئے گئے تھے۔ ایک روز انھوں نے اندر سے کچھ آوازیں آدمیوں کی سنیں۔ جیسے کہ بہت سے آدمی آئے ہیں۔ اور باتیں کر رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد بہت سے مسلح آدمی ان کے قید خانہ کے دروازہ پر آئے۔ دروازہ کھولا گیا اور کچھ آدمیوں نے اندر داخل ہوکر ایک ایک کر کے سب کو باندھنا شروع کیا۔ باندھ کر یہ باہر نکالے گئے۔ باہر بہت سے آدمی جمع تھے۔ ان میں ایک شخص ان کا سردار معلوم ہوتا تھا۔ یہ لوگ باندھ کر بٹھا دیئے گئے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی کو علیحدہ کیا گیا۔ اور اس کا سر بڑی بے رحمی سے کاٹ لیا گیا۔ اور بدن میں برچھے بھوکے گئے۔ مصطفٰے اور تار نے سمجھ لیا۔ کہ بس آج موت آگئی۔ لیکن خدا کارساز ہے۔ اس نے ان کی موت ٹال دی۔ وہ اس طرح سے۔ کہ اسی درمیان میں ایک شخص دوڑا آیا۔ سردار سے آکر کچھ کہا۔ اُس سے بات کرنے کے بعد ہی ان کو وہاں سے اٹھایا۔ اور قید خانے میں واپس لے گئے۔ یہاں اس کے دروازے پر انہوں نے ایک چھوٹا سا کمرہ دیکھا۔ اس کا دروازہ اس وقت کھلا ہوا تھا اس دروازے میں انہوں نے اپنا کل سامان رکھا دیکھا۔ صرف ان کی بڑی

پیش قبضیں غائب تھیں ۔ یہاں ان کو کچھ دیر کھڑا رہنا پڑا ۔ کیونکہ جو لوگ آئے تھے ۔ وہ واپس جا رہے تھے ۔ اور ان کا نگہبان بھی اُدھر ہی تھا ۔ یہ بندھے تو تھے ہی ۔ ان کے بھاگنے کا ڈر بھی نہ تھا ۔ مصطفٰے نے چپکے سے اس کمرے میں داخل ہو کر ہاتھ بندھے ہونے پر بھی اپنی ایک چھوٹی پیش قبض اٹھا کر بڑی دشواری سے کپڑوں میں رکھ لی ۔ تھوڑی ہی دیر بعد ان کا سنتری آ گیا ۔ اور ان کو اندر داخل کر دیا ۔ اور ان کے ہاتھ کھول دیئے ۔ جب یہ آئے تھے ۔ تو چمڑے کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں پہنا دی گئی تھیں ۔ یہ بیڑیاں گیلی پہنائی گئی تھیں ۔ وہ دو ایک ہی دن میں سوکھ کر لوہا ہو گئی تھیں ۔ ایسی کہ ان کا کٹنا بھی مشکل تھا ۔ جب یہ لوگ قید خانے کے اندر آئے ۔ تو تار کو مصطفٰے نے وہ پیش قبض دکھائی تار بہت خوش ہوئے ۔ اور فوراً اپنی بیڑیاں کاٹنی چاہیں ۔ مصطفٰے نے سمجھایا ۔ کہ پہلے نکلنے کی تدبیر سوچنی چاہیئے ۔ بعد اس کے بیڑیاں کاٹنی چاہیں ۔ غرض یہ لوگ رات کے منتظر رہے ۔ جب رات آئی اور چاروں طرف سناٹا چھا گیا ۔ تب مصطفٰے نے اپنی اور تار کی بیڑیاں کاٹیں ۔

اب یہ سوال پیدا ہوا ۔ کہ باقی دو قیدیوں کو بھی رہا کر دیں ۔ یا یونہی رہنے دیں چنانچہ یہ رائے ہوئی ۔ کہ ان کو بھی رہائی دینا چاہیئے ۔ ان کی بھی بیڑیاں کاٹ دیں ۔ مگر زیادہ مشکل یہ سوال تھا ۔ کہ باہر کس طرح نکلیں ۔ کچھ سوچ بچار کے بعد پیش قبض سے دیوار کھودنا شروع کی ۔ لیکن اس میں ناکامی

ہوئی۔ کیونکہ یہ مکان ایک اونچے ٹیلے پر تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دیوار قید خانہ کے ٹیلے ہی کا حصہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے بہت کھودا۔ مگر دوسرا سرا نہ ملا۔ دروازے کی طرف کھودتے ہیں یہ ڈر تھا۔ کہ اگر سنتری کو شبہ ہو گیا۔ تو کیا کریں گے۔ آخر چھت کی طرف متوجہ ہوئے۔ تار چاروں ہاتھ پاؤں کے بل ہو گئے۔ مصطفےٰ ان کے اوپر کھڑا ہو گیا۔ اور کوشش کی۔ لیکن اس جگہ بھی ناکامی ہوئی۔ کیونکہ بڑے بڑے موٹے لٹھے چھت میں لگے ہوئے تھے۔ صرف ایک تدبیر سوجھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ شور کریں۔ اور سنتری کو جگا دیں۔ وہ ضرور دروازہ کھول کر اندر آ کر دیکھے گا۔ بس اسی وقت اس کو مار ڈالیں۔ اس کے سوا اَور چارہ ہی نظر نہ آیا۔ تار نے مارنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ یہ سوچ کر مصطفےٰ نے دروازہ کھڑکھڑانا اور شور کرنا شروع کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس ہنگامے کی آواز سن کر پہرہ دار آیا۔ اور دروازے کے قریب آ کر بکنے لگا۔ لیکن اس کے جواب میں اَور زیادہ شور کیا گیا۔ اُس نے مجبوراً دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی مصطفےٰ کا مضبوط ہاتھ پہرہ دار پر پڑا۔ اور قبل اس کے کہ وہ بولے۔ اُس کو اٹھا کر دے مارا۔ اتنے میں تار یلا ئے ناگہانی کی طرح ملک الموت بن کر اُس کے اوپر جھپٹ پڑے۔ اور چشم زدن میں اس کو ذبح کر کے رکھ دیا۔

اس کے بعد ان دونوں نے اپنا سب سامان لے کر درست کیا۔ اور ان دونوں قیدیوں سے بھی چلنے کو کہا۔ اور ساتھ لے کر چل دئے۔ تھوڑی

ہی دور چلے ہوں گے۔ کہ اُن قیدیوں میں سے ایک بھاگ نکلا۔ مصطفےٰ نے دوسرے کو پکڑ لیا۔ کہ کہیں یہ بھی نہ بھاگ جائے۔ اور تار سے کہا۔ کہ لینا جانے نہ پائے۔ تار بھی جنگلی بلّے کی اولاد میں سے تھے۔ وہ بھلا ان کا اندھیرے میں بھاگنے میں کیا مقابلہ کرتا۔ ایک دم میں اُسے جا لیا۔ اور اُس کا سر کاٹ کر لئے ہوئے واپس آئے۔ اور سر مصطفےٰ کو دکھایا۔ اور اب دوسرے کو بھی قتل کرنا چاہا۔ لیکن مصطفےٰ نے کہا کہ اس کو بے فائدہ مت مارو۔ غرض اس آدمی کو لے کر بھاگنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دور اَور گئے ہوں گے۔ کہ یہ بھی مصطفےٰ کا ہاتھ جھٹک کر بھاگا۔ تار دانت پیس کر اس کے پیچھے دوڑے۔ اور تھوڑی ہی دور جا کر اس کو پکڑ لیا۔ لیکن یہ تار سے مضبوط تھا۔ اُس نے اِن کو دے مارا۔ اور گلا دبانا چاہا۔ خوش قسمتی سے تار کے منہ میں اس کی ناک آ گئی۔ انھوں نے اس کے ناک کو اس زور سے کاٹا کہ وہ بلبلا اُٹھا۔ اب تار نے اس کو پکڑ کر اس کے سر پر ایسا پیش قبض مارا کہ اُس کا سیدھا کان کٹ کر الگ ہو گیا۔ اور وہ بھاگ گیا۔ تار کان ہی لے کر چل دیئے۔ آ کر مصطفےٰ کو دکھایا۔ اور کُل قصہ بیان کیا۔ مصطفےٰ کو بہت ہنسی آئی۔ اور اب دونوں زور سے ایک سمت کو بھاگ نکلے۔ ان کو اب یہ اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں یہ لوگوں سے نہ کہہ دے۔ اور وہ ان کو گھیر لیں تو اور مصیبت آئے۔

اب اس آدمی کا حال سنئے۔ وہ دوڑا ہوا آبادی میں گیا۔ اور کُل ماجرا وہاں جا سنایا۔ انھوں نے جلدی سے چاروں طرف آدمی دوڑائے۔ کہ جس کو

جس جگہ خبر ملے۔ وہ وہیں کے آدمیوں کو جمع کر کے انہیں ڈھونڈھنا شروع کر دے۔ یہ کچھ لوگ ادھر سے بھی ان کی کھوج میں روانہ ہوئے۔

تارا اور مصطفٰے اندھیری رات میں ہوا کی طرح بھاگے جاتے تھے۔ ان کا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ جتنی جلدی ہو سکے اپنے آپ کو اس جگہ سے دور پہنچا دیں۔ جب بہت دور نکل آئے۔ تو اُن کو ذرا اطمینان ہوا۔ اور کچھ دیر تک سستائے۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ آرام کر کے انہوں نے پھر چلنا شروع کیا۔ ان کو اس کا وہم و گمان تک نہ تھا۔ کہ ہمیں پکڑنے کا بہت زبردست انتظام کیا جائے گا۔ رات کا بڑا حصہ گذر چکا تھا۔ اور یہ چلے جا رہے تھے کہ ان کو دور سے کچھ روشنی نظر آئی۔ یہ ذرا دیر کے لئے رُکے۔ کہ دیکھیں یہ روشنیاں کیسی ہیں۔ اور کون لوگ ہیں جب روشنیاں ذرا اور قریب آئیں۔ تو اُن کو معلوم ہوا۔ کہ جنگلی لوگ مسلح ہو کر مشعلیں لئے انہیں تلاش کر رہے ہیں۔

یہ ایک دم بھاگ کھڑے ہوئے اور دوسری سمت اختیار کی۔ لیکن اُس طرف بھی لوگوں کو روشنی لئے تلاش کرتے ہوئے دیکھا۔ اب تو یہ بہت گھبرائے۔ اور ان جنگلیوں کو مان گئے۔ کہ انہوں نے کس خوبی سے ہمارے گھیرنے کا انتظام کیا ہے۔ بجائے ایک دم سے پیچھا کرنے کے چکر کھا کر گھیر لیا۔ در اصل انہوں نے بستی بستی تیز ہرکارے دوڑا دیئے تھے۔ جنہوں نے چاروں طرف سے نکل کر تلاشی شروع کر دی تھی۔ تھوڑی ہی

دیر میں اور روشنیاں آگئیں۔ اور سب طرف روشنی ہی روشنی نظر آنے لگی۔
وہ لوگ اب کچھ قریب بھی آگئے تھے۔ اب صرف یہ سمت تھی۔ جدھر
کو دوڑنے کے لئے ان کو راستہ صاف نظر آیا۔ اُدھر ہی یہ دونوں تیزی
سے چل دیئے۔ لیکن جنگلیوں نے ان کو دیکھ لیا۔ اور چاروں طرف سے
مہیب آوازیں بلند کر کے ان کے پیچھے دوڑنے لگے۔ یہ بھی سر پہ پاؤں
رکھ کر بھاگے۔ لیکن پیچھا کرنے والوں نے ارادہ کیا۔ کہ چکر کاٹ کر آگے
پہنچ جائیں۔ اور ان کا راستہ روک لیں۔ یہ ان کی اس تدبیر کو سمجھ گئے تھے
اور چاہتے تھے۔ کہ تیزی سے نکل چلیں۔ تاکہ سامنے سے راستہ نہ گھر جائے۔
مگر ان کی یہ تدبیر ناکام سی معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ حلقہ کرنے والے ان کو
حلقہ میں لیتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو کچھ لوگ سامنے سے بھی
آتے نظر پڑے۔

اب تو ان کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اِدھر اُدھر اُلٹا سیدھا بھاگنا
شروع کیا۔ اتفاق سے ایک بڑے ٹیلے کے پاس پہنچے۔ یہ ٹیلہ ویسا ہی
تھا۔ جیسا کہ انہوں نے اکثر دیکھا تھا۔ اور جس کو دیکھ کر جنگلی لوگ ٹبو ٹبو
کرنے لگتے تھے۔ ان کی سمجھ میں اور کچھ تو آیا نہیں۔ اسی پر دوڑ کر چڑھ گئے۔
جب چوٹی پر پہنچے۔ جہاں کہ جھونپڑا بنا تھا۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ہر طرف سے
آدمی ہی آدمی دوڑے چلے آرہے ہیں۔ اب اُنہوں نے ارادہ کر لیا۔ کہ
اسی جگہ مار کر مر جائیں گے۔ چنانچہ اس ذرا دیر کی مہلت میں بندوق اور پستول

سے درست ہو کر کھڑے ہو گئے۔ چاروں طرف سے آدمیوں نے اس ٹیلہ کو گھیر لیا۔ لیکن اوپر کوئی نہ آیا۔

صبح ہو چلی تھی۔ اور ہر ایک دوسرے کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ یہ منتظر تھے۔ کہ یہ لوگ اوپر آئیں۔ لیکن کوئی نہ آیا۔ صرف نیچے کھڑے ہُوہُو کہا کئے اور منہ چڑایا کئے۔ بڑی دیر ہو گئی۔ تو اُن کو تعجب ہونے لگا۔ کہ آخر یہ کیوں اوپر نہیں آتے۔ یہاں تک کہ خوب دن بھی نکل آیا۔ مگر کوئی اوپر نہ آیا۔ ان لوگوں کو اب یہ خیال گذرا۔ کہ شاید انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ ہم گرفتار تو ہیں ہی۔ جب جی چاہے گا۔ چڑھ کر مار ڈالیں گے۔ یہ لوگ تیار بیٹھے بیٹھے تھک گئے۔ مگر کوئی نہ آیا۔ سورج تیز ہوتا جاتا تھا۔ اور گرمی بڑھتی جاتی تھی یہ رات بھر کے تھکے ماندے تھے۔ بھوک اور پیاس کے مارے اُن کا بُرا حال تھا۔ اور موت کے سوا کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

جب یہ انتظار کرتے کرتے تھک گئے۔ اور دھوپ سے بےچین ہونے لگے۔ تو یہ ارادہ کیا۔ کہ چل کر اس جھونپڑے کو کھولنا چاہئے۔ کہ کچھ دیر اس میں آرام کریں۔ یہ سوچ کر جھونپڑے کے پاس آئے۔ لیکن اس کا دروازہ موٹی موٹی لکڑیوں سے جُڑا ہوا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ تازہ ہی بنا ہے۔ مصطفےٰ اور تار نے بدقت تمام اس کی لکڑیاں کھینچ کر علیحدہ کیں۔ اندر جو داخل ہوئے۔ تو عجیب تماشہ نظر آیا۔ ایک تازہ قبر بنی ہوئی تھی۔ اور اس کے پاس ایک چبوترہ تھا۔ اس پر طرح طرح کے خشک اور تر کھانے

رکھے تھے۔ جن میں خشک زیادہ تھے۔ کھانے اتنے تھے۔ کہ اگر اس وقت سو ڈیڑھ سو آدمی ہوتے۔ تو بھی کچھ بچ ہی رہتا۔ اسی مقدار میں مٹی کے بڑے بڑے برتنوں میں صاف شفاف پانی بہت سا رکھا تھا۔

اس خداداد سامان کو دیکھ کر یہ لوگ مارے خوشی کے اچھل پڑے اور بے تکلف کھانے میں مشغول ہو گئے۔ خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور پانی پیا۔ جب ذرا کھانا پیٹ میں پہنچا۔ تو انہیں اور باتیں سُجھائی دیں۔ اب ان کی سمجھ میں یہ آیا۔ کہ یہ کھانا مردے کی روح کے کھانے کے لئے انہوں نے اپنی دانست میں رکھا ہوگا۔ یہ بھی قیاس میں آیا۔ کہ اسی وجہ سے یہ لوگ اوپر نہیں چڑھتے۔ اور اس جگہ کی عزت کرتے ہیں۔ یہ خیال کر کے یہ دونوں بہت خوش ہوئے۔ اور اطمینان ہوا۔ کہ اب یہ لوگ اوپر نہ چڑھیں گے۔ لیکن پھر بھی ڈر ضرور تھا۔ انہوں نے اپنے اس خیال کی آزمائش کرنی چاہی۔ دونوں نے اوپر سے نیچے والوں کو گھونسے اور تھپیڑ دکھائے لیکن انہوں نے سوائے خفگی کے اور گھونسے دکھانے کے اور کچھ نہ کیا۔ ان دونوں نے اوپر سے لوگوں کو تاک تاک کر پتھر اور ڈھیلے مارنا شروع کئے۔ لیکن اب بھی کوئی اوپر نہ چڑھا۔ اب تو اُن کو کامل یقین ہو گیا۔ کہ یہاں کوئی نہ آئے گا۔ اور یہ دونوں مزے سے جھونپڑے میں جا کر سو رہے۔

شام کے وقت دونوں اُٹھے۔ اور پھر کچھ کھا پی کر دل بہلانے کے لئے کنارے پر آئے۔ وہاں جب جنگلی کو بھی بے خبر پایا۔ تاک کر ایک ڈھیلا

رسید کیا۔ تار کا نشانہ ڈھیلا مارنے میں صاف تھا۔ انہوں نے جس کی کھوپڑی پر ایک ڈھیلا مار دیا۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے وہیں دراز ہو گیا۔ ایک طرف حملہ کرنے سے جب اُدھر کے لوگ ہوشیار ہو جاتے۔ اور زد سے نکل جاتے تو یک لخت دوسری طرف حملہ آور ہوتے۔ اس شغل میں ان کا دل بھی بہلتا تھا۔ اور دشمنوں کو بھی پریشان کرتے تھے ۔

رات آرام سے کاٹی۔ صبح اُٹھ کر پھر وہی ڈھیلے بازی شروع کر دی۔ ایک جگہ کئی آدمیوں کو بے خبر بیٹھا ہوا دیکھا۔ اوپر سے ایک بہت بھاری پتھر لڑھکا دیا۔ یہ پتھر ایک دم سے اُن کے اوپر جا گرا۔ جس سے دو آدمی مر گئے۔ اور کئی زخمی ہوئے۔ اسی طرح یہ اپنے دشمنوں کو عاجز کر رہے تھے کہ ان کو وہی شخص نظر پڑا۔ جس کا کان تار کاٹ لائے تھے۔ اور جس نے یہ کُل طوفان اُٹھایا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس مخبری کے صلے میں اس کو معافی مل گئی تھی۔ اور وہ آزادی سے گھوم رہا تھا۔ تار نے اس کو دیکھ کر گالیاں دیں۔ اور اس کی طرف ڈھیلے پھینکے۔ پھر یہ صلاح کی۔ کہ اس بدکردار کو گولی سے بلکہ گراپ چھرے سے زخمی کرنا چاہئیے۔ تاکہ بُری طرح تکلیف سے مرے۔ اور اپنی سزا پائے۔ لیکن مصطفٰے نے منع کیا۔ اور کہا گولی سے مارنا چاہئیے۔ چنانچہ تار نے ایک گولی بھر کر اس کے ماری۔ گولی کھاتے ہی وہ گر پڑا۔ ہر طرف گڑبڑ مچ گئی۔ لوگ آواز سے ہی گھبرا گئے تھے اب جو انہوں نے اس آواز کا نتیجہ دیکھا۔ تو بڑے حیران ہوئے۔ اور ادھر

اُدھر بھاگنے لگے۔ سب پر ان کا رعب غالب آگیا۔ اور وہ دور ہٹ گئے۔ کہ اب بندوق کی زد سے باہر ہو جائیں۔ تار اس نتیجہ پر بہت خوش ہوئے اور رائے دینے لگے۔ کہ کچھ اور لوگوں کو مارنا چاہیئے۔ تاکہ یہ سب لوگ بھاگ جائیں +

ہمیں ڈر تھا۔ کہ آخر یوں کب تک گذر کیا کریں گے۔ کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ چنانچہ یہ سوچا گیا۔ کہ کل سے ڈھیلوں کا حملہ اس زور سے شروع کرو۔ کہ یہ لوگ کچھ دور ہٹ جائیں۔ اُس کے بعد انہیں چھرّے کی زد سے ہٹا کر باہر کرو۔ اور پھر اس کے بعد گولی کی زد سے بھی باہر کر دو۔ اور ایک اندھیری رات کو چپکے سے نکل چلو + ہمارے پہرہ داروں کی تعداد بہ نسبت بیشتر سے کم ہو گئی تھی۔ اور وہ چار ٹکڑیوں میں تقسیم ہو کر چار طرف پہرہ دیتے تھے۔ چنانچہ دوسرے ہی دن صبح سویرے ہم کچھ کھا پی کر پتھروں سے نیچے والوں پر حملہ آور ہوئے۔ اور ایسا لگاتار مینہ برسایا۔ کہ وہ بے حد پریشان ہو گئے + دن بھر بارش برابر جاری رکھی۔ اور رات کو چاندنی میں بھی حملہ کرتے رہے۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ اُنہوں نے ڈھیلوں کی زد کے باہر مقام کر لیا۔ دو تین روز تک اینٹوں اور پتھروں کی بارش جاری رکھی۔ یہاں تک کہ دن کو اور رات کو دونوں وقت ان کو زد سے باہر بیٹھنا پڑا۔ اور وہیں انہوں نے مستقل قیام کر لیا۔ اس کے بعد بندوق میں چھوٹا چھرّا بھر کر ان کی طرف چلانا شروع کیا۔ دو تین فیر میں سب کے سب بدحواس ہو گئے۔

اور ہٹنے لگے - یہاں تک کہ دم بھر میں زد سے باہر ہو گئے - رات کو بھی ہم نے انہیں آگے نہ بڑھنے دیا - جو بھی ادھر آیا - بھون لیا گیا + تار کی رائے ہوئی - کہ آج ہی ان کو گولی کی زد سے باہر نکال دو - لیکن مصطفے نے کہا کہ اگر ایک دم سے اتنا ہٹا دیا گیا - تو اور بہت سے آدمی ان کی مدد کو آجائیں گے - اور ہمارے گرد بڑا حلقہ بنالیں گے - اُس کے علاوہ اندھیری راتوں کا بھی انتظار تھا + اسی طرح سے اور کئی دن گذر گئے - اور ان لوگوں کی آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی - یہاں تک کہ اندھیری راتیں آگئیں - اب یہ لوگ پھرے پر مشعلیں جلانے لگے +

ایک روز ان دونوں نے صلاح کی - کہ آج ان لوگوں کو جتنی بھی دور ہو سکے ہٹا دو - اور یہاں سے نکل چلو - ورنہ دوسرے روز یہ مدد بلالیں گے + چنانچہ دن ڈھلنے کے بعد انہوں نے چلنے کا سامان ٹھیک کر لیا - کھانے پینے کی جو چیزیں مل سکیں - لے لیں - پانی چھاگلوں میں بھر لیا - اور گولیاں چلانی شروع کر دیں - جنگلی بہت گھبرائے - اور اپنی جگہ کو چھوڑ کر بھاگے - ان کے آدمی کم تھے - اس لئے پہاڑی کے گرد حلقہ بڑھ گیا - اور شام ہوتے ہوتے ان کے بہت سے آدمی بھی ڈھیر ہو گئے - جنگلیوں کو معلوم نہ تھا - کہ گولی کہاں تک مار سکتی ہے - اس لئے رات کے وقت ان کو اپنا حلقہ بہت سا بڑھا دینا پڑا - جس کی وجہ سے ان کے بھاگ نکلنے کو بہت سے راستے بن گئے +

جب خوب رات ہوگئی۔ اور ہر طرف اندھیرا اور سناٹا چھا گیا۔ تو یہ دونوں ٹیلے پر سے آہستہ آہستہ دبے پاؤں بلی کی طرح اُتر آئے۔ اور لیٹے لیٹے جھاڑیوں اور چٹانوں کی آڑ پکڑتے ہوئے چل دیئے۔ ذرا ذرا سی دیر بعد رُک جاتے۔ اور کان لگا کر سنتے۔ کہ کوئی آ تو نہیں رہا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ ان کے حلقے میں سے صاف نکل آئے۔ اور پھر بھاگنا شروع کیا۔ صبح تک برابر بھاگا کئے۔ دوسرے دن بھی برابر بھاگتے رہے۔ جب بالکل تھک جاتے۔ تو رُک جاتے۔ ذرا دیر بعد پھر بھاگنا شروع کر دیتے۔ حتیٰ کہ کھانا بھی بھاگتے ہی میں کھاتے۔ رات کو درخت پر بسیرا کیا کرتے۔ اور صبح ہونے سے پیشتر ہی پھر بھاگ نکلتے۔ جنگل کے باہر بالکل نہ آتے تھے۔ بلکہ جنگل کے اندر ہی اندر چلتے تھے۔ ایک دریا ملا۔ اس کو تیر کر پار کر گئے۔ اور تین چار روز متواتر چلتے رہے۔ جب سب خطرہ جاتا رہا۔ تب چین سے بیٹھ کر دم لیا۔ اب ان کو یہ فکر ہوئی۔ کہ جہاز پر کس طرح چلنا چاہیئے۔ چنانچہ اندازاً سمندر کی سمت کو چل پڑے۔ کہ اگر وہاں پہنچ جائیں گے۔ تو شاید کوئی صورت نکل آوے۔ تین چار روز ہی میں یہ دونوں بہت پریشان ہوگئے۔ جو کچھ کھانے کو لائے تھے وہ ختم ہو چکا تھا۔ شکار پر بسر کرتے تھے۔ یا کوئی اور چیز پیٹ بھرنے کے قابل ملتی۔ تو اُس سے پیٹ بھر لیتے تھے۔

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ یہ دونوں ایک پہاڑی کی گھاٹی میں سے ہو کر گذرے۔ دوسری طرف پہنچے۔ تو ایک نہایت ہی شاداب خطۂ زمین نظر

آیا۔ ایک خوب صورت ٹھنڈے پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔ دور دور تلک سبزہ ہی سبزہ نظر آرہا تھا۔ غرض بہت ہی شاداب جگہ تھی۔ سورج پہاڑی کے پچھواڑے چلا گیا تھا۔ اور ان کی طرف بڑی دور تک سایہ ہی سایہ تھا۔ یہ دونوں اس جگہ سے ایسے خوش ہوئے۔ کہ چشمہ کے کنارہ بیٹھ کر پانی سے کھیلنے لگے۔ ایک جگہ چشمہ کا پانی کٹکر دور تک زمین میں بھر گیا تھا۔ اور کسی جگہ گھٹنوں گھٹنوں سے زائد نہ تھا۔ بلکہ زیادہ جگہ گھٹنے سے نیچا ہی تھا۔ تارنے جو بغور اس طرف نظر کی۔ تو ان کو ایک بڑی سی مچھلی نظر آئی جو شاید چشمہ سے اِدھر کو بہہ آئی تھی۔ تارخوشی سے اوچھل پڑے۔ اور فوراً پانی میں گھس کر چشمہ کی طرف کا راستہ گھیر لیا۔ تاکہ مچھلی واپس نہ جانے پائے۔ مصطفےٰ نے جلدی جلدی بڑے بڑے پتھر دینے شروع کئے۔ اور تارنے چشمے کے راستے پر بند باندھنا شروع کیا۔ جب راہ اچھی طرح رُک گئی۔ تو تار مچھلی کے پیچھے اپنا پیش قبض لے کر دوڑے۔ پانی کم سے کم پچاس مربع گز زمین میں بھرا تھا۔ اور زیادہ تر اُتھلا تھا۔ تار سارے پانی کو میلا کر چکے تھے۔ اور مچھلی پر کئی وار بھی کر چکے تھے۔ اور گو سب وار خالی ہو گئے تھے۔ لیکن وہ برابر پانی اُڑاتے۔ اور بھیگتے ہوئے اُس کے پیچھے دوڑتے رہے۔ مصطفےٰ جگہ جگہ مچھلی کو پتھر اور ڈھیلے پھینک پھینک کر روکتا۔

یہ دونوں مچھلی پکڑنے میں مشغول تھے۔ کہ یک لخت ایک طرف سے شور

کی آواز آئی۔ تار گھبرا کر پانی سے باہر نکل آئے۔ اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے اتنے میں دیکھا۔ کہ ایک آدمی بھاگتا ہوا آرہا ہے۔ فوراً ہی ایک اور آدمی اس کے پیچھے چیختا چلاتا اور دوڑتا ہوا دکھائی دیا۔ اُنھوں نے ان کو دیکھا ہی نہیں۔ اور یہ چپکے کھڑے رہے۔ یکایک اگلے آدمی نے اپنے قدم کچھ ڈھیلے کئے۔ اور پھر ایک دم سے پلٹ کر اپنا پیچھا کرنے والے سے دست وگریبان ہو گیا۔ اور فوراً اسے اُٹھا کر پٹخ دیا۔ اور نیچے دبا لیا۔

اب تار اور مصطفےٰ چلاتے ہوئے اس کی طرف دوڑے۔ ان کو دیکھتے ہی اس نے ایک ہاتھ چاقو کا اپنے حریف کے مارا۔ اور وہاں سے بھاگا۔ تار نے اس کا پیچھا کیا۔ لیکن وہ نہ ملا۔ مصطفےٰ جب قریب پہنچا۔ تو آدمی کو بیہوش پایا۔ اُس کے بازو پر ایک زخم لگا تھا۔ جس سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے فوراً اپنا رومال نکالا۔ جو اتفاق سے اب تک موجود تھا۔ اور تار سے پانی منگا کر زخم کو دھویا۔ اور پٹی باندھ دی۔ تار چشمہ سے اور پانی لے آئے۔ کچھ اُس کے منہ پر چھڑکا۔ کچھ اُس کے حلق میں ٹپکایا۔ اُس سے اس کو تھوڑی دیر میں ہوش آگیا۔ اور زخمی نے اپنا سر ذرا اُٹھا کر اپنے مددگاروں کو دیکھا۔ مصطفےٰ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے تسلی دی۔ اُس نے اشارہ سے شکریہ ادا کیا۔ اور ساتھ ہی مصطفےٰ کے زانو پر سے اپنا سر اُٹھانا چاہا۔ لیکن اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ اتنے میں بہت سے آدمیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ دونوں اُس کو

اسی طرح چھوڑ کر بھاگے۔ اور جلدی سے ایک گھنے درخت پر چڑھ کر چھپ گئے۔ اتنے میں پندرہ بیس آدمی موقعہ پر آپہنچے۔ زخمی کے قریب آئے۔ اور زخم کو دُھلا اور پٹی کو بندھا دیکھ کر سخت حیران ہوئے۔ اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ کچھ لوگ نقش قدم تلاش کرنے لگے۔ لیکن چونکہ اس جگہ گھاس تھی اس وجہ سے کچھ پتہ نہ لگا سکے۔ آخر انہوں نے زخمی کو اُٹھانا چاہا۔ وہ ہوش میں آگیا۔ اور خود اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اور اپنی پٹی کی طرف اشارہ کرکے کچھ کہنے لگا۔ آخر ایک آدمی کے سہارے سے اُٹھا۔ مگر کھڑے ہوتے ہی درد سے بیتاب ہو کر بے ہوش ہو گیا۔ لوگ اُس کو اُٹھا لے گئے۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ گرنے کی وجہ سے بازو سے زیادہ اُس کی ٹانگ میں چوٹ یا موچ آگئی تھی۔ جو وہ چلنے سے معذور ہو گیا تھا۔

جب سب لوگ چلے گئے۔ اور خاموشی چھا گئی۔ تو پھر یہ دونوں نیچے اُتر آئے۔ اور تار فوراً اپنی مچھلی پکڑنے دوڑے۔ اس دفعہ مصطفٰے بھی پانی میں گھس گیا۔ ایک طرف سے تار بڑھے۔ اور ایک طرف مصطفٰے۔ دونوں نے وار پر وار کرنے شروع کئے۔ کچھ لگتے۔ اور کچھ خالی جاتے۔ کہ تار نے مصطفٰے سے کہا۔ کہ تم باہر نکل جاؤ۔ میں ابھی اس مچھلی کو بھگا بھگا کر تھکائے لیتا ہوں۔ چنانچہ تار نے اب پانی میں بے تحاشہ اُس کے پیچھے دوڑنا شروع کیا۔ پانی کم تھا۔ اور مچھلی تھی بڑی۔ اچھی طرح تیر نہ سکتی تھی۔ آخر کار تار نے اسے تھکا دیا۔ اور آہستہ آہستہ ہنکا کر کنارہ کی طرف لے آئے۔ پھر

آہستہ سے بڑھ کر اس کی پیٹھ پر اپنا پیش قبض رکھ کر قبضہ تک اُتار دی۔ مچھلی جو زور سے تڑپی۔ تو تار دھڑام سے پانی میں گرے۔ سارے چہرہ پر کیچڑ لپ گئی۔ اُٹھ کر ہنسنے لگے۔ ان کے دانت ایسے لگتے جیسے کہ کیچڑ میں کوڑیاں رکھدی ہیں پیش قبض مچھلی کے بدن میں اسی طرح گڑھ رہی۔ مچھلی کمزور ہوچکی تھی۔ اُس کو پکڑ کر باہر نکالا۔ پیٹ صاف کر کے اس کا گوشت علیحدہ کیا۔ پھر آگ جلا کر کباب بنائے۔ اور کھا کر اسی جگہ سو رہے۔

صبح کو تڑکے ہی اُٹھے۔ تار نے انگڑائی لے کر سُستی دور کی۔ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر مچھلی کے بچے ہوئے گوشت کا ناشتہ کیا۔ اور آگے چل دیئے۔ مصطفٰے کے جوتے بالکل پھٹ گئے تھے۔ اور پاؤں پر سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ تار نے اپنے جوتے مصطفٰے کو دے دیئے۔ اور خود ننگے پیر ہو گئے۔ کیونکہ ان کے پیر تو ایسے تھے۔ کہ اگر کسی بد قسمت کانٹے پر ایڑی یا پنجہ پڑ جاتا تھا۔ تو بجائے چبھنے کے وہ خود ٹوٹ جاتا تھا۔ یا اگر کسی دھاردار کنکری یا پتھر کے ٹکڑے پر پاؤں پڑتا تھا۔ تو اس کی دھار ہی کند ہو جاتی تھی۔ ان کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچتا تھا۔ اکثر بچھو وغیرہ ننگے پیر ہی سے دب کر مر جاتے تھے۔ اس حالت میں ان کو بھلا جوتے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کی دشواریوں کا کہاں تک حال بیان کیا جائے۔ مختصر یہ کہ وہ دس پندرہ دن کی مصیبت کے بعد سمندر کے

کنارے پہنچے۔ لیکن وہاں کیا رکھا تھا۔ خدا معلوم کہاں جا نکلے۔ یہاں بھی کئی دن تک پریشان اور خستہ حال پھرا کئے ؛

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ خستہ حال پریشان ساحل بحر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تار کی اس جگہ بھی یہی عادت رہی۔ کہ اگر کوئی اونچا درخت یا ٹیلہ پاتے۔ تو اس پر ضرور تشریف لے جاتے۔ چنانچہ اس وقت بھی سمندر کے کنارے ایک ٹیلے پر رونق افروز تھے۔ مصطفٰے نیچے بیٹھا خدا جانے کس خیال میں غرق تھا۔ کہ ایک دم سے تار نے "جہاز جہاز" کر کے چلانا شروع کیا۔ تاکہ اُسے اپنی طرف متوجہ کریں ٭ یہ تو اوپر سے جہاز کو دیکھ دیکھ کر چلّا رہے تھے۔ کہ ایک دم سے نیچے سے کئی آوازیں آئیں۔ انہوں نے جو جھک کر نیچے دیکھا۔ تو ایک کشتی نظر پڑی۔ یہ لوگ فوراً اوپر سے نیچے آ گئے۔ یہ ہسپانی لوگ معلوم ہوتے تھے۔ فرانسیسی اور ڈچ زبان بولتے تھے۔ مختصر سوال وجواب کے بعد انہوں نے اُن کو اپنی کشتی میں بٹھا لیا۔ اور کشتی جہاز کی طرف بڑھا دی ؛

جب جہاز کے قریب پہنچے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ جہاز کی چوٹی پر قزاقوں کا سیاہ منحوس جھنڈا لہرا رہا ہے۔ ان لوگوں کی روح نکل گئی اور اپنی جلد بازی پر افسوس کرنے لگے۔ کہ دیکھئے اب کس وبال میں پھنستے ہیں ٭ جہاز بہت بڑا مضبوط اور خوب صورت تھا۔ یہ دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ جہاز پر آ گئے۔ جہاز کا عملہ اور کپتان سب کے چہرے

خونی اور ہیبت ناک تھے۔ ہر ایک کے چہرے سے ظلم اور سفاکی عیاں تھی۔ کل جہاز پر بیس بائیس آدمی کے قریب تھے۔ سب کی آوازیں کرخت اور خوفناک تھیں۔ کپتان اور سب لوگوں نے تارا اور مصطفےٰ کو غور سے دیکھا۔ تارا اس وقت نہایت متین اور سنجیدہ نظر آرہے تھے۔ دو ایک آدمی تارا کو دیکھ کر آپس میں باتیں کر کرکے ہنسنے لگے۔ اور ایک نے تارا کے چپت بھی رسید کردی۔ مصطفےٰ کو اس بات پر بہت غصہ آیا۔ مگر خاموش ہو رہے۔

اس کے بعد تارا اور مصطفےٰ کا مفصل حال دریافت کیا۔ مصطفےٰ نے ان سے پوچھا۔ کہ آیا۔ انہوں نے ہمارا جہاز بھی اس گرد و نواح میں کہیں دیکھا ہے۔ اس کے جواب میں کپتان نے ہنس کر تحقیر آمیز لہجے میں کہا کہ ہاں دیکھا تھا۔ اور اسی کی تلاش میں ہم لگے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر مصطفےٰ کو بہت غصہ آیا۔ مگر کیا کر سکتا تھا۔ خاموش ہو رہا۔ تھوڑی دیر بعد ان سے ہتھیار مانگے۔ انہوں نے چپ چاپ ہتھیار دے دیئے۔ دو آدمیوں نے ان کو اپنے ساتھ لیا۔ اور نیچے کے حصے میں لے آئے۔ وہاں ایک مقفل کمرے کے پاس ان کو روکا۔ اور اس کا قفل کھول کر ان سے اندر داخل ہونے کو کہا۔ یہ چپ چاپ اندر داخل ہو گئے۔ لیکن جو تعجب ان کو اندر داخل ہوتے ہی ہوا۔ اس کے بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ اور قلم اس کو لکھ کر نہیں بتا سکتا۔ یعنے ایک پل میں مصطفےٰ انور سے بغل گیر

تھا۔ جو اس قید خانے میں پیشتر ہی سے موجود تھا۔ اطمینان سے بیٹھ کر دونوں نے اپنی اپنی بیتی اول سے آخر تک کہہ سنائی۔ اور ماموں بھانجوں دونوں نے خوب رو کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ۔

(۱۷)

جب تارا اور مصطفےٰ سارے میں حیران سرگردان پھر رہے تھے۔ ہم لوگوں کو ان دونوں کی طرف سے سخت پریشانی تھی۔ وہ عورت جو مصطفےٰ کی دعوے دار تھی۔ ہم کو کسی طرح بھی چھوڑنے پر راضی نہ ہوئی ہر طرح کی کوششیں ہم نے کر چھوڑیں۔ ڈرایا بھی۔ دھمکایا بھی۔ سمجھایا بھی۔ مگر اس نے ایک نہ سنی ۔ ہم نے اسے رہنے دیا۔ سب لوگ اس کو مصطفےٰ کی بیوی کہتے تھے۔ یہ ہماری بولی بھی سمجھنے لگی تھی ۔

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ میں کشتی پر بیٹھ کر ساحل پر گیا تھا۔ لوگ وہاں سے لکڑی کاٹ رہے تھے۔ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک آدمی اتنے میں آیا۔ یہ کچھ کچھ لنگڑاتا تھا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ پر پٹی بندھی تھی۔ یہ میرے پاس آ کر فضول فضول باتیں اشاروں سے پوچھنے لگا۔ میں بھی اس سے پوچھنے لگا۔ دوران گفتگو میں میں نے اس کی بازو کے زخم کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ اور دیکھنا چاہا۔ چنانچہ اس نے کچھ حال بتایا۔ اور ہاتھ بڑھایا۔ میں نے جو پٹی کھولی۔ تو مجھ کو سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ یہ ایک رومال تھا جس کے کنارہ پر مصطفےٰ کے نام کے حروف

بنے ہوئے تھے۔ مجھ کو سخت تعجب ہوا۔ اور میں نے اُس سے حال دریافت کرنا شروع کیا۔ لیکن وہ ٹھیک نہ سمجھا سکا۔ میں اسے جہاز پر لے آیا۔ وہاں اُس عورت کے ذریعہ سے حال پوچھنا شروع کیا۔ اس نے اُس کو کل حال سنایا۔ اور تفصیل بتائی۔ کہ دو آدمی تھے۔ ایک بالکل کالا۔ اور ایک بالکل گورا تھا۔ انہوں نے مجھ کو بچایا۔ اور یہ پٹی باندھ کر نہ جانے کہاں بھاگ گئے۔ عورت مصطفےٰ کا حال معلوم کر کے بہت خوش معلوم ہوتی تھی۔ وہ ہم لوگوں سے کہنے لگی۔ کہ اُدھر کی طرف کنارہ پر چل کر تلاش کرنا چاہیئے۔ اُس آدمی نے مفصل پتہ دیا۔ ہم نے اس کو اُتار دیا۔ اور اس کی بتائی ہوئی سمت میں جہاز چلایا۔

ایک رات کا ذکر ہے۔ کہ جہاز لنگر ڈالے ایک مقام پر کھڑا تھا۔ رات اندھیری تھی۔ ہوا معمولی چل رہی تھی۔ سب لوگ جہاز پر آرام سے سو رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک شور و غل مچا۔ بندوقوں اور توپوں کی آوازیں آنے لگیں۔ لوگ گڑ بڑا کر اُٹھے۔ معلوم ہوا۔ کہ قزاقوں نے حملہ کیا ہے۔ فوراً سب لوگ مسلح ہو کر جہاز کے تختہ پر دوڑ پڑے۔ معلوم ہوا۔ کہ ایک بڑے جہاز نے ہمارے جہاز کے قریب آکر درمیان میں لکڑی کا پل لگا کر حملہ کر دیا ہے۔ اور اپنے آدمی ہمارے جہاز پر اُتار دیئے ہیں۔ دشمن تعداد میں کم تھے۔ ہم لوگوں کے خبردار ہوتے ہی وہ بھاگ کر پل پر سے اپنے جہاز پر چلے گئے۔ انور اور دو تین جوشیلے اشخاص نے چاہا۔ کہ

اسی پُل کے ذریعہ سے قزاقوں کے جہاز پر اُتر جائیں۔ اور انہیں ماریں۔ چنانچہ انور پُل اُتر گیا۔ اور لوگ اُترنے نہ پائے تھے۔ کہ تختہ اُٹھ گیا۔ اور جہاز علیحدہ ہو گئے۔ انور اُدھر اکیلا رہ گیا۔ اور گرفتار ہو گیا۔ پور ڈ اُدھ

اس وقت کی گڑبڑ میں سوائے چند آدمیوں کے انور کی گرفتاری کا حال کسی کو معلوم نہ ہوا۔ ہمارے جہاز کی طرف سے توپیں چلنے لگیں۔ دوسرے جہاز نے دیکھا کہ ہمارا جہاز چھوٹا ہے۔ چاہا کہ ٹھوکر لگا کر بیکار کر دے یا ڈبو دے۔ یہ دیکھ کر ہمارا جہاز بھاگا۔ ان کو ہماری کمزوری معلوم ہو گئی۔ اور انہوں نے ہمارا پیچھا کیا۔ ہمارا جہاز بوجہ چھوٹا ہونے کے تیز تھا۔ تیر کی طرح نکل گیا۔ رات بھر اُنہوں نے ہمارا پیچھا کیا لیکن ان کی توپوں کے سب فیر خالی گئے۔ اور اکثر ہم ان کی زد ہی میں نہ آئے بلکہ انہیں دور ہی رکھا۔ دن بھر ہمارا پیچھا جاری رہا۔ رات کو پیچھا چھوٹا۔ اور ہماری نظروں سے قزاقوں کا جہاز غائب ہو گیا۔ اسی روز صبح کو انور کے غائب ہونے کا سب کو پتہ چلا۔ مجھ کو سخت تشویش ہوئی۔ اور میں انور سے ہاتھ دھو کر بیٹھ رہا۔ البتہ مصطفیٰ اور تار کی طرف سے اب بھی امید باقی تھی۔

دو تین دن تک اور ہمارا جہاز اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ جب ہر طرح کا خدشہ جاتا رہا۔ تو پھر ہم نے ڈرتے ڈرتے مصطفیٰ اور تار کو تلاش کرنے کے لئے جزیرہ کا رُخ کیا۔ اور اُسی جگہ آئے۔ جہاں پیشتر تھے۔ اتفاق کی بات

تھی۔ کہ وہی جہازِ قزاقوں کا ہمارا پیچھا چھوڑ کر اب پھر اسی نواح میں آ گیا تھا۔ اور اس نے مصطفےٰ اور تارا کو جو سرگردان پھر رہے تھے قید کر لیا تھا۔ ہم لوگوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ ہماری رائے ہوئی۔ کہ کنارہ کنارہ تلاش کریں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جتنا بھی جہاز کنارہ پر کر سکتے تھے کیا۔ اور بڑے مستول پر جھنڈا بلند کیا۔ تا کہ اگر کوئی جزیرہ پر ہو۔ تو دور سے دیکھ سکے۔ میں ہر وقت دوربین لئے ہوئے کنارہ ہی کی طرف دیکھتا رہتا۔ اسی طرح چار پانچ روز گذر گئے۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ اب یہ رائے ہوئی۔ کہ اس جگہ رُک جائیں۔ اور بوتلوں میں خط لکھ روانہ کئے جائیں۔ اگر وہ کہیں کنارہ پر ہوں گے۔ تو ایک آدھ بوتل ضرور ان کو ملے گی۔ چنانچہ بہت سی بوتلیں لیں اور اُن میں خط لکھ کر رکھ دیئے یہ خط تارا اور مصطفےٰ کے لئے تھے۔ جن کو کہ ہم سمجھتے تھے۔ کہ کہیں کنارہ پر سرگردان پھر رہے ہوں گے۔ حالانکہ وہ قید ہو چکے تھے۔ بوتلیں چھوڑ دی گئیں۔ ان میں جہاز کا ٹھیک ٹھیک مقام لکھ دیا تھا۔ فلاں جگہ اور فلاں سمت میں ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اب دیکھئے یہ بوتلیں کیا رنگ لائیں۔

(۱۸)

اتفاق کی بات کہ ان بوتلوں میں سے ایک بوتل اُن نامعقول قزاقوں کے ہاتھ میں پڑ گئی۔ انہوں نے بوتل توڑ کر رقعہ پڑھنا چاہا۔ لیکن کچھ نہ سمجھ

سکے۔ کیونکہ میں نئے ترکی زبان میں خط لکھا تھا۔ مجبوراً انور اور مصطفےٰ کے پاس لائے۔ ان دونوں نے پڑھا۔ اور مطلب بھی سمجھا۔ لیکن اس کا اصل مطلب بتانے سے صاف انکار کیا۔ اس پر انور اور مصطفےٰ پر بڑی سختی کی گئی۔ اور انہیں طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ ہاتھ پاؤں گرم لوہے سے داغے گئے۔ مگر واہ ری ہمت۔ کہ اُف تک نہ کی۔ بلکہ جان تک دینے کو تیار ہو گئے۔ اس کے بعد آگ منگائی۔ تاکہ ہاتھ اُن لوگوں کے جلائیں ایک مشعل روشن کی۔ لیکن مصطفےٰ نے بڑی ہمت کی جب مشعل قریب آئی۔ تو خود اپنے اُلٹے ہاتھ کو مشعل کی لو میں دے دیا۔ اگر وہ نابہنجار مشعل کو نہ ہٹا لیتے۔ تو یہ کبھی ہاتھ نہ ہٹاتا۔ وہ لوگ نہ چاہتے تھے۔ کہ اُن کا ہاتھ یا پیر بیکار ہو۔ کیونکہ ان کا ارادہ تھا۔ کہ ان کو کہیں لے جا کر فروخت کر دیں گے۔ دھمکانے کے لئے اُنھوں نے کہا۔ کہ ان کو قتل کرنا چاہیئے اس پر بھی مصطفےٰ وغیرہ نے ہمت نہ ہاری۔ تار کی طرف سے البتہ خوف ہو سکتا تھا۔ کہ وہ مضمون بتا دیں گے۔ مگر وہ مطلق پڑھے ہوئے نہ تھے۔ اور ان سے خط کا کچھ حال بھی بیان نہ کیا گیا تھا۔ جب وہ قزاق ہر طرح سے مجبور ہو گئے۔ تو ان کو پھر قید خانے میں ڈال دیا۔ اور اپنا جہاز ہماری تلاش میں بڑھایا۔ ان کو راستہ میں دو ایک اور بوتلیں بہتی ہوئی ملیں۔ جس سے اُن کو ہمارے جہاز کا رخ پتہ لگ گیا۔ اور وہ ہمارے جہاز کے قریب آتے گئے ◆

ایک روز صبح ہونے سے قبل انہوں نے ہمارے جہاز کو بے خبری میں آلیا۔ ہمارا جہاز پھر بھاگا۔ اور انہوں نے ہمارا پیچھا کیا۔ کئی جگہ ہم بال بال بچے + ہم نے جنوب مغربی سمت اختیار کی۔ اور بھاگ نکلے لیکن انہوں نے ہمارا پیچھا نہ چھوڑا۔ غرض دن رات ہم کو بھاگنے سے کام تھا۔ اور ان کو پیچھا کرنے سے۔ اگر کبھی دو ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے ہمارا جہاز نظروں سے غائب بھی ہو جاتا۔ تو دن نکلنے پر وہ جہاز ہم کو پھر ڈھونڈ لیتا تھا۔ یہاں تک کہ آٹھ روز گذر گئے + جہاز والوں کو اب خطرہ کی عادت سی پڑ گئی تھی۔ اور وہ زیادہ نہ گھبراتے تھے + آٹھ روز اور اسی طرح ہو گئے نہ ایسا پیچھا کبھی سنا تھا۔ اور نہ دیکھا تھا + یہ بھی اتفاق کی بات تھی۔ کہ ہوا تیز نہ ہوئی۔ اور کوئی طوفان بھی نہ آیا +

اسی طرح مہینہ بھر ہونے کو آیا۔ کہ ہم لوگ ایک سرزمین پر پہنچے رات کا وقت تھا۔ اور ہمارا جہاز تیسرے پہر سے ہی قزاقوں کے جہاز کی نظروں سے غائب تھا۔ لیکن ہم کو اندیشہ ضرور تھا۔ کہ کل صبح تک یا دوپہر تک وہ پھر آجائیں گے۔ رفتار ہمارے جہاز کی مدھم کر دی گئی تھی کہ جہاز کو ایک دم سے جھٹکا لگا۔ رات زیادہ حصہ گذر چکی تھی۔ اور سفیدی صبح کی نمودار ہو رہی تھی۔ جھٹکے سے جہاز والے سخت پریشان ہوئے۔ اور ایک گڑبڑ مچ گئی + جہاز ساکت ہو گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ جہاز خشکی پر چڑھ گیا ہے + اب ہم لوگوں کے حواس باختہ ہو گئے۔ کہ یا الہٰی اب کیا کریں۔

ابھی ہمارا پیچھا کرنے والا جہاز آتا ہوگا۔ اور ہم سب مارے جائیں گے۔ اس لئے اتنی مدت تک انتظار نہیں کر سکتے۔ کہ جہاز ریت میں سے نکل کر پھر تیرنے لگے۔ اتنے میں یہ خبر دوڑ گئی۔ کہ اب جہاز تیر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ پیندا ٹوٹ گیا ہے۔ اور اس میں تھوڑا سا پانی بھی بھر آیا ہے۔ اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ ہم خشکی پر اتر جائیں۔ آگے کا خدا مالک ہے۔

صبح ہو ہی گئی تھی۔ کہ ہم سب ایک دم سے ہمت کر کے تیار ہو گئے۔ کچھ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر کنارہ پر گئے۔ اور جلدی جلدی درخت کاٹ کر ان کے تنے جوڑ کر تختے بنا لائے۔ کہ اسباب وغیرہ ان میں رکھ کر آسانی سے کنارے پر پہنچا لیں۔

پہلے آدمی کنارہ پر پہنچائے گئے۔ پھر سامان پہنچانا شروع کیا۔ مویشی جانور۔ گولہ۔ بارود بندوقیں وغیرہ۔ غرض کہ سب ضروری سامان جلد سے جلد اتارا گیا۔ لوگوں نے بڑی سخت محنت کر کے بچاسوں پھیرے کشتیوں کے اور درختوں کے تنوں کی ناؤں کے کئے۔ اور اسباب لا لا کر خشکی پر اتارنا شروع کیا۔

دوسرا جہاز ابھی تک نہیں نظر آیا تھا۔ اور ہم ایک لمحہ ضائع نہ کر سکتے تھے۔ بڑی تیزی سے کام ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ سب ضروری سامان کنارہ پر آ گیا۔ کچھ لوگ چھوٹی توپیں جہاز پر سے لانے کی فکر میں

تھے۔ کہ کنارہ پر سے لوگوں نے شور کیا۔ کہ جلد بھاگ آؤ۔ جہاز قزاقوں کا آپہنچا۔ جلدی میں لوگ توپیں چھوڑ آنے پر مجبور ہوئے۔ اور جھٹ پٹ کشتیوں میں بیٹھ کنارہ پر بھاگ آئے۔ ہم کو خود تعجب ہوتا تھا کہ اتنی جلدی اتنا سامان صحیح وسلامت کنارہ پر کیسے لے آئے۔ ابھی سب سامان بے ترتیبی سے پڑا تھا۔ اور ہم لوگ کنارہ پر کھڑے اپنے دشمن جہاز کو دیکھ رہے تھے کہ مجھ کو ایک دم سے خیال آیا۔ کہ اگر جہاز نے قریب آکر ہم پر توپ کا ایک آدھ فیر کر دیا۔ تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال گذرا۔ کہ اگر بارود وغیرہ پر فیر کیا۔ تو سب کا سب اُڑ جائے گا۔ اور بندوقیں بیکار ہو جائیں گی۔ جلدی سے سب کے سب بارود کے صندوقوں کو اُٹھا کر ایک قریب کے ٹیلے کی آڑ میں رکھ آئے۔ اور میں نے سب سے کہہ دیا۔ کہ درختوں اور ٹیلوں کی آڑ میں ہو بیٹھو۔

پہلے ان بدمعاشوں نے ہمارے جہاز پر آدمی بھیجے۔ اور جو کچھ بھی لے سکے لے لیا۔ لیکن ہم نے کھانے پینے کی چیزوں میں سے یا گولہ بارود وغیرہ کچھ نہ چھوڑا تھا۔ وہ لوگ جہاز پر گئے۔ اور اس کو آگ لگا دی اُس کے بعد ہم لوگوں کی طرف رُخ کر کے توپوں کے فیر کئے۔ اس کی ہمیں پہلے ہی سے توقع تھی۔ لیکن وہ ہمارا کچھ نقصان نہ کر سکے۔ البتہ اسباب کو انہوں نے ضرور نقصان پہنچایا۔ زمین پر اُترنے کی وہ ہمت نہ کر سکتے

تھے۔ کیونکہ ہم لوگ تعداد میں اُن سے کہیں زائد تھے۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد جہاز ان بدمعاشوں کا چلا گیا۔ ہم اپنی مصیبت بیان نہیں کر سکتے۔ اس دفعہ بھی ہم نے مثل اور موقعوں کے خدا پر بھروسہ کر کے ہمت سے کام لیا۔ ایک کمیٹی بیٹھی۔ جس میں یہ رائے پاس کی گئی۔ کہ اس جگہ معلوم نہیں کب تک رہنا پڑے۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ کبھی یہاں سے جانا نصیب ہی نہ ہو۔ اس لئے ایک چہار دیواری تعمیر کی جائے۔ کہ اگر یہاں کے باشندوں سے لڑائی ہو۔ تو اُن سے حفاظت میں رہ سکیں۔ ورنہ رہنے کی جگہ بنانا تو لازمی ہی ہے۔

اس رائے کے پاس ہونے کے بعد لوگ لکڑی کاٹنے پر پل پڑے۔ اس جگہ لمبے اور سیدھے تنے کے درختوں کا جنگل کا جنگل تھا۔ چنانچہ انہی لٹھوں کو کاٹ کر جمع کرنا شروع کیا۔ ایک مقام کنارہ ہی پر پسند کیا گیا۔ اور چار دیواری کی داغ بیل ڈالی گئی۔ یہ ایک مربع زمین تھی۔ جس کے دو طرف نہیں تو ڈیڑھ طرف ٹیلا تھا۔ آدھی طرف سمندر تھا۔ اور باقی طرف زمین کھلی ہوئی تھی۔ کمر کمر گہری کھائیاں کھودی جانے لگیں۔ اور اس میں لٹھے کھڑے کر کر کے اور خوب ملا ملا کر مضبوطی سے دیوار بنانی شروع کر دی۔ اور ان کی جڑیں مٹی کے پشتہ سے مضبوط کر لیں۔ کچھ لوگ صفائی میں مشغول ہو گئے۔ کچھ لوگ شکار کھیلنے میں اور کچھ لوگ کھانا پکانے میں۔ باقی کچھ لوگ جگہ کا معائنہ کرنے چلے

گئے ۔

جو لوگ معائنہ کرنے گئے تھے اُنھوں نے جلدی سے آ کر خبر دی کہ قریب ہی ایک میٹھے پانی کا چشمہ ہے۔ لیکن آبادی کا پتہ کسی کو بھی نہ لگا۔ اس سے ہمارا اطمینان ہوا۔ کہ آبادی ہوتی۔ تو نہ معلوم کیسے لوگ ہوتے۔ کچھ لوگوں نے آ کر اندازہ لگایا۔ کہ جزیرہ بہت ہی چھوٹا اور ناقابل رہائش ہے۔ اسی وجہ سے کوئی آبادی نہیں۔ کچھ لوگ کہنے لگے۔ کہ یہ کسی جزیرہ کا ویران ٹکڑا ہے۔ جس پر آبادی نہیں ہے۔ اور آگے بڑھ کر ضرور کوئی آبادی ہوگی۔ غرض جتنے منہ اتنی ہی باتیں تھیں۔

اب اندھیرا ہو چلا تھا۔ اور دن بھر کی محنت کے بعد لوگ آرام اور کھانے کی فکر میں تھے۔ ہمارا جہاز اب بھی جل رہا تھا۔ سرخ سرخ انگارے چٹخ چٹخ کر پانی میں گر رہے تھے۔ کہیں ہوا لگ کر دو ایک شعلے بھڑک اُٹھتے تھے۔ ہم لوگ اپنے آرام کرنے کے انتظام میں تھے۔ کہ کچھ نیم برہنہ وحشی نظر پڑے۔ جو کھڑے جہاز کے جلنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ اور ہم کو بڑے تعجب سے گھور رہے تھے۔ ہم لوگوں نے کھڑے ہو کر ان کو اشارہ سے بلایا۔ اور آوازیں بھی دیں۔ لیکن انہوں نے کچھ نہ سنا۔ جب ہمارے کچھ آدمی آگے بڑھے۔ تو وہ پتھر اور ڈھیلے پھینکنے لگے۔ ہم لوگوں میں سے کسی نے ان کے پتھروں کا جواب نہ دیا۔ کہ کہیں ان سے لڑائی نہ ہو پڑے۔ اور کہیں اور لوگ نہ لڑنے کو تیار

ہوجائیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ بھاگ گئے ۔ان کو دیکھنے کے بعد طرح طرح کے وسوسے دل میں آتے رہے ۔ کہ نہ معلوم یہ لوگ کیسے ہوں گے ۔کوئی انہیں آدم خور کہتا تھا ۔ اور کوئی وحشی بتاتا تھا۔
یہ رائے قرار پائی ۔کہ رات کو پہرہ دینا چاہئے ۔اور کچھ لوگ احاطہ تعمیر کرنے میں رات بھر لگے رہیں ۔ اور جتنی جلد بھی ہو سکے جھونپڑیاں اور احاطہ کی دیوار مکمل کر دیں۔ چنانچہ رات کو بھی باری باری آدمی کام کیا گئے۔ صبح کو کچھ لوگ حسب دستور مچھلی پکڑنے لگے کچھ شکار کو چل دیئے ۔کچھ جنگلیوں کا پتہ چلانے کو گئے ۔اور کچھ لوگ جھونپڑے بنانے لگے ۔غرض کام بڑی اچھی طرح جاری تھے ۔کوئی آدھ گھنٹہ یا گھنٹہ گذرا ہوگا ۔کہ اتنے میں جو آدمی اِدھر اُدھر گھومنے گئے تھے ۔ بدحواس بھاگے ہوئے آئے ۔اور کہا کہ سینکڑوں جنگلی آدمی آرہے ہیں ۔ اور کچھ فاصلہ پر ہیں ۔لیکن ان میں سے چند آدمی آگے آگے آ رہے ہیں ۔ یہ سنتے ہی ہم گھبرا گئے ۔اور جلدی جلدی تیار ہونے لگے کہ اتنے میں دو تین آدمی نظر پڑے ۔تھوڑی ہی دیر میں دو ایک اور ان سے آملے ۔اور دور ہی سے ہماری طرف دیکھ دیکھ کر منہ بنانے اور ڈھیلے پھینکنے لگے ۔جو لٹھ کٹے پڑے تھے ۔وہ ہم نے جلدی جلدی قرینے سے ایک طرف چُن دیئے ۔کچھ آدمیوں کو ٹیلہ پر تعینات کر دیا۔ تاکہ پیچھے سے کوئی بے خبری میں نہ آسکے ۔اور سب جلدی جلدی چار

چار بندوقیں پستول وغیرہ بھر تیار ہو کر بیٹھ گئے۔

اس وقت انور کو میں نے بہت یاد کیا۔ کیونکہ اگر اس موقعہ پر وہ ہوتا تو ہم سب کے دل بہت بڑھے ہوئے ہوتے۔ میں گو بڈھا ہو گیا تھا۔ مگر جوانی کے زمانہ میں کچھ کم لڑائیاں نہ لڑا تھا۔ اور گو کئی برس فوج کو اور لڑائی کو ترک کئے ہوئے تھے۔ مگر لڑائی کے نام سے اب تک میرے بوڑھے دل میں بھی ایک جوش آجاتا تھا۔ میں نے سب کی کمانڈ اپنے ہاتھ میں لی۔ اور پندرہ آدمی اپنے پاس لے کر ضروری ہدایات دے کر بیچ میں بیٹھ گیا۔ مجھ کو اس کی بہت امید تھی۔ کہ اُن لوگوں سے صلح ہو جائے گی۔ لیکن پھر بھی ہم لڑنے کے لئے تیار تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں سامنے جنگل میں چیخ پکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور ایک پل میں جنگلیوں کا جھنڈ کا جھنڈ سامنے ظاہر ہوا۔ یہ لوگ لکڑی کے گُرزوں برچھوں۔ چاقوں اور نہ معلوم کن کن واہیات ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ یہ لوگ کوئی چار پانچ سو سے کم نہ تھے۔ ہم جان گئے۔ کہ سخت لڑائی لڑنی ہوگی۔ تھوڑی دیر تک تو وہ دور کھڑے ہم کو دیکھ دیکھ کر باتیں کرتے رہے۔ لیکن پھر آگے بڑھنے شروع ہوئے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو خاموش رہنے کا حکم دے دیا تھا۔ اور یہ ترکیب کی تھی۔ کہ جدھر سے وہ بڑھ رہے تھے۔ اُس طرف لٹھ کے اوپر لٹھ رکھ کر ایک چھوٹی سی دیوار بنادی تھی۔ اس دیوار سے تھوڑے سے فاصلے پر چند اور ایسی ہی

دیواریں بنالی تھیں۔ یہ گویا ہمارے دم دے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی
جب وہ ذرا آگے بڑھ چکے۔ اور سامنے آ گئے۔ تو ایک دم سے چیختے چلاتے
دوڑے۔ ان کو ہمارے آدمی بہت ہی کم معلوم ہو رہے تھے۔ کیونکہ ہم
لوگ زیادہ تر دمدموں میں پوشیدہ تیار بیٹھے تھے۔ جب وہ ذرا قریب
آئے۔ تو میں نے اگلی قطار کو فیر کرنے کا حکم دے دیا۔ اس سے ان کی
رفتار میں کچھ سستی آئی۔ اور وہ ذرا دیر کے لئے دھوئیں اور آواز سے
پریشان ہوئے۔ لیکن پھر سنبھل کر دوڑے۔ جب قریب آ گئے۔ تو میں نے
تینوں قطاروں کو مارنے کا حکم دے دیا۔ لیکن وہ گرتے پڑتے دوڑتے
ہی آئے۔ اور چشم زدن میں لٹھوں کی پہلی قطار کے اوپر پاگلوں کی طرح
آ پڑے۔ ہمارے کچھ آدمی پہلے ہی سے پھاند کر دوسری قطار میں آ گئے
تھے۔ انہوں نے یہاں سے سختی سے فیر کرنے اور اپنے ہتھیار پھینک
پھینک کر مارنے شروع کئے۔ یہ لوگ لٹھوں کی پہلی قطار پھاندنے ہی
کو تھے۔ کہ میں نے اپنے پندرہ آدمی ٹیلے پر سے اتارے۔ اور ان کو جنگلیوں
کے بائیں طرف سے حملہ کرنے کو کہا۔ آدمی بڑی مستعدی سے دوڑ گئے۔
اتنے میں جنگلیوں نے دوسری قطار بھی پار کر لی تھی۔ اور ان دونوں
قطاروں کے آدمی تیسری قطار میں آ گئے تھے۔ اور انہوں نے تگنے
زور سے آتش باری شروع کر دی تھی۔ اس سے حبشی پٹپٹا گئے۔ اور سنبھلنے
بھی نہ پائے تھے۔ کہ داہنی طرف سے پندرہ آدمی میرے بھیجے ہوئے

پہنچ گئے۔ اور ایک دم سے بائیں طرف سے انہیں آلیا۔ دو طرف سے جو آتش باری ہوئی۔ تو یہ لوگ گھبرا کر پلٹ پڑے۔ پیچھے گھومنا تھا۔ کہ ادھر سے لوگ تلوار اور پستول لے کر پھاند پڑے۔ بہتوں کو گرایا۔ باقی لوگ بھاگ نکلے۔ لیکن ان کا تعاقب کیا گیا۔ تاکہ کہیں دوبارہ جمع نہ ہو جاویں۔ جگہ جگہ سے گھیر کر مارے گئے۔ تین آدمی زندہ گرفتار کئے گئے۔ زیادہ ہاتھ نہ لگ سکے۔ کیونکہ یہ لوگ بہت تیز بھاگنے والے تھے۔ لیکن ان کو منتشر ایسا کر دیا گیا۔ کہ پھر جمع نہ ہو سکیں۔

یہ لوگ اسّی آدمی زخمی اور مرے ہوئے چھوڑ گئے۔ زخمیوں میں صرف چار آدمی زندہ نکلے۔ باقی سب کے سب صاف مر گئے۔ لوگوں کے سامنے کے رُخ زیادہ گولیاں لگی تھیں۔ اور ان کے زخم سے وہ یا تو مر چکے تھے۔ یا مر رہے تھے۔ ان زخمیوں میں سے دو کی رانیں زخمی تھیں۔ اور ان میں سے ایک کی پنڈلی بھی گھائل تھی۔ ایک کا پاؤں ایسا زخمی تھا۔ کہ گر پڑا تھا۔ ایک کا ہاتھ تلوار سے کٹ گیا تھا یہ بیہوش ہو گیا تھا۔ ورنہ بھاگ جاتا۔ ہماری طرف سے نو آدمی زخمی ہوئے تھے۔ دو کے ہاتھوں میں جنگلیوں نے کاٹ کھایا تھا۔ ایک کے سر پہ لکڑی کا گرز پڑا تھا۔ جس کے صدمہ سے وہ بیہوش ہو گیا تھا باقی لوگوں کے بڑی خفیف چوٹیں آئی تھیں۔ یہ ہمارے نقصانات تھے۔ اور در اصل یہ بھی نہ ہوتے۔ اگر لوگ جوش میں آکر قبل از وقت

نہ پھاند کر حملہ کرتے۔ لاشوں کو اُٹھا کر ایک بڑے غار میں ہم نے دفن کر دیا۔ اس کے بعد ہمارے یہاں پھر ایک کمیٹی ہوئی۔ اس میں یہ رائے پاس ہوئی۔ کہ لٹھوں کا احاطہ جس قدر بڑا بھی ممکن ہو تعمیر کرنا چاہئیے۔ ایک خندق باہر کھودنی چاہئیے۔ اور خندق کے باہر لٹھوں اور کانٹوں کی باڑھ لگائی جائے۔ اور دم دمہ وغیرہ ضرور بنائے جائیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہ پینے کو بہت سا میٹھا پانی رکھ لیا جائے۔ کیونکہ نہ معلوم اب کے یہ کتنے آدمی لائیں + ہمارے آدمی یہ سب کام کرنے پر جُٹ پڑے۔ دن بھر سخت کام رہا۔ اور ہر دم کھٹکا لگا تھا۔ کہ کہیں وہ پھر نہ آجائیں + رات بھر کام جاری رکھا گیا۔ دوسرے دن کی محنت کے بعد کُل کام تیار ہو گیا + بیچوں بیچ میں ایک اونچی باڑ باندھی گئی تھی۔ اور لٹھے ملا ملا کر ایک اونچی اور مضبوط دیوار بنالی تھی۔ جس کے باہر کی طرف مضبوط اونچا پشتہ تھا۔ اندر کی طرف جگہ جگہ ناویں اُلٹی کر کے چبوترہ بنائے تھے۔ لٹھوں میں جگہ جگہ بندوقوں کی نال نکالنے کے لئے سوراخ رکھے تھے۔ جگہ جگہ دیوار سے ملے ہوئے اونچے اونچے بُرج بنائے تھے۔ جن پر بیٹھ کر آدمی حملہ کرنے والوں کو مار سکیں + ٹیلے کی طرف بھی لٹھوں کے دم دمے بنائے تھے۔ لیکن یہ صرف کمر کمر تک اونچے تھے + ایک باڑ ٹیلے کے اوپر بنائی تھی۔ جس کے اوپر بیٹھ کر دور کا آدمی دیکھ سکیں۔ جو برتن بھی ہو سکا پانی سے بھر

کر رکھ لیا۔ یہ خیال آخر میں آیا۔ کہ اگر باہر سے لوگوں نے پتھر اور برچھے پھینکے۔ تو دیوار کے قریب کے چبوتروں پر بیٹھنے والوں کو ضرور ضرر پہنچے گا۔ اس کام کی تکمیل ہم نے دوسرے دن پر اُٹھا رکھی۔ کھانے کو ہمارے پاس مہینوں کے لئے سامان تھا۔ جو ہم جہاز پر سے اپنے ساتھ لائے تھے۔

دوسرے روز ہم نے چبوتروں اور برجوں کی آڑ کے لئے چبوتروں پر مضبوط لکڑیوں کی جھونپڑیاں بنا دیں۔ کہ اگر بھاری ڈھیلے اور برچھے پھینکے جائیں۔ وہ انہیں روک لیں۔ برجوں کی حفاظت کے لئے تین طرف ان کے اسی طرح کی آڑ کر دی۔ اور ضروری سامان ٹھیک کیا۔ جو قیدی ہم نے پکڑے تھے۔ ان کی اور زخمیوں کی طرف سے ہم کو بہت فکر تھا۔ قیدی بندھے رہتے تھے۔ زخمی بھی اچھی حالت میں تھے۔ مگر دو کو بخار چڑھ گیا تھا۔ ہم نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ ان کو رہا کر دیں گے۔ کھانا اور دوا برابر دی جاتی تھی۔ دو تین دن تک ہم اسی ڈر میں رہے۔ کہ اب جنگلی آئیں اور اب آئیں۔ لیکن کوئی نہ آیا۔ تیسرے روز دن کے آٹھ بجے کے قریب تین چار جنگلی کچھ فاصلہ پر دکھائی دیئے۔ ذرا دیر کے بعد ایک بھیڑ کی بھیڑ نظر پڑی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ اور لوگ آتے گئے۔ یہاں تک کہ اُن کا اچھا خاصا مجمع ہو گیا۔ اُس روز یہ لوگ ہم سے کچھ زیادہ نہی ہوں گے۔ کم کسی حالت میں نہ تھے۔ ہم لوگ پہلے ہی تیار تھے۔ اور

اب اُور تیار ہو گئے۔ میں پاڑ پر چڑھ گیا۔ اور پیشتر کی طرح پندرہ آدمی اپنے پاس رکھ لئے۔ کہ میرے حکم کے منتظر رہیں۔ تین تین آدمی ایک ساتھ کر کے جگہ جگہ موقعوں پر بٹھا دیئے گئے۔ اُن میں سے ایک فیر کرنے پر ایک بندوق بھر بھر کر دینے پر اور تیسرا وقت ضرورت پر کام آنے کے لئے تھا۔ ایک جنگلی کو میں نے اپنے ساتھ پاڑ پر بٹھایا۔ تاکہ اُس کو لڑائی کا تماشہ دکھاؤں۔ مجھ کو اس بات کا بہت افسوس تھا۔ کہ آج بھی ہمارے ہاتھوں بہت سے آدمیوں کی جان جائے گی۔

اتنے میں جنگلی کچھ آگے بڑھے۔ میں نے تاکید سے حکم دے رکھا تھا۔ کہ کوئی شخص بغیر میرے حکم کے گولی یا چھرّا نہ چلائے۔ ساتھ ہی میں نے سب کو یہ بھی کہہ دیا۔ کہ پہلے بڑا چھرّا بندوق میں بھر کر چلایا جائے۔ اور جہاں تک بھی ممکن ہو جنگلیوں کی ٹانگوں اور رانوں میں مارا جائے۔ تاکہ وہ بیکار ہو کر گر جائیں۔ اور جان سے نہ مریں۔ جنگلی اتنے میں اور آگے آ گئے۔ اُن کے آگے آگے ایک شخص تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کو لڑنے پر اُبھار رہا۔ اور جوش دلا رہا ہے۔ مجھ کو اونچے پر دور سے بیٹھا دیکھ کر وہ میری طرف پتھر پھینکنے لگے۔ میں نے بندوق اُٹھا کر ایک گولی اُن کے سردار کے ماری۔ جو اُن کو جوش دلا رہا تھا۔ کہ شاید اس سے یہ ڈر جائیں۔ وہ وہیں گر کر مر گیا۔ لیکن اس کا اثر اُلٹا ہی ہوا۔ یا تو وہ اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ یا وہ اس کے گرتے ہی چلاتے ہوئے پاگلوں کی مانند ہماری طرف

دوڑے۔ جب وہ کانٹوں کی باڑھ کے قریب پہنچے۔ تو ہیں نے فیر کا حکم دے
دیا۔ جو بھی لٹھے پر چڑھ کر اوپر آنا چاہتا تھا۔ وہ ٹانگ میں یا ران میں چھرا
کھا کر اُدھر ہی اُلٹ جاتا۔ اور اگر ادھر آ بھی جاتا۔ تو خندق کو پار نہ کرنے
پاتا تھا۔ چونکہ بہت سے جنگلی زخمی ہو گئے تھے۔ اس لئے یہ لوگ بہت
شور کرنے لگے۔ ایک تو ویسے ہی بہت شور کرتے تھے۔ اب اور بھی غل
مچا دیا۔ تھوڑی دیر کی کود پھاند کے بعد یہ لوگ رُک گئے۔ اور ان کا یہ
حملہ ناکام ہُوا ؛

کچھ دور ہٹ کر یہ لوگ پھر جمع ہوئے۔ اور اِدھر اُدھر گھومنے لگے۔
کہ کسی طرف سے موقعہ ملے۔ تو پھر حملہ کریں۔ گھومتے گھومتے یہ لوگ ٹیلے
کے نیچے پہنچے۔ اور یہاں جمع ہونا شروع کیا۔ میں نے کچھ آدمی اُدھر روانہ
کئے۔ اور حکم دیا۔ کہ جب تک میں حکم نہ دوں۔ ہرگز ہرگز فیر نہ کرنا۔ ٹیلے
کی سمت اُنھوں نے اس وجہ سے پسند کی تھی۔ کہ اول تو اس پر سے آدمی
چڑھ سکتے تھے۔ اور دوسرے اس طرف ہماری باڑھ صرف کمر کمر تک
اونچی تھی۔ ٹیلا ڈھلوان چلا گیا تھا۔ مگر ڈھال ایسی نہ تھی۔ کہ کوئی آسانی سے
چڑھ جائے۔ اور پھر بندوق کے سامنے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد جنگلی لوگ
اوپر چڑھنے لگے۔ جب انھوں نے دیکھا۔ کہ فیر بھی نہیں ہوتے۔ تو اور
لوگ بھی شور کر کر کے اوپر چڑھ آئے۔ نیچے والوں نے جو دیکھا۔ کہ ان
کے ساتھی بہت کامیابی سے اوپر چڑھ رہے ہیں۔ تو وہ بھی چڑھنے لگے

یہ لوگ زور میں بڑھے ہوئے اوپر تک آ گئے۔ جب چوٹی صرف چار پانچ گز رہ گئی۔ تو میں نے فیر کا حکم دے دیا۔ لوگوں نے اُن کی ٹانگوں پر فیر کیا۔ پھر تو یہ حال ہوا۔ کہ اگر ایک زخمی ہو کر گرا۔ تو چار تندرستوں کو بھی اپنے ساتھ نیچے لے آیا۔ تھوڑے ہی سے فیروں میں کل آدمی نیچے نظر آئے۔

ہم کو یہ نظارہ دیکھ کر بے موقعہ ہنسی بھی آئی۔ ایک دفعہ انہوں نے پھر حملہ کیا۔ اور اس دفعہ سب نے مل کر۔ کیونکہ ان کو ممکن معلوم ہوتا۔ کہ اب کی دفعہ اتنی دور چلے گئے تھے تو شاید دوسری دفعہ کامیاب ہو جائیں۔ ہم نے پھر اسی طرح کیا۔ اور ذرا سی دیر میں ٹیلا صاف کروا لیا۔ اب اُن کی ہمت نہ پڑی۔ اور وہ دور ہٹ گئے۔ پچاسوں زخمی اِدھر اُدھر لنگڑاتے پھر رہے تھے۔ مشکل سے دس بارہ آدمی مرے ہوں گے۔ زخمی جو قریب پڑے تھے۔ ہم نے ان کو بھی لے جانے دیا۔ اور کچھ روک ٹوک نہ کی۔ کچھ فاصلہ پر یہ لوگ جمع ہو گئے۔ اور زخمیوں کی دیکھ بھال میں مشغول ہو گئے۔ ہم نے یہ موقع مناسب سمجھا۔ اور تینوں قیدیوں کو بُلا کر اُن کو کئی چیزیں تحفہ کے طور پر دیں۔ ان میں چاقو بھی تھا۔ آئینے۔ اور کئی ایک انگوٹھیاں تھیں۔ یہ چیزیں ہم نے اس لئے دیں۔ تاکہ یہ لوگ ہم سے صلح کر لیں۔ کیونکہ ہم یہ جانتے تھے۔ کہ اب یہیں رہنا ہے۔ اور اگر یہ لوگ اسی طرح لڑتے رہے۔ تو یا تو بارود وغیرہ ختم ہو جانے کی وجہ سے ہم کو ہارنا

پڑے گا۔ یا ہم تعداد کی وجہ سے مجبور ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان کو اور زخمی قیدیوں کو اسی طرح کی چیزیں دے کر ٹیلے کی طرف سے اُتار دیا۔ یہ لوگ بڑے خوش نظر آتے تھے۔ لیکن جونہی یہ نیچے اُتر کر ذرا دور ہوئے۔ تو ہماری طرف دیکھ کر منہ چڑانے لگے۔ اور پتھر اور ڈھیلے پھینک کر اپنے ساتھیوں کے پاس بھاگ گئے۔ وہاں چاروں طرف سے آدمیوں نے ان کو گھیر لیا۔ اور سب چیزیں بڑی دیر تک بغور دیکھتے رہے۔ ہم کو سخت غصہ آیا۔ کہ ہم نے ان کی اتنی تو خاطر تواضع کی۔ اور چھوڑ بھی دیا۔ مگر پھر بھی یہ ہمارے دشمن ہی رہے۔ اب ہم جان گئے۔ کہ صلح ناممکن ہے۔ اور یہ لوگ بڑے شریر ہیں۔ جب ہم کو معلوم ہو گیا۔ کہ اب یہ حملہ نہیں کریں گے۔ مگر رُکے ہوئے ہیں۔ تو یہ شبہ ہوا۔ کہ کہیں یہ ہم پر شبخون نہ کریں۔ اُس کا بھی ہم نے بندوبست کر لیا۔ اور جب شام کا وقت ہو چکا۔ تو یہ طے پایا۔ کہ لوگ ہر طرح سے تیار رہیں۔ اور رات کو بھی اپنے اپنے لڑنے کے مقام ہی پر سوئیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عام روشنی کے لئے وسط میں بہت سی لکڑیاں جلادی گئی تھیں۔

رات کے بارہ بجے کے قریب جو لوگ پہرہ متقرر تھے۔ اُنہوں نے جنگلیوں کو تیار ہوتے دیکھا۔ مجھ کو آکر خبر کی۔ میں نے سخت خاموشی کا حکم دیا۔ اور سب کے پاس جا جا کر انہیں ہوشیار کر دیا۔ ہمارے یہاں

ایسی خاموشی رہی۔ کہ جنگلیوں کو شبہ تک نہ ہوا۔ بلکہ یہی سمجھے۔ کہ ہم بے خبر ہیں۔ آہستہ آہستہ ہاتھ پیروں کے بل جانوروں کی طرح جنگلیوں نے ہمارے ٹیلے کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ وہ بھی بالکل خاموش تھے۔ اور بڑی ہوشیاری سے بڑھ رہے تھے۔ میں نے بھی ٹیلے کی طرف زائد آدمی بھیج دیئے تھے۔ اور خود بھی موقعہ پر موجود تھا۔ میں نے پیشتر کی طرح ہدایت کر دی تھی۔ کہ جب تک میں حکم نہ دوں۔ اس وقت تک حملہ ہرگز نہ کرنا۔ بلکہ بالکل خاموش رہنا۔ یہی کیا گیا۔ اور جنگلی سب کے سب مل کر چڑھنے لگے۔ ایک ذرا ہی دیر میں وہ موقعہ پر آ گئے۔ میں نے ایک دم سے چلا کر فیر کا حکم دیا۔ ہمارے آدمی لٹھے کی آڑ میں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور یک لخت ہی فیر کرنے لگے۔ یا تو سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یا ایک شور مچ گیا۔ مگر جنگلی بھی اس دفعہ جان پر کھیل گئے۔ بار بار چڑھے۔ اور بار بار گرے۔ اور آخر ہار کر بھاگ گئے۔

صبح کو میں نے تجویز کی۔ کہ باہر نکل کر ان کو مارنا چاہیئے۔ لیکن صبح کو وہ خود ہی جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اپنے مردوں کو دفن کر کے اور زخمیوں کو لاد لاد کر تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک سمت کو چلے گئے۔ ہم نے ارادہ کیا۔ کہ اب باہر نکل کر ان کو ماریں۔ لیکن پھر یہ خیال گذرا۔ کہ زخمی بہت ہیں۔ اور حملہ کرنے پر وہ پیچھے چھوٹ جائیں گے۔ اور بری طرح بھوک پیاس سے مریں گے۔ لہذا ہم نے اُن کو چپ چاپ چلا جانے

دیا۔ اور اس مصیبت کے دور ہونے پر خدا کا شکر کیا۔ اور چین سے بیٹھے رہے ؀

(۱۹)

ہم تو اس مصیبت میں گرفتار تھے۔ اُدھر مصطفےٰ تارا اور انور علیحدہ اپنی مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے۔ ان تینوں کو معلوم تھا۔ کہ جس جہاز میں وہ موجود ہیں۔ وہ ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔ یہ لوگ اس وجہ سے سخت پریشان تھے۔ اس کے بعد جب ہمارا جہاز زمین میں پھنس گیا۔ اور جلا دیا گیا تب ان کو سخت پریشانی ہوئی۔ ہم لوگوں کی بربادی کی وجہ سے وہ سخت افسردہ ہوئے۔ اور ہم سے ملنے کی ان کو اب کوئی امید نہ رہی۔ ان کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ وہ ضرور کسی ظالم کے ہاتھ غلامی میں فروخت ہوں گے۔ یہ اندیشہ اور بھی سوہان روح ہو رہا تھا۔ اور اُن کو اب اپنی زندگی وبال معلوم ہوتی تھی ؀

ایک روز تینوں نے مل کر صلاح کی۔ کہ اب کسی طرح سے چھوٹنے کی امید تو نظر آتی نہیں۔ لہٰذا ایسی زندگی سے مر جانا بہتر ہے۔ ایک کوشش اپنی آزادی کے لئے ضرور کرنا چاہیے۔ چنانچہ رائے قائم کر لی گئی۔ اور صلاح کی گئی۔ کہ اگر ہو سکے۔ تو آج ہی کوشش کرنا چاہیے۔ ان کو ہم لوگوں کے جہاز سے علیحدہ ہوئے اب بہت دن ہو گئے تھے۔ اور ان کو یہ بھی نہ معلوم تھا۔ کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے کوشش

کرنے کی ٹھان لی۔ ان تینوں کی اب اتنی سختی سے نگہبانی نہیں کی جاتی تھی۔ بلکہ ان کی تندرستی کے خیال سے اُن کو باہر نکل کر گھومنے اور ہوا کھانے کی بھی اجازت دی جاتی تھی۔ اور گو بظاہر کوئی آدمی ان کی نگہبانی نہ کرتا تھا۔ مگر آدمی موجود ضرور رہتے۔ اور ان پر نظر رکھتے تھے۔

دوپہر سے کچھ پیشتر دروازہ ان کے قیدخانہ کا کھلا۔ اور آدمی ان تینوں کا کھانا لے کر آیا۔ اُس وقت انور نے دروازہ کے قریب آکر ادھر اُدھر نظر کی۔ جیسے کہ کوئی محض آسمان کو دیکھ رہا ہے۔ سامنے کے کمرے میں ایک بڑی میز نظر پڑی۔ جس پر کہ کھانے کی بڑی چھریاں رکھی ہوئی تھیں۔ انہیں دیکھ کر وہ واپس چلا آیا۔ اور ان تینوں نے مل کر کھانا کھایا۔ جب کھانا کھا چکے۔ تو نوکر سے چلتے وقت کہا۔ کہ آج کسی وقت اپنے کپتان کو ہمارے پاس بھیج دینا۔ کہ ہم سے مل جائیں۔ ہم کو اپنی بابت ایک ضروری بات کہنا ہے۔ اُس نے بہت اچھا کہا۔ اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کا قیدخانہ کھلا۔ اور نوکر نے آکر کہا۔ کہ ہمارے کپتان شام کو تم لوگوں سے ملنے آئیں گے۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ اُنھوں نے اس کے چلے جانے کے بعد چپکے چپکے کچھ صلاح کی۔ اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ تارا نے فوراً ایک کُرسی کا ٹوٹا ہوا پایہ اُکھیڑ لیا۔ اور اُس کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھ لیا۔

انھوں نے بڑی سختی سے شام کا انتظار کیا۔ شام آئی۔ اور گذرنے

کو بھی ہو گئی۔ لیکن کپتان نہ آیا۔ اس وقت ہوا غیر معمولی طور سے تیز چل رہی تھی۔ یہ لوگ اپنے کمرہ میں بیٹھے کھڑکی سے سمندر کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بڑی بڑی لہریں اُٹھ کر جہاز سے ٹکرا رہی تھیں۔ اور ہوا فرا ٹے لے رہی تھی۔ انور بے چینی سے کمرہ میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ کہ اس نے تار سے کہا۔

انور۔ تارا ابھی تک کپتان نہیں آیا۔ وقت نکلا جاتا ہے۔

تار۔ واہ جتنی بھی دیر ہو۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ مجھ کو تو رات بہت پسند ہے۔ آج تم مجھ کو دیکھنا۔ روز تو مجھ کو بیوقوف اور اُلو کہتے ہو۔ لیکن آج سے تم بھی مجھ کو عقل مند کہو گے۔

مصطفٰے۔ نہیں تم بڑے عقلمند ہو۔ رات کا وقت واقعی کم سے کم تمہارے لئے تو ضرور ہی اچھا ہوتا ہے۔ کیونکہ تم نے اُس دن ایک آدمی رات ہی میں مارا تھا۔

تار۔ (اکڑ کر) ہاں ہاں۔ اور ایک کا کان بھی تو کاٹ لایا تھا۔ نہ ہوا دن۔ وہ تو کہو رات تھی۔ ورنہ بتلا دیتا۔

انور نے یہ سن کر اس کی گوشمالی کی۔ کہ واقعی تم بڑے بیوقوف ہو۔ ابھی دن کے خلاف تھے۔ اور ابھی کہتے ہو۔ کہ دن ہوتا۔ تو کان نہیں بلکہ اس کی گردن کاٹتے۔ تم بالکل ہی ...... ایں یہ کیا کپتان آتا ہے!

یہاں تک پہنچ کر انور نے تار کا کان چھوڑ دیا۔ اور جھٹ دروازہ

کی طرف مخاطب ہوا۔ کہ اتنے میں دروازہ کھلا۔ اور کپتان داخل ہوا ؛

کپتان۔ آہاہ۔ کہو ہمارے دوست تار کیسے ہیں۔ آج تو بہت خوش معلوم ہوتے ہیں + میں اس سے بیشتر تم لوگوں کے پاس آ گیا ہوتا۔ مگر ہوا ایک دم سے تیز چلنے لگی۔ ملاحوں کو مستول اور بادبان نیچے کرنے کے لئے اوپر چڑھایا ہے۔ وہ وہاں کام کر رہے ہیں میں نگرانی کر رہا تھا۔ اس وقت جلدی میں ہوں۔ کیونکہ اپنی جگہ دوسرے کو تعینات کر آیا ہوں ؛

انور۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہماری اب یہ عرض ہے۔ کہ ہم لوگوں کو آپ اُسی جگہ چھوڑ دیجئے۔ جہاں آپ نے ہمارے ساتھیوں کا جہاز جلا کر تباہ کر دیا ہے ؛

کپتان نے یہ سن کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور پستول آدھا باہر نکال کر جیب ہی میں رہنے دیا۔ تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں۔ کہ میں مسلح ہوں۔ اور پھر سوکھے منہ سے کہنے لگا ؛

کپتان۔ اس سے تم لوگوں کا کیا مطلب ہے۔ شاید تم کو ابھی معلوم نہیں۔ کہ ہم تمہارا کیا کریں گے + اگر نہیں معلوم۔ تو اب کان کھول کر سن لو۔ کہ تم لوگ اب غلام ہو +

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ اور اپنا چہرہ عجیب طرح کا خوفناک بنا لیا۔ اور غور سے انور کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگا۔ جیسے کوئی بات معلوم کرنا

چاہتا ہو۔ انور بھی اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہا ؛

"ہم اپنی قسمت کا حال بخوبی جانتے ہیں۔ مگر ایک بات آپ اور سن لیں (مصطفےٰ کی طرف اشارہ کرکے) اس کا باپ اس کے لئے سخت پریشان ہو گا۔ یہ اس کا چھوٹا لڑکا ہے۔ اور اگر یہ اس سے چھوٹ گیا۔ تو اس کو بڑھاپے میں ایسا صدمہ ہو گا۔ کہ وہ زندہ نہ رہ سکے گا۔ برائے خدا ہماری حالت پر رحم کرو۔ اگر ہم کو تم چھوڑ دو گے۔ تو ہم تم کو اتنا روپیہ پیسہ دیں گے۔ کہ ہمارے فروخت کرنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا ؛

کپتان (ہنس کر) ہم ایسے بے وقوف نہیں۔ جو دس کے پیچھے ایک سے بھی ہاتھ دھوئیں۔ اور اگر ہمیں رحم کرنا آتا۔ تو ہم یہ پیشہ ہی کیوں اختیار کرتے ؛

یہ کہہ کر وہ چلنے لگا۔ کہ انور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ کہ ایک بات اور سن لیجئے +

کپتان۔ وہ کیا؟

انور۔ وہ یہ کہ آپ کو ہمیں چھوڑنا پڑے گا + ساتھ ہی پیچھے سے تار نے کرسی کا پایہ زور سے کپتان کے سر پر مارا۔ اور وہ ابھی چلانے بھی نہ پایا تھا۔ کہ انور نے اس کو گرا دیا۔ مصطفےٰ نے اس کے دونوں ہاتھ اور تار نے دونوں پاؤں پکڑ لئے۔ اور انور نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ مر گیا + یہ دوسرا کپتان ڈاکو تھا۔ جسے انور نے گلا گھونٹ کر مارا

وہ ایک کو بیشتر مار چکا تھا۔ جس کا کہ ذکر پہلے حصہ میں ہے ۔ فوراً اس کی جیبوں کی تلاشی لی ۔ دو پستول نکلے ۔ جو بھرے ہوئے تھے ۔ ایک گھڑی ۔ ایک قطب نما ۔ اور ایک سگرٹ کا بکس نکلا ۔ کچھ کاغذات بھی تھے ۔ ان چیزوں کو انہوں نے چھپا دیا ۔ اور اس کو اُٹھا کر کھڑکی کے باہر سمندر میں پھینک دیا ۔

انور نے دونوں ساتھیوں کو کچھ ہدایت کی ۔ اور خود باہر نکلا ۔ اندھیرا ہو ہی چلا تھا ۔ چپکے سے جا کر جتنی چھریاں میز پر رکھیں تھیں ۔ سب اُٹھا لایا ۔ اور لاکران کو بھی اپنے کمرے میں چھپا لیا ۔ پھر باہر نکلا ۔ اور بے دھڑک اوپر چڑھ گیا ۔ وہاں دو آدمی کھڑے ہوئے ان لوگوں کو ہدایت کر رہے تھے ۔ جو مستولوں کے اوپر چڑھے ہوئے کام کر رہے تھے ۔ انور کو دیکھ کر ان دونوں کو بڑا تعجب ہوا ۔ لیکن انور نے کہا ۔ کہ آپ گھبرائیں نہیں ۔ ہم کو کپتان نے آزاد کر دیا ہے ۔ اور اب ہم اور آپ ایک ہیں ۔ اور آپ میں سے ایک کو کپتان صاحب نے بلایا ہے ۔ آپ میں سے ایک وہاں چلے ۔ یہ سن کر ان میں سے ایک نے انور کا ہاتھ پکڑا اور نیچے چلا ۔ انور نے از راہ تعظیم اس کو آگے رکھا ۔ جونہی یہ کمرہ میں داخل ہوا ۔ ویسے ہی تار نے ایک ہاتھ کُرسی کے پائے کا اس کے سر پر ایسا مارا کہ یہ چکر کھا کر نیچے گرا ۔ اس کا بھی وہی حشر کیا گیا ۔ اس کی جیب میں سے بھی پستول نکلے ۔ اس سے چھُٹی پا کر انور پھر بے خوف روانہ ہوا ۔ اور

اسی جگہ پہنچا۔ جہاں دوسرا آدمی رہ گیا تھا۔ مگر اب جو آیا۔ تو چار پانچ اور منحوس صورت وہاں موجود تھے۔ اس نے کسی قسم کا خوف نہ کیا۔ بلکہ بے دھڑک اُسی آدمی سے کہا۔ جو پہلے سے وہاں موجود تھا۔ کہ کپتان صاحب اس شخص سے کچھ صلاح کر رہے ہیں۔ آپ کو بھی بلایا ہے۔ چونکہ یہی تینوں سرغنہ تھے۔ یہ سمجھا۔ کہ شاید میری بھی ضرورت آ پڑی ہو۔ فوراً انور کے ساتھ ہو لیا۔ راستہ میں کئی سوال انور سے کئے۔ انور نے مناسب جواب دیئے۔ یہاں تک کہ دروازہ پر آ گئے۔ انور نے اس کو بھی اپنے سے پہلے اندر داخل کیا۔ داخل ہوتے ہی اس کا بھی اپنے ساتھیوں کا سا حال ہوا۔ اور انہوں نے اس کا بھی گلا گھونٹ کر ٹھکانے لگایا۔ اس کی تلاشی لی۔ اس کے پاس بھی ایک پستول نکلا۔ یہ سب پستول دونالی تھے۔ اور سب بھرے ہوئے تھے۔ ان تینوں نے یہ پستول لئے۔ اور ایک ایک ہاتھ میں بڑی چھری لی۔ اور ہمت کر کے بے دھڑک ایک دم سے دندناتے اوپر چڑھ گئے۔ یہ اسی جگہ پر پہنچے۔ جہاں کچھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک دم سے پہنچ کر پستول سامنے کئے۔ اور کہا کہ اب تم ہمارے قبضہ میں ہو۔ جیسا ہم کہیں ویسا کرو۔ لیکن وہ لوگ ان پر جھپٹ پڑے۔ اُن کے پاس ہتھیار تو تھے ہی نہیں۔ انہوں نے اُنہیں وہیں مار گرایا۔

اتنے میں شور ہونے لگا۔ اور جگہ جگہ سے لوگ نکل نکل کر آنے لگے۔

جو بھی باہر نکلا۔ اس کے سر میں انہوں نے گولی مار دی۔ مستول پر سے دو آدمیوں کو مار کر گرا دیا۔ اور باقیوں سے اطاعت قبول کرنے کو کہا۔ اب مزے کی بات یہ ہوئی۔ کہ جہاز والوں میں سے چار آدمی کپتان کے خلاف تھے۔ وہ کپتان کے طرف داروں سے لڑنے لگے۔ اور ان کو جان سے مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر انور کو بڑی خوشی ہوئی۔ جب آٹھ دس آدمی مارے گئے۔ اور صرف معمولی معمولی رہ گئے۔ تو انہوں نے انور کی اطاعت کر لی۔

انور نے سب کو جمع کیا۔ اور جو کچھ بھی جہاز پر مال موجود تھا۔ برابر برابر بانٹ دیا۔ جس سے ملاح اور بھی خوش ہو گئے۔ انور نے نقشہ جات اور ضروری کاغذات پر خود قبضہ کر لیا۔ کیونکہ بحری سفر اور جنگ وغیرہ سے وہ پیشتر ہی سے واقف تھا۔ اس نے اپنے آپ کو خود جہاز کا کپتان بنایا اور جہاز والوں سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ کہ اُسی طرف چلنا چاہئیے۔ جہاں ہمارا جہاز جلایا گیا تھا۔ سب نے حکم کی تعمیل کی۔ اور انور نے جہاز کا منہ اُسی سمت کر دیا۔ خوشی کی سلامی دی گئی۔ کالا جھنڈا اتار کر پھاڑ ڈالا گیا۔ اور سب ملاحوں سے اطاعت کی قسم لی گئی۔ ان چار آدمیوں کو جو کپتان کے خلاف تھے۔ خاص خاص جگہ متعین کیا۔ اور خود ٹھاٹ سے کپتان کے کمرہ میں بیٹھ سگرٹ پینا شروع کیا۔

(۲۰)

اُس لڑائی کے بعد دس بارہ روز ہم کو حملہ کا خدشہ نہ تھا۔ لیکن ایک

روز کا ذکر ہے۔ کہ میں صبح تڑکے ٹیلے والے پاڑ پر بیٹھا دوربین سے سمندر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ بڑی دور مجھ کو ایک زبردست کشتیوں کا بیڑا نظر پڑا۔ اس بیڑے میں چھوٹی بڑی کوئی پچاس کشتیاں ہوں گی۔ جن میں بہت سے آدمی بھرے ہوئے تھے۔ میں نے سب کو اس امر کی اطلاع دی۔ ہمارے ساتھی تیار ہونے لگے۔ بیڑا ہم سے بہت فاصلہ پر تھا۔ ہم نے اندازہ لگایا۔ کہ یہ بدکردار جنگلی کسی جزیرہ پر سے ہو کر ادھر آرہے ہیں۔ تاکہ سمندر کی طرف سے ہم پر حملہ کر سکیں۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ہوا تیز ہونے لگی۔ اور بڑھتی گئی۔ ذرا سی دیر میں بہت تیزی پکڑ گئی۔ مجھ کو اب اس بات کی امید ہوئی۔ کہ یہ بیڑا اگر ہماری طرف آیا۔ تو شاید راستہ ہی میں ہوا کی تیزی کی وجہ سے ڈوب جائے گا۔ لیکن جنگلی لوگ ہوشیار تھے۔ وہ طوفان آتے دیکھ کر فوراً واپس ہو گئے۔ لیکن اب ہم کو اتنا معلوم ہو گیا۔ کہ یہ ہوا کم ہونے پر ضرور آئیں گے۔ اور ہم کو تیار رہنا چاہئیے۔ ہم نے موقعہ کو غنیمت جانا۔ اور تیاری میں مشغول ہو گئے۔ جو برتن بھی فاضل تھا۔ اس کو میٹھے پانی سے بھر لیا۔ مجھ کو نہ معلوم تھا۔ کہ یہ لوگ اتنی کثیر جمعیت لانے پر تیار ہیں۔ میں نے اب یہ بھی دیکھا۔ کہ اگر ٹیلہ اسی طرح رہا۔ تو یہ لوگ ضرور ریل پیل کر کے زبردستی چڑھ آئیں گے۔ چنانچہ میں نے ٹیلہ کو کھدوا ڈالا۔ اس طرح کہ گو نیچے سے وہ بالکل دیوار سا تو نہیں بن گیا۔ مگر چڑھنے کے قابل نہ رہا۔

علاوہ اس کے چاروں طرف عمدہ دمدمے بنائے گئے۔ اور جگہ جگہ لکڑی کی ٹٹیاں بنا کر آڑیں باندھی گئیں۔ کہ اگر باہر سے کچھ چیز پھینکی جائے۔ تو کسی کو لگ نہ سکے۔ پھاٹک بالکل ہی بند کر دیا۔ کہ جیسے تھا ہی نہیں۔ سب میں بڑی یہ بات کی۔ کہ دو بُرج بہت اونچے اور مضبوط بنا لئے۔

تیز ہوا چار دن تک چلا کی۔ لیکن پانچویں روز شام ہوتے ہوتے اعتدال پر آ گئی۔ اب مجھ کو ڈر ہوا۔ کہ دشمن ضرور آنے کی کوشش کریں گے۔ ادھر ہم لوگ ہر طرح سے تیار تھے۔ بندوقیں اتنی بھری ہوئی تیار رکھی تھیں۔ کہ جگہ جگہ ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ کچھ آدمی خاص طور پر اس کام کے لئے مقرر کئے۔ کہ بندوقیں بھر بھر کر سب کو دیتے جائیں۔ تاکہ چلانے والوں کو آسانی ہو۔ دوسرے دن حسب امید دس بجے دن کے بیڑا نظر آیا۔ یہ پہلے بیڑے سے بھی کسی قدر بڑا ہی تھا۔ قصہ مختصر دو گھنٹہ میں بیڑا ذرا فاصلہ پر کنارہ پر آ لگا۔ ان کے ساتھ بہت سی عورتیں اور سامان بھی تھا۔ اور لڑنے والوں کی تعداد بھی دو ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو ہمت دلائی۔ جس سے وہ لوگ جوش میں آ گئے۔ میں نے کچھ آدمی حسب قاعدہ اپنے پاس رکھے تھے۔ اور سب کو ہدایت کر دی۔ کہ بغیر حکم کے کوئی کام نہ کرنا۔

جنگلیوں نے آتے ہی اینٹیں اور پتھر برسانے شروع کر دیئے۔

اور شور مچا مچا کر اپنے غصے کا اظہار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد لوگ ایک مقام پر بیٹھ گئے۔ اور کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے بعد شراب پینے لگے۔ جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ناچ گانا شروع کر دیا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر مجھ کو پرانے زمانے کے عیسائیوں کا خیال آیا۔ جو ہم سے لڑنے آتے تھے۔ تو جہاز کے جہاز شراب اور عورتوں سے بھر کر لایا کرتے تھے۔ خصوصاً جب ہنگری اور وینس والے اپنے مشہور جنرل ہینڈلے کے ماتحت لڑنے کو آئے تھے تو اسی قسم کا سامان ساتھ لائے تھے۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ جو اُن کا حال ہوا تھا۔ وہی ان کا بھی ہو گا۔

اُنھوں نے ناچ تیسرے پہر کے قریب ختم کیا۔ اور اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ دو دو تین تین سو کی ٹکڑیاں اِدھر اُدھر پھیل گئیں۔ ہر طرف سے جنگلی میرا منہ چڑاتے اور مجھ کو گھونسے دکھاتے تھے۔ کیونکہ میں ہی اونچے پر تھا۔ اور سب کی نظر مجھ پر ہی پڑ رہی تھی اور کوئی آدمی ان کو نظر نہ آتا تھا۔ میں نے حکم دے دیا تھا۔ کہ اگر یہ لوگ اسی بے تکلفی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ گھومتے رہیں۔ تو اُن کو مت ٹوکو۔ لیکن اگر یہ خندق کے دمدمہ کے قریب آئیں۔ تو ان کی خبر لی جائے چنانچہ جب رفتہ رفتہ یہ لوگ دمدموں کے پاس آئے۔ تو برج پر سے ان پر فیر ہوئے۔ ادھر سے فیر ہوئے تھے۔ کہ سب کے سب چیخ کر چاروں

طرف سے دوڑ پڑے۔ اور بڑے زور سے حملہ آور ہوئے۔ دیوار کی طرف سے تو اب حملہ کا ڈر ہی نہ تھا۔ اس لئے ٹیلہ پر دو ایک آدمی ہی رکھے گئے تھے۔ ادھر سے بھی ان کا استقبال اچھی طرح سے کیا گیا۔ ایک ذرا سی دیر میں وہ کودتے پھاندتے۔ گرتے پڑتے۔ چیختے چلاتے خندق اور دمدموں کو پار کر کے لکڑیوں کی دیوار پر آ گئے۔ اب ان پر برجوں پر سے بڑے چھرّے کی سخت آتش باری ہونے لگی۔ لیکن یہ بھی بڑے حوصلے والے تھے۔ کہیں ایک کے اوپر ایک بیٹھ کر چڑھنے کی کوشش کرتا۔ کہیں برچھے اور پتھر اندر پھینکتے۔ کہیں اوپر چڑھنے لگتے۔ ایک جگہ اتنے جنگلی جمع ہو گئے۔ کہ ادھر کی طرف شور سے اور پتھروں اور ڈھیلوں کے برسنے سے ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا اندر گھس آئے ہیں۔ میں نے اپنے پاس کے آدمی فوراً ادھر روانہ کئے۔ کہ برجوں پر سے چڑھ کر زبردست گراب کی مار شروع کر دو۔ بس پھر تو جو کوئی بھی گردن نکال کر اوپر جھانکا۔ یا تو گرا دیا گیا۔ یا زندہ نہ بچا۔ غرض جگہ جگہ مقابلہ ہوا۔ مگر ہر جگہ ان کو بری طرح مار کر پسپا کیا گیا۔ آخر کو بدحواس ہو کر وہ بھاگ گئے۔ ان کے کچھ زخمی تو رینگ کر خود نکل گئے۔ اور جو نہ جا سکے۔ ان کو وہ لوگ دو دو ایک ایک کر کے اٹھا لے گئے۔ ہم نے ان کی مزاحمت نہ کی۔ ان کے پچاس ساٹھ آدمی مارے گئے۔ اور بہت سے زخمی ہوئے ایسا تو شاید ہی کوئی ہو گا۔ جس کے چھرّہ نہ لگا ہو۔ اس دفعہ ہماری طرف

والوں میں سے صرف ان لوگوں کے زخم آئے تھے جو میرے پاس موجود تھے۔ اور جگہ جگہ مدد پہنچانے کو جاتے تھے + احمد کے سر پر ایک پتھر گرا تھا۔ جس کی چوٹ سے اُس کے سر سے بہت سا خون بہا + جمال کی ٹانگ ایک برچھے سے زخمی ہو گئی۔ اور اس طرح کوئی دس بارہ آدمی ہلکے ہلکے زخمی ہوئے تھے۔ اُنھوں نے جو برچھے اندر پھینکے تھے۔ وہ کوئی پچیس تیس تھے۔ ان کو بھی ہم نے قبضہ میں لے لیا + رات بھر ہم نے پہرہ دیا۔ لیکن وہ لوگ شراب میں مست پڑے رہے ٭

صبح ہوتے ہی اُن کے بہت سے آدمی درخت کاٹ کر لانے لگے۔ اور کچھ کشتیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ ہم کو شبہ ہوا۔ کہ انھوں نے اور مدد بلائی ہے + انھوں نے موٹی موٹی شاخیں جوڑ جوڑ کر اور باندھ باندھ کر ایسے چوکھونٹے تختے بنانے شروع کئے۔ کہ اس کے پیچھے پانچ چھ آدمی بخوبی چھپ سکیں + ان کے کچھ لوگ سیڑھیاں بنانے لگے۔ انھوں نے بہت سے بسولے اور کلہاڑیاں نکال لیں + دوپہر تک یہ لوگ بڑی تندہی سے کام کرتے رہے۔ کھانا کھا کر اور شراب پی کر پھر لڑنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ سیڑھیاں دیکھ کر البتہ ڈر معلوم ہوا۔ کہ کہیں یہ لوگ چڑھ ہی نہ آویں ٭

اب جنگلی جگہ جگہ تختے اُٹھا کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ لوگ صرف بسولے اور کلہاڑیاں لے کر تیار ہوئے۔ یہ معاملہ دیکھ کر میں نے حکم دیا۔ کہ اب گولیاں

بھی تیار رکھو۔ جنگلیوں نے تختوں کی آڑ میں ہو کر بڑھنا شروع کیا۔ جو لوگ بسوے لئے ہوئے تھے۔ وہ خاص طور سے تختوں کی آڑ میں بڑھے اور سب نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا۔ جگہ جگہ سیڑھیاں لگا کر چڑھنے لگے۔ اول تو گولی یا چھرے ہی سے یہ لوگ گرائے گئے۔ اور جو اوپر دکھائی دیئے۔ ان کو یا تو انہی کے برچھوں سے گرا دیا گیا۔ یا ان کا سر پستول سے اُڑا دیا گیا۔ تختہ کی آڑ میں جو لوگ آئے تھے۔ وہ اپنے سروں پر تختے کر کے جگہ جگہ بسولوں سے لٹھوں کو کاٹنے اور زمین کو کھودنے لگے۔ اس میں ذرا دقت پڑی۔ گولی پار تو ہو جاتی تھی لیکن یہ اندازہ نہیں لگتا تھا۔ کہ تختے کے نیچے آدمی کس طرف اور کس جگہ ہے۔ لیکن اُدھر اِدھر سے یہ کھلے ہوئے تھے چنانچہ داہنے بائیں سے ان کو جگہ جگہ مار مار کر گرایا گیا۔ مگر پھر بھی وہ ہمت نہ ہارے۔

ایک جگہ تو سیڑھی لگانے والوں نے اس قدر زور دکھایا۔ کہ دو آدمی اُن کے اندر کود پڑے۔ لیکن آتے ہی مارے گئے۔ دو ایک اور زور لگا کر اندر آئے۔ لیکن وہ بھی مار ڈالے گئے۔ لڑائی کیا بلکہ اُن لوگوں کا قتل زوروں پر جاری تھا۔ کہ ایک جگہ بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک جگہ اُنہوں نے زمین کھود کر ذرا سی ہماری لکڑی کی دیوار گرا دی۔ اور بڑا شور مچایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اب اندر گھسے کہ گھسے۔ جو جگہ اُنہوں نے توڑی تھی۔ اس میں اتنی جگہ نہ تھی۔ کہ ایک آدمی بھی آسانی

سے اندر گھس آئے۔ اب پورا زور اسی طرف لگ گیا۔ جتنے آدمی بھی ٹیلے پر موجود تھے۔ میں نے جلدی سے اِدھر بھیجے۔ اور انھوں نے جاکر جنگلیوں کو روکا۔ اس درمیان میں اینٹ۔ برچھے وغیرہ تیزی سے آ رہے تھے۔ اتنے میں ایک بڑا شور ہوا۔ اور انھوں نے ایک شہتیر گرا لیا۔ یہ دیکھ کر میں نے اور جگہ سے بھی آدمی ادھر کو بھگائے۔ یہاں جنگلی بھی اڑ گئے۔ اور انھوں نے اس قدر جم کر مقابلہ کیا۔ کہ خدا کی پناہ ہمارے لوگوں نے اتنے پستول خالی کئے۔ کہ ان کے منہ پھر پھر گئے۔ اسی طرف بُرجوں پر بھی بہت سے آدمی آ گئے۔ اور چونکہ انھوں نے اب تختے چھوڑ کر الگ رکھ دیئے گئے۔ لہٰذا اب ان پر اس قدر سخت آتش باری ہوئی۔ کہ وہ ڈگمگا کر ایک دم سے اُلٹ گئے۔ اور مار کر بھگا دیئے گئے۔ پھر جلدی سے پھاوڑا مٹی لے کر شہتیروں کو لگا یا دیا گیا۔

اب حملہ ان کا سست کیا۔ بلکہ ختم ہی ہوگیا تھا۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ لوگ وہاں سے بھاگ نکلے۔ ہمارے آدمی اگر اس جگہ کے زیادہ قریب ہوتے۔ جدھر شہتیر گرے تھے۔ تو بہت زخمی ہوتے۔ اور عجب نہیں۔ جو ایک دو کام بھی آجاتے۔ لیکن یہ لوگ بیچ میں کھڑے ہو کر بندوق اور پستول کی باڑھیں مار رہے تھے۔ اس حملہ میں ہمارے دس بارہ آدمی زخمی ہوئے۔ مگر کسی کے بھی مہلک چوٹ نہ آئی۔ برچھیوں کی مار

کی زد سے یہ لوگ علٰحدہ ہی رہے۔ ورنہ زخمی ضرور ہو جاتے ؛

رات کے وقت انہوں نے جمع ہو کر پھر خوب شراب پی۔ اور ناچنے لگے۔ جیسے کوئی غیر معمولی بات ہی نہ ہوئی تھی۔ آج اس قدر انہوں نے شراب پی۔ اور اس قدر ناچے۔ کہ آدھی رات گذر گئی۔ پھر ایسے سوئے۔ کہ ہم نے جانا۔ سب کے سب مر گئے + میں نے رائے دی۔ ان پر آج رات شبخون مارنا چاہیئے + جب دیکھا کہ بالکل سناٹا ہے۔ اور یہ کھیل کود سے تھک کر نیند کے نشہ میں چور پڑے ہیں۔ تو ہم دروازہ کے شہتیروں کو اُٹھا کر اندھیرے اندھیرے میں باہر نکل آئے۔ میں نے پچاس آدمی ہر طرح سے مسلح ادھر روانہ کر دیئے + یہ اس طرح چُپ چاپ ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے۔ کہ ان کو مطلق خبر نہ ہو سکی + یہ لوگ دراصل اس قدر شراب پی کر پڑے تھے۔ کہ بالکل ہی بے خبر تھے۔ چنانچہ ان پر ایک دم سے سوتے میں حملہ کر دیا۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ بیسیوں سوتے ہی مارے گئے۔ قبل اس سے کہ ہوشیار ہوں۔ ہمیشہ کے لئے سُلا دیئے گئے + جو شور و غُل سے خبردار بھی ہوئے۔ وہ بے ہتھیار کے اُٹھے۔ اور اندھیرے میں گڑبڑ کی وجہ سے ہتھیار نہ ڈھونڈ سکے۔ کچھ ایسے گڑبڑائے۔ کہ جلدی میں اُٹھ کر آپس ہی میں گُتھ گئے۔ اسی اثنا میں مَیں نے پچیس آدمی اور بھیج دیئے۔ اور حکم دیا کہ جس طرح بھی بن پڑے۔ ان لوگوں کو مار ڈالو + ہمارے لوگ فاصلہ ہی سے ان پر پستول اور بندوق سے حملہ آور ہوئے تھے۔ اور جب گڑبڑی پڑی تھی۔ تو قریب

بھی پھیلے گئے تھے۔ قصہ مختصر ہمارے آدمیوں نے ایک ذرا سی دیر میں ان کا قتل عام کر ڈالا۔ اور جو باقی بچے۔ وہ چاروں طرف بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔

صبح تک ہمارے آدمی ان کو جگہ جگہ گھیر کر مارتے اور بھگاتے رہے اور صبح ہی اُن کی سب کشتیاں ایک جگہ جمع کر کے آگ کی نذر کر ڈالیں۔ اب یہ لوگ بہت ہی بُری طرح بھاگے تھے۔ ہمارے دو آدمیوں کے چوٹیں آئیں تھیں۔ ایک کے تو پاؤں میں موچ آ گئی تھی۔ اور ایک کے کسی چیز سے زخم لگ گیا تھا۔ ان کا سامان جو کچھ بھی تھا۔ ہم نے جلا دیا۔ رسد کا سامان قبضہ میں کیا۔ اور ہتھیاروں اوزاروں کو بھی قابو میں لیا۔ کیوں کہ قریب قریب یہ لوگ سب کے سب خالی ہاتھ اُٹھ کر بھاگ گئے تھے سیڑھیاں تختے اور سب چیزیں آگ کی نذر کر دی گئیں۔ کہ ان کا نشان تک نہ رہ گیا۔ مُردوں کو دفن کیا۔ زخمیوں کو خدا پر چھوڑا۔ اور اطمینان سے بیٹھ رہے۔ اس کے بعد جگہ جگہ شہتیروں کو مضبوط کیا۔ جو شہتیر تھوڑے سے کٹ گئے تھے۔ ان کو بدل ڈالا۔ اور سب قسم کی درستی کر کے پھر قلعہ میں آ کر بیٹھ رہے۔ چونکہ ہم کو اب ڈر تھا۔ اور مضبوطی زیادہ کرنا منظور تھی۔ اس لئے ہم نے دو بُرج اور بنائے۔ کہ زائد آدمی اوپر بیٹھ سکیں۔ خندق وغیرہ جو بگڑ گئی تھی ٹھیک کر لی۔

اُسی روز شام کے قریب دو ایک آدمی ہم کو دکھائی دیئے۔ لیکن ہم نے

ان کو نہ ٹوکا۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے زخمیوں کی خبر لینے آئے تھے۔ زخمی تھے بھی بہت۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ رات میں بہت سے پہلے زخمی جو بھاگ نہ سکتے تھے۔ مارے گئے۔ اس کے بعد کچھ اور آدمی آئے۔ اور اپنے زخمیوں کو لے کر بھاگ گئے۔ ہم نے ان کو اچھا سبق پڑھایا تھا۔ اور ہم کو اب کامل امید تھی۔ کہ یہ لوگ پھر کبھی ایسی غلطی نہ کریں گے۔ لیکن ہمارا یہ اندازہ غلط نکلا۔ واقعی ان لوگوں جیسی ضدی اور لڑاکا اور جنگی قوم شاید ہی اَور کوئی ہو۔ گولی کی باڑھ پر سیدھے چلے آنا انہی کا کام تھا۔

کوئی ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ تک ہم ان کے پھر آنے کا خیال بھی نہ ہوا بلکہ ہم بے خبر سے ہو چلے۔ کہ اتنے میں ایک روز پھر ہمیں ایک بہت بڑا بیڑا نظر پڑا۔ سب لوگ فوراً تیار ہونے لگے۔ لیکن اب سخت پریشانی ہوئی کہ کیا ہمیشہ لڑتے ہی گذرے گی۔ آخر کہاں تک لڑیں گے۔ کچھ لوگ رائے دینے لگے۔ کہ جہاز بنانا شروع کرنا چاہیئے۔ اور اس جگہ کو چھوڑنا چاہیئے۔ مگر میں نے کہا۔ کہ اس وقت کے خطرہ کا تو مقابلہ کرو۔ پھر اللہ مالک۔ چونکہ شہتیر گر جانے کا اندیشہ تھا۔ ہم نے اُس درمیان میں اندر کی طرف ایک پشتہ ان کی مضبوطی کے لئے اور بنا لیا تھا۔ یہ بیڑا گو ابھی دور تھا۔ لیکن پہلے بیڑے سے دُوگنا معلوم ہوتا تھا۔ اُس میں لڑنے والے کم نہ تھے۔ اور سب تیاریوں میں لگے ہی ہوئے تھے۔ مجھے ایک ترکیب سوجھی۔ میں نے فوراً پھاٹک کے شہتیر گرا دیئے۔ اور راستہ کھول دیا۔ اور آگے بڑھ کر خندق کو دس

پندرہ گز مربع چوڑا کرادیا۔ وقت ہمارے پاس ابھی بہت تھا۔ اور یہ کام بڑی سہولیت سے ہوگیا۔ میں نے اس کے بعد اس میں جلدی سے سرنگ کے لئے باروز بچھوادی اور اوپر مٹی ڈلوا کر زمین برابر کردی۔ فلیتہ جلدی ہی بنایا گیا۔ اور ہوشیاری سے لگا دیا گیا۔ اور سوائے تھوڑے آدمیوں کے سب ساحل پر روانہ کردیئے۔ کہ جدھر بھی یہ لوگ اُتریں۔ ان کی خوب خبر لیں۔ اور پھر دھیرے دھیرے بھاگنا شروع کریں۔ اور قلعہ میں واپس آجائیں۔ وہ ضرور پیچھا کریں گے۔ اور سرنگ کے اوپر اندر داخل ہونا چاہیں گے۔ پندرہ بیس آدمیوں کو بڑا پتھر ابھر کر اور بندوق دے کر ایک جگہ پوشیدہ کر دیا۔ اور کہہ دیا۔ اور جب تک کہ سرنگ نہ اُڑ لے۔ اس وقت تک چھپے بیٹھے رہیں ÷

بیڑا اب قریب آگیا تھا۔ اس میں چار ہزار سے کچھ زائد ہی آدمی ہوں گے۔ لیکن ہم کو اپنے ہتھیاروں اور فن جنگ پر خدا کے فضل سے کافی بھروسہ تھا۔ جب بیڑا قریب آیا۔ تو یہ لوگ ہمارے آدمیوں کو کنارہ پر دیکھ کر بُری طرح چلانے لگے۔ اور کھڑے ہو ہو کر ہتھیار دکھانے لگے۔ لیکن جب اور قریب آئے۔ تو ہمارے آدمیوں نے ان پر فیر کئے اس کے جواب میں سارے بیڑے نے ایک زور کی چیخ ماری۔ اور لوگ پانی سے کود کود کر نکل پڑے ÷ ہمارے آدمی فیر کرتے جاتے تھے۔ اور پیچھے ہٹتے جاتے تھے۔ کہ ان کی ناویں قریب آگئیں۔ اور وہ اتر کر بے تحاشا ان کے پیچھے دوڑے

یہ لوگ باقاعدگی سے پیچھے ہٹے۔ اور بنائے ہوئے راستہ سے ہوکر اپنے قلعہ میں آنے لگے۔ وحشی پیچھے پیچھے چیختے چلاتے ہوئے آئے۔ اور سرنگ کے اوپر چھا گئے۔ ان کا اس جگہ پہنچنا تھا۔ کہ سرنگ اُڑا دی گئی۔ ایک ایسا زبردست دھما کا ہوا۔ کہ سارا جزیرہ گونج اُٹھا۔ اور خاک اور ڈھول کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ جو بھی سرنگ کے اوپر یا قریب تھا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اُڑ گیا۔ پچاسوں گرد سے اندھے ہوکر گر پڑے۔ جو بچے تھے۔ وہ ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ کمین گاہ سے لوگوں نے آتش باری شروع کر دی۔ ادھر سے اور بندوقوں کی باڑھیں چلائیں۔ اب تو یہ بالکل پاگل ہی ہو گئے۔ اور بھاگ پڑے۔ مگر ان کا پیچھا کیا گیا۔ اور دور تک اُن کو مار گرایا۔ پھر ہمارے ساتھی جلدی سے بھاگ کر قلعہ میں آ گئے۔ کیونکہ ابھی ان کے لوگ کشتیوں پر موجود تھے۔ اور ڈر تھا۔ کہ کہیں وہ پیچھے سے نہ گھیر لیں۔ یا قلعہ پر نہ حملہ کر دیں۔ ان کا کل نقصان ہزار کے قریب ہوگا۔ یہ لوگ اس قدر خوف زدہ ہو گئے۔ کہ دن کو انہیں حملہ کی ہمت نہ پڑی۔ رات کو انہوں نے شبخون مارا۔ مگر وہ بھی کمزوری کے ساتھ چنانچہ جلدی پسپا کر دیئے گئے۔

صبح کو ان کی آٹھ کشتیاں اور آگئیں۔ جن میں ہزار بارہ سو آدمی اور ہوں گے۔ ان لوگوں نے آتے ہی سیڑھیاں اور تختے بنانے شروع کر دیئے۔ دو دن متواتر یہ لوگ مختلف قسم کی تیاریوں اور ناچ رنگ میں مشغول رہے

تیسرے روز صبح کو ان کی اور مدد آگئی۔ یعنی ایک ہزار آدمی اور آئے + یہ لوگ اس قدر پُر جوش تھے۔ کہ انھوں نے تختوں کی آڑ میں بڑھ کر خندق کے اُدھر والی کانٹوں اور شہتیروں کی باڑھ میں آگ لگادی + اب ہم لوگ اور بھی گھبرائے۔ کہ الٰہی اب کیا کریں۔ دیکھئے خدا کو اب کیا منظور ہے۔ اس آگ لگنے سے ہم لوگ بہت کچھ پریشان ہوئے۔ لیکن آگ ہم سے دور ہی رہی۔ اس کی وجہ سے اتنا فائدہ ہوا۔ کہ جنگلی قریب نہ آسکے۔ اور حملہ آور نہ ہوئے ہ

رات کو یہ لوگ خوب ناچے کودے۔ اور صبح ہوتے ہی پھر حملہ آور ہوئے۔ چاروں طرف سے ہزاروں اُمنڈ آئے۔ جگہ جگہ نہیں۔ بلکہ چاروں طرف سیڑھیاں لگانے لگے۔ اور جگہ جگہ شہتیر کاٹنے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ ہم نے ان کو ہر جگہ خوبی سے روکا۔ البتہ ایک دو جگہ پریشانی مچ گئی۔ دروازہ کے پاس ان لوگوں نے بڑا زور کیا۔ سیڑھیاں لگا لگا کر اوپر آنے لگے۔ لیکن جو بھی نظر آیا۔ اس کا بھیجا گولی سے اُڑا دیا گیا۔ پھر بھی ان کا زور کم نہ ہوا۔ ایک جگہ بندوق والے ذرا سست پڑے تھے۔ کہ تین چار جنگلی اندر کود آئے۔ ان کو فوراً ہی مار ڈالا گیا۔ یہ دیکھ کر دو ایک اور کود آئے۔ لیکن سب ہی مارے گئے۔ کیونکہ یہ لوگ خالی ہاتھ گھس آتے تھے۔ اس لئے آتے ہی مارے جاتے تھے۔ کبھی کسی طرف زور ہوتا تھا۔ اور کبھی کسی طرف ایک طرف بڑا شور ہوا۔ اور دو شہتیر چرچرا کر گر گئے۔ اگر اندر کو پشتہ نہ ہوتا۔ تو جنگلی ضرور اندر گھس آتے۔ اس طرف میں نے برجوں پر اور آدمی بھیجے۔

یک سخت اس قدر ہولناک گراب چھرے کی باڑھ ان پر مار پڑی۔ کہ وہ سب کچھ بھول کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس طرف زیادہ زور دینے سے ہم اور کئی طرف کمزور پڑ گئے۔ لیکن رفتہ رفتہ ہم نے انہیں روک لیا۔ برجوں اور سوراخوں میں سے اس قدر ہولناک آتش باری کی۔ کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور ہر جگہ ہم کو فتح ہوئی۔ تھوڑی دیر کی اور تیز لڑائی کے بعد جنگلی ہٹنے لگے۔ اور ہم نے آتش باری میں اتنی سختی کرنی شروع کی۔ کہ ان کو ذرا سی دیر میں مار بھگایا۔

ہماری طرف اس وقت بہت زخمی ہوئے تھے۔ کسی کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ کسی کے سر سے خون کی چادر جاری تھی۔ کسی کے دانت سے خون نکل رہا تھا۔ کسی کا سر کھل گیا تھا۔ کوئی چوٹ کھا کر بیہوش پڑا تھا۔ کسی کا بازو زخمی تھا۔ تو کسی کا سینہ گھائل تھا۔ کسی کی کنپٹی چھل گئی تھی۔ تو کسی کا ہاتھ جھول رہا تھا۔ مگر سب خوش تھے۔ اور ہنس رہے تھے۔ اُدھر کے زخمیوں اور مُردوں کا کچھ ٹھیک ہی نہ تھا۔ سینکڑوں ہزاروں مر کھپ گئے تھے۔ مردوں کا ایک کھیت تھا۔ کہ بچھ رہا تھا۔ لیکن وہ لوگ ان کو جلدی ہی اُٹھا لے گئے۔ میں نے سب کی تعریف کی۔ اور انہیں ہمت دلائی۔ خصوصاً تعریف کے قابل وہ لوگ تھے۔ جو بندوقیں تیزی سے بھر بھر کر سب کو بانٹ رہے تھے۔ گو کہ اس قدر سخت آتش باری ہوئی تھی۔ لیکن سوائے ایک دو دفعہ کے ذرا کمی نہ پڑی تھی۔ اور نہ ان کے انتظام میں

کچھ فرق آیا تھا۔ اس روز دن بھر انہوں نے کوشش نہ کی۔ شام کے وقت ان کی اور مدد آگئی۔ یعنی کوئی پندرہ کشتیاں بھری ہوئی آدمیوں اور سامان سے آگئیں۔ اس طرح گویا جتنے آدمی اُن کے ضائع کئے گئے تھے اس کے دُگنے ڈیوڑھے آگئے۔ ان لوگوں نے رات کو پھر ایک شبخون مارا۔ لیکن ہم نے ان کو آسانی سے مار بھگایا۔

صبح ہوئی۔ یہ ایک خونی صبح تھی۔ اس روز انہوں نے بڑے پیمانہ پر حملہ کیا۔ جگہ جگہ سیڑھیاں لگا دیں۔ اور جگہ جگہ آدمی شہتیروں کو گرانے کی کوشش کرنے لگے۔ ادھر سے بھی خوب مقابلہ کیا گیا۔ ایک جگہ سیڑھی پر سے چڑھنے والے کامیاب ہوتے نظر آئے۔ اور بہت سے اندر کود پڑے۔ ادھر سے بھی دمدموں میں سے آدمی نکل پڑے۔ اور ان لوگوں کو پستولوں سے مارنے لگے۔ اور کوشش کر کے آگے چڑھنے سے روک دیا۔ کئی جگہ شہتیر کاٹنے والے بھی بڑا زور باندھنے لگے۔ لیکن ان کو بھی جگہ جگہ کمزور کر دیا گیا۔ گو آج ان کے پاس بہت سے آدمی تھے۔ اور یہ بڑی سختی سے لڑ رہے تھے۔ مگر پھر بھی ان کو جگہ جگہ دھکیل دھکیل دیا۔ اور بھگا بھگا دیا۔ لیکن یہ بھی بڑی سختی سے آ رہے تھے۔ گویا ارادہ کر کے آئے تھے کہ آج واپس نہ پھریں گے۔ ایک دم سے چاروں طرف سے گھوم کر ایک جگہ آگئے۔ کہ بس یہی معلوم ہوا یا تو شہتیر گرایا وہ اندر گھس آئے ہیں۔ ہم نے بھی کُل زور ایک دم اسی طرف اُلٹ دیا۔ یہاں جنگلی بہت بُری طرح

اڑے ۔ یہاں تک کہ مر مر کر گرے ۔ مگر آخر کو تاب نہ لا سکے ۔ اور بھاگ پڑے یہاں سے اُن کا بھاگنا تھا ۔ کہ سب جگہ ان کو پیٹ لیا گیا ۔ اور وہ سب بھاگ گئے ۔ اس دفعہ سخت نقصان کے ساتھ یہ پسپا ہوئے ۔ اور ذرا دیر میں ان کی صفائی ہو گئی ۔ لیکن دشمن بیکار نہیں بیٹھے ۔ اپنے زخمیوں وغیرہ کو اُٹھانے کے بعد بہت سے آدمی لکڑی کاٹنے اور طرح طرح کا کوڑا جمع کرنے میں مشغول ہو گئے ۔ تھوڑی ہی دیر میں مٹی کوڑا ۔ لکڑی ۔ پتھر تختوں کی آڑ میں لے کر انہوں نے بڑھنا شروع کیا ۔ اور سب سامان ایک جگہ ڈالنے لگے ۔ اب سب نے مٹی لے کر گویا اوپر حملہ کرنا شروع کیا ۔ جو مرا اس کو بھی اسی میں ڈال دیا ۔ ان کا مقصد ہم سمجھ گئے ۔ کہ یہ چاہتے ہیں ۔ کہ مٹی ڈال کر شہتیروں کے برابر اونچی کر دیں ۔ اور پھر ایک دم سے اوپر چڑھ آویں ہم اُن کو روکنا چاہتے تھے ۔ مگر وہ اس کام کو پورا کرنے کے لئے بڑی جانفروشی کر رہے تھے ۔ اور کامیاب ہوتے معلوم ہوتے تھے ۔ اب ہم گھبرائے ۔ کہ یہ ضرور کامیاب ہو جائیں گے ۔ چنانچہ سب طرف سے آدمی ادھر ہی لا کر لگا دیئے ۔ جب انہوں نے یہ دیکھا ۔ تو وہ دوسری طرف حملہ کرنے لگے ۔ مجبوراً ہم کو آدمی تقسیم کرنے پڑے ۔ اب ہم گھبرائے کہ کیا کریں ۔ مقابلہ ہم کر رہے تھے ۔ لیکن آہستہ آہستہ ان کا ڈھیر اونچا ہوتا جاتا تھا ۔ تختوں کی آڑ میں اس جگہ یہ لوگ اڑے ہوئے تھے ۔ اور کام کر رہے تھے ۔ ہماری سب تدبیریں اُلٹی ہو رہی تھیں ۔ تیسرا پہر

سے قبل ہی اُنہوں نے یہ کام تیار کر لیا۔ مگر ہم کو خدا کی طرف سے پوری امید تھی۔ کہ اگر یہ لوگ گھس بھی آئے۔ اور دست بدست مقابلہ کرنا پڑا۔ تو بھی ہم ان سے خوب لڑیں گے۔ اور کم سے کم اپنے سے دُگنے تگنے آدمی مار کر مریں گے۔ اسی درمیان میں ان کی پانچ چھ کشتیاں اور آ گئیں۔ جس سے ان لوگوں میں بہت جوش پھیل گیا۔ ادھر ہم نے آخری تدبیر کرنی شروع کی۔ اور مرنے کے لئے تیار ہو بیٹھے۔ وہ ترکیب یہ تھی۔ کہ شہتیر اس جگہ کے ہٹا کر اُن کے نیچے بارود کی سرنگ بچھائی۔ اور تیار ہو کر نیچے صفیں باندھ کر تیار ہو گئے۔

اتنے میں جنگلیوں نے شور کر کے حملہ کر دیا۔ سیدھے درّاے ہوئے اوپر چڑھے آئے۔ ان کے اوپر فیر کئے گئے۔ اور مر مر کر گرنے لگے۔ کہ ایک اور ریلا آیا۔ سُرنگ میں بتی لگ چکی تھی۔ کچھ اوپر آ گئے تھے۔ کہ سرنگ اُڑی۔ اور پچاسوں اُڑتے چلے گئے۔ لیکن شہتیر کی باڑھ کی باڑھ ٹوٹ گئی۔ اوپر جو جنگلی آ گئے تھے۔ ان پر ادھر سے اس گڑبڑی میں مار پڑنے لگی۔ جنگلی سنبھل کر چاہتے ہی تھے۔ کہ حملہ چاروں طرف سے کریں۔ کہ ایک گرج سمندر کی طرف سے اس زور کی آئی۔ کہ زمین ہل گئی۔ اور جنگلیوں کے ٹولیاں کی ٹولیاں پھٹ گئیں۔ تین چار متواتر آوازیں ہوئیں۔ اور جنگلیوں میں سخت طوفان مچ گیا۔ ہم نے جو سمندر کی طرف دیکھا۔ تو ایک بڑا سا خوبصورت جہاز جنگلیوں پر گولہ باری کر رہا ہے۔ ایک چشم زدن میں جنگلیوں کو بھاگنا

دشوار ہوگیا۔ اودھر سے ہم لوگ دوڑ پڑے۔ اور ان کو دور تک مارنے کے لئے آدمی روانہ کئے۔ ہم لوگ کنارہ کی طرف جو متوجہ ہوئے۔ تو وہی قزاقوں کا جہاز اور ایک کشتی کنارہ کی طرف آتی دکھائی دی۔ جب کشتی قریب آئی۔ تو ہماری خوشی اور تعجب کی کچھ حد بھی نہ تھی۔ اُدھر سے تار مصطفےٰ اور انور کشتی میں سے پانی ہی میں کود پڑے۔ اور ادھر سے ہم پانی میں دوڑ پڑے۔ اور ایک دوسرے کے لپٹ گئے۔ مارے خوشی کے میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا سب مصیبتیں جاتی رہیں۔

اتنے میں اور کشتیاں بھی آگئیں۔ ہم نے چاہا کہ فوراً اس جگہ سے روانہ ہو جائیں۔ کہ اتنے میں وہی عورت جو ہمارے ساتھ تھی۔ اور مصطفےٰ کی دعویدار تھی۔ بھاگی ہوئی آئی۔ اور مصطفےٰ کو پکڑ لیا۔ اور شور وغل مچانے لگی۔ مصطفےٰ اور تار اس کو دیکھ کر سخت پریشان اور متعجب ہوئے۔ میں نے اس کو علیحدہ کیا۔ اور اطمینان دلایا۔ اور تار اور مصطفےٰ کو سب حال کہہ سنایا۔ چاروں طرف زخمیوں اور مُردوں کا کھیت بچھا ہوا تھا۔ ہمارے آدمی بھی بہت سے زخمی ہوئے تھے۔ اور کئی بیہوش ہوگئے تھے۔ میں نے سینکڑوں میدان جنگ دیکھے تھے۔ باغیوں کے قتل عام دیکھے۔ اور کئے تھے۔ لیکن جیسا پُر درد اور افسوس ناک یہ منظر تھا۔ ایسا نظر سے نہ گذرا تھا۔ دل میرا بھاری ہو رہا تھا۔ کہ ہم نے کتنے بے جا خون کئے۔ جلدی جلدی ہم اپنے

چلنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ کشتیاں ڈال ڈال کر اسباب بار ہونے لگا۔ اور جس تیزی سے ہم پہلے جہاز پر سے اُترے تھے۔ اسی تیزی سے اس جہاز پر سوار ہونے لگے۔ کیونکہ ہم کو زخمی اور مُردوں کو دیکھ دیکھ کر شرم آتی تھی۔ کہ ہم نے ایسے بہادروں کو ایسی بُری طرح مارا۔ ہمارے آدمی جنگلی زخمیوں کو پانی بھی پلاتے رہے۔ دو ڈیڑھ گھنٹہ میں سب اسباب لد گیا۔ اور ہم لوگ اس خونی منظر کو چھوڑ کر جہاز پر آگئے۔ ہم نے اُن کا بیڑا ویسے ہی پڑا رہنے دیا۔ تاکہ یہ اپنے زخمیوں کو لے کر اپنے وطن لوٹ جائیں۔

جہاز پر پہنچ کر ہم نے خدا کا شکر کیا۔ یہ جہاز ہمارے جہاز سے بہت بڑا مضبوط اور خوب صورت تھا۔ راستے بھر اُس عورت نے مصطفٰے پر اپنے دعوے کر کر کے اسے پریشان کیا۔ یہاں تک کہ طرح طرح کی دقتیں اُٹھاتے اور مصیبتیں جھیلتے ہوئے ہم اپنے پُرانے مکان قصر صحرا میں آئے۔ یہاں آکر اُس عورت نے اور طوفان مچایا۔ سب لوگ اُس کی ہمدردی اور دلدہی سے بہت متاثر ہوئے۔ وہ کسی طرح مصطفٰے کا پیچھا نہ چھوڑتی تھی۔ مجبوراً مصطفٰے کا نکاح اس سے کیا گیا۔ اور وہ آگے چل کر بہت وفادار ثابت ہوئی۔ جیسا کہ تیسرے حصہ میں چل کر ناظرین کو معلوم ہوگا۔

اس سفر میں سوائے نقصان اور تکلیف کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایک جہاز اور بہت سے آدمی مفت ضائع گئے۔ اگر کچھ حاصل ہوا تو

تجربہ - یہ سفر ہمارا اس طرح سے ختم ہوا - اب تیسرے سفر کا حال علیحدہ پیش ہوگا ۔

مورخہ ۲۶ جون
سنہ ۱۹۲۱ء

تمّت

بچوں کے لئے آسان کتابیں

سلیم کی کہانی - ایک غریب مگر باہمت لڑکے کا قصہ۔ جس نے اپنی محنت ثابت قدمی اور نیکی سے اعلیٰ تعلیم پائی اور بڑے مرتبے کو پہنچا .. ..

امتیاز بچپسی - نہایت آسان زبان میں دلچسپی چھوٹی کہانیاں ہیں۔ جنہیں سال کا بچہ بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ ہر کہانی نصیحت سے بھری ہے

دل پسند کہانیاں - وہ کہانیاں جو شرفا کے گھروں میں بچوں کو سنائی جاتی ہیں۔ دہلی کی زبان ٹھیٹھ محاورے میں لکھی گئی ہیں۔ تصویردار .. .. ..

ابوالحسن - سوتے جاگتے کا قصہ۔ الف لیلہ سے لیا گیا۔ نہایت آسان عبارت

علی بابا چالیس چور - یہ قصہ بھی الف لیلہ سے لیا گیا۔ اور آسان عبارت میں لکھا گیا۔ علی بابا اور چوروں کی تصویریں بھی ہیں ۵

نیک انجام - جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ ایک لڑکی بڑی مصیبتوں سے بچ جاتی ہے۔ اس کا قصہ ۷

سمندری شہزادی - جس نے وفادار بننے میں سخت مصیبتیں جھیلیں۔ اور آخر جان کھوئی۔ بے حد دلچسپ اور دردناک قصہ ہے ۸

ملنے کا پتہ:- **دارالاشاعت پنجاب لاہور**

مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور باہتمام میاں نورالحق صاحب